یہ کتاب Madaarimedia.com سے ڈاؤلوڈ کی گئی ہے
دم مدار
۷۸۶
۹۲
بیڑا پار
الا ان اولیآء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون
مدار اعظم
مئولف:
حضرت علامہ حکیم مولانا فرید احمد صاحب عباسی نقشبندی مجددی
طبیب ریاست بھیکم پور ضلع علی گڑھ
ناشر:
شیخ طریقت مصلح قوم وملت
حضرت علامہ و مولانا
سید محمد تشریف حسن
صاحب قبلہ جعفری
مداری قنصوری
غوث زماں حضرت الحاج
سید محمد توقیر حسن
جعفری مداری
علیہ الرحمۃ والرضوان
دارالنور مکن پور شریف، ضلع کانپور نگر (یوپی)۔ موبائل نمبر: 9919337046

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط

مدار اعظم رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں حضرت قطب الاقطاب مولانا وسیّدنا سیّد بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات وقت ولادت سے وقت وفات تک مفصل درج ہیں اور آپ کے خاص خلفاء کے نیز خاندان قلندریہ وچشتیہ ونقشبندیہ کے ان چند بزرگواروں کے حالات ہیں جنکو حضرت شاہ مدار صاحب سے بھی نسبت حاصل ہے۔ اور وہ اپنے خاندان کی نسبت کے مداری نسبت سے بھی مخلوق کو مستفیض کرتے ہیں۔

مؤلف

جناب مولانا مولوی حکیم فرید احمد صاحب عباسی نقشبندی مجدّدی طبیب ریاست بھیکم پور (ضلع علی گڈھ)

ناشر

پیرزادگان

فہرست مضامین کتاب مدار اعظمؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

مدارِ اعظم

تمہید

مجھے علم تصوف سے جب سے میں نے ہوش سنبھالا خاص دلچسپی تھی۔ بچپن کے زمانہ ہی سے بکثرت تسبیح و تہلیل کیا کرتا تھا غالباً یہ میرے جد امجد حضرت سید احمد علی شاہ صاحب عباسی چشتی کی نسبت کا اثر تھا کیوں کہ آپ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب کے اجلہ خلفاء میں سے تھے اور قومی نسبت رکھتے تھے۔ آپ نے میرا نام بھی حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی پر رکھا تھا۔ جب میری عمر سات سال کی تھی جاڑوں کا موسم تھا میں مکان میں سو رہا تھا پچھلی رات میں مجھ کو کسی شخص نے آواز دی کہ فرید نماز پڑھ میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ کوئی شخص باہر گیا جسکی کچھ جھلک معلوم ہوئی میں باہر آیا مگر اس شخص کا پتہ نہیں تھا۔ اس وقت میرے دل پر ذرہ بھر سوا اس نہیں تھا اس کے بعد میں سو گیا یہ غالباً اسی تسبیح و تہلیل کا نتیجہ تھا جو میں کرتا رہتا تھا۔ میرے محلہ میں جامع مسجد ہے جسکو میرے والد صاحب قبلہ کے نانا صاحب حضرت صوفی خدا بخش صاحب عباسی نے بڑے اہتمام سے بنایا تھا۔ وہاں اکثر بزرگ آتے رہتے تھے۔ مجھے ان لوگوں کے پاس بیٹھنے سے خاص انس تھا۔ چنانچہ اسی زمانہ میں

حضرت شاہ محمد حسن صاحب چشتی تشریف لائے تھے میں بھی اکثر حاضر ہوا کرتا تھا
آپ بزرگانِ دین کے حالات اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ جنکو میں نہایت شوق سے
سُنا کرتا تھا جب میری عمر دس سال کی ہوئی تو زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے انگریزی
اسکول میں داخل ہوا مگر اس تعلیم سے کچھ مناسبت نہیں تھی اسوجہ سے اس سے کوراہی رہا
آخر باجازت حضرت والد صاحب قبلہ میں عربی تعلیم میں مشغول ہوگیا جب علم صرف و نحو و علم
ادب و منطق علم و فقہ سے فارغ ہوا تو علم طب کا شوق ہوا۔ اس زمانہ میں عالیجناب
اُستاذی حاذق الملک حکیم محمد عبد المجید خاں صاحب نے مدرسہ طبیہ قائم کیا تھا میں
دہلی پہونچا اور مدرسہ طبیہ میں داخل ہوگیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضرت حکیم صاحب
موصوف اور آپ کے دونوں بھائی عالیجناب افسر الاطبا حکیم محمد واصل خاں صاحب و
حاذق الملک علامہ حکیم حافظ **محمد اجمل خاں** صاحب بنفس نفیس تعلیم دیتے تھے
چنانچہ ان تینوں بزرگواروں سے میں نے طبی تعلیم حاصل کی اور پانچ سال کے بعد سند
و تمغے کر مکان پر آیا۔ اُسوقت میری عمر بیس سال کی تھی۔ اس زمانہ میں حضرت
مولانا سید **احمد حسن** صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حدیث شریف کا دورہ شروع ہونے
والا تھا۔ میں بھی شریک ہوگیا اور مولینا مرحوم کی توجہ سے سب صحاح ستہ ختم کرلیا۔
بیضاوی شریف بھی حضرت مولانا کے یہاں ایک وقت ہوتی تھی اس میں بھی برابر
شریک رہا مگر علم باطن کے حصول کا شوق اس سے پہلے سے تھا۔ حدیث پاک کے
دورے کی ہی حالت میں ایک روز میں نے مسجد میں حضرت حاجی حرمین شریفین
شاہ سید **محمد بہار الدین** صاحب علوی نقشبندی مجددی کو دیکھا کہ حلقہ فرما رہے
ہیں مجھے یہ صورت بہت بھلی معلوم ہوئی میں بھی حاضر ہوا اور خاندان نقشبندیہ مجددیہ

میں بیعت سے مشرف ہوگیا۔ اسکے بعد مجھے یہ خطرہ آیا کہ میں نے فضول بیعت کی
کچھ معلوم تو ہوتا ہی نہیں۔ میں اسی خلجان میں غلطاں و پیچاں تھا کہ ایک روز خواب
میں دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ طریقہ کا جو ذکر و شغل ہے وہ تو تو کرتا
ہی نہیں کچھ معلوم ہو تو کیسے ہو۔ اس خواب سے مجھے تنبیہہ ہوئی اور موافق طریقہ کے
ذکر و شغل کرنے لگا اور ساتھ میں حدیث پاک بھی پڑھتا تھا پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ علیحدہ
بیٹھ کر چلا چلا کر رویا کرتا تھا۔ اس کے بعد اس کیفیت میں سکونی حالت ہوئی حضرت
شاہ صاحب مدظلہم نے رفتہ رفتہ اور مقامات پر توجہ دینی شروع کی یہاں تک کہ تمام سلوک
نقشبندی طے ہوگیا اور ہر ہر مقام کی کیفیت علیحدہ علیحدہ صاف معلوم ہونے لگی یوں
تو یہ تمام مقامات ایسے ہیں کہ ان کی پوری کیفیت تو جب ہی حاصل ہوسکتی ہے کہ سالہا
سال شیخ کی صحبت میں انسان رہے مگر تاہم یہ شیخ کی توجہ پر موقوف ہے جسقدر
شیخ کو محبت اور توجہ ہوگی اور طالب کی طلب صادق ہوگی یقیناً خداوندی دربار سے
عنایت بھی پوری ہوگی۔ اس کے بعد خرقہ و کلاہ و مثال مرحمت ہوئی۔ اگرچہ یہ فقیر اس بارگراں
کے اٹھانے کے اپنے آپ کو قابل نہ سمجھتا تھا۔ مگر حکم شیخ سے مجبوری تھی چونکہ حضرت
شاہ صاحب قبلہ کو منظور یہ تھا کہ میں الکاسب حبیب اللہ پر عمل کروں اور فن
طب سے مخلوق کی خدمت کروں اور مطب کے ذریعہ سے اپنی ضرورتوں کو رفع کروں
اسوجہ سے میرے مطب کیلئے ریاست بھیکم پور کو تجویز کیا۔ کیوں کہ یہاں کے اور نیز ریاست
دون کے رئیس دیندار اور پابند اسلام ہیں۔ چنانچہ موجودہ روسا میں
مولوی **محمد حبیب الرحمن** خاں صاحب نقشبندی (جنھیں خدا نے علم کے ساتھ سب خوبیاں
جمع کر رکھی ہیں اور جناب محمد ابو بکر خاں صاحب چشتی یہ دونوں صاحب اسلام کے

کے شیدائی اور بزرگان دین سے خاص ارادت و عقیدت رکھتے ہیں. لہٰذا ابوسالفت عالیجناب استاذی حاذق الملک حکیم محمد عبدالمجید خاں صاحب بخواہش جناب خان بہادر **نواب محمد مزمل اللہ خاں** صاحب نقشبندی جنکو بزرگان دین سے خاص عقیدت ہے اور فیض ہے) میں بھیکم پور میں ملازم ہوگیا جکو عرصہ پندرہ سال کا ہوگیا کہ میرا قیام بھیکم پور میں ہے میرے ان تمام حالات سے آپ حضرات نے معلوم کر لیا ہوگا کہ مجھ کو بزرگانِ دین کے حالات سُننے اور سُنانے سے بچپن کے زمانہ ہی سے خاص دلچسپی ہے جسطرح فن طب کے مضامین طبی اخباروں میں شائع کرتا رہتا ہوں اسی طرح بزرگان دین کے حالات بھی قلمبند کرتا رہتا ہوں چنانچہ **سیرۃ العباس** جسمیں حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب ہاشمی عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زندگی کے حالات ہیں. اعلیٰ اعلیٰ کتب عربیہ سے منتخب کرکے شائع کرچکا ہوں. دوسری جلد تیار ہے جو عنقریب طبع ہو کر ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگی. اب تالیف ہے جسمیں حضرت سلطان العارفین زبدۃ الواصلین مولانا و سیدنا سید **بدیع الدین قطب مدار** رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ہیں اور نیز آپ کے خاص خلفاء کے اور خاندان چشتیہ و قلندریہ و نقشبندیہ کے ان چند بزرگواروں کے حالات جنکو حضرت شاہ مدار صاحب سے نسبت حاصل ہے اور وہ لوگ خاندان مداریہ میں بھی بیعت کرتے ہیں. اہل اسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اس زمانہ میں سخت ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے بچے بزرگان دین کے حالات پڑھیں اور ان کے دلوں میں نسبت محمدی حاصل کرنیکا شوق پیدا ہو یوں تو حضرت شاہ مدار صاحب کو ہندوستان کا کون سا فرقہ ہے جو جانتا نہ ہو بمسلمانوں طبقہ نسواں میں تو جس مہینہ میں آپ کا عرس ہوتا ہے اس کا نام بھی مدار کے ہی مہینہ سے

مشہور ہے اور مثالوں میں تو عام طور پر لوگوں کی زبانوں پر یہ مثال جاری ہے کہ مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار (جسکے معنی و مطلب کسی موقع پر لکھونگا) علاوہ اسکے کوئی شہر اور قصبہ ایسا نہیں ہے جہاں مداری دروازہ نہ ہو اور حضرت شاہ مدار صاحب کا اسم گرامی زبانوں پر ہر وقت جاری نہ رہتا ہو. مگر حضرت شاہ مدار صاحب نے اسلام کی جو خدمتیں کی ہیں نیز آپ کے اخلاق و عادات آپ کا تبحر علمی آپ کے باطنی تصرفات آپ کی بارگاہ خداوندی میں جو عزت تھی اس سے بہت کم لوگ واقف ہیں. جن کو میں نے بالتفصیل لکھا ہے

حضرت شاہ مدار صاحب جس زمانہ میں ہندوستان میں تشریف لائے ہیں وہ وقت ایسا تھا کہ اسلام کی روشنی یہاں بہت کم پھیلی تھی ایک طرف تو حضرت خواجہ غریب نواز سید **معین الدین چشتی** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے روحانی تصرفات سے بہت سے قلوب کو اسلامی نور سے منور کیا. دوسری طرف شاہ مدار صاحب نے ہر پہلو سے ہر طبقہ کے آدمیوں کو اسلام کے نور سے مستفیض فرمایا اور ایسی کوشش کی کہ لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے. اسیطرح آپکے خلفاء نے اسلام کی اشاعت میں پورا پورا حصہ لیا غرض شاہ مدار صاحب نے اسلام کی وہ خدمت کی ہے کہ ابتک برابر آپ کا فیض جاری ہے جسطرح عوام میں آپ کی مقبولیت تھی اس سے زیادہ خواص میں تھی. تمام اولیاء اللہ نے آپ کو اپنا سرتاج تسلیم کر لیا تھا.

حضرت شاہ مدار صاحب علیہ الرحمہ کے حالات لکھنے سے پہلے میں نے یہ مناسب خیال کیا کہ علامہ شوکانی کا وہ رسالہ جسکو آپ نے سوال تصوف کے جواب میں تحریر کیا تھا اسکی بجنسہٖ نقل آپ کے سامنے پیش کروں. تاکہ حضرات ناظرین معلوم کرلیں کہ بزرگان دین کے حالات دیکھنے اور سننے سے کس درجہ قلوب میں نرمی پیدا ہوتی ہے

جسکو علامہ موصوف نے حدیث و قرآن سے ثابت کیا ہے اور کس طرح لوگوں کو اس
کی ترغیب دی ہے کہ اولیاء اللہ کے حالات دیکھنے چاہیں۔ علامہ موصوف نے باوجود
اسکے کہ بڑے محدث تھے۔ علم تصوف کو بخوبی سے ثابت کیا ہے کہ سبحان اللہ
امید ہے کہ علامہ موصوف کا یہ رسالہ دیکھ کر اہل اسلام تصوف کی قدر کریں گے اور نسبت
محمدی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ یہی علم ایسا ہے کہ جس کے احکام شرع کی
کیفیت اور برکت کا انسان ادراک کرنے لگتا ہے اور نماز روزہ حج زکوٰۃ اور سنن
و مستحبات کا لطف تلاوت کلام مجید و حدیث کثرت درود نہایت لطف اور مزے
کیساتھ پڑھتا اور لطف اٹھاتا ہے اس کے بدولت انسان کے دل میں وہ نور پیدا
ہوتا ہے جس کو فراست کہتے ہیں جس سے وہ حق و باطل میں تمیز کرنے لگتا ہے علامہ
موصوف نے اس رسالہ سے پہلے ایک رسالہ **مسمیٰ صوادم الحداد القاطعہ لعلائق مقالات**
ارباب الاتحاد لکھا تھا جس میں صوفیائے کرام پر سخت طعن کئے تھے اسکے چالیس سال بعد اپنے
خیالات سے توبہ کی توبہ کے الفاظ یہ ہیں۔ بقول مولف ھذہ الرسالۃ الصوادم
الحداد القاطعہ لعلائق مقالات ارباب الاتحاد محمد بن علی شوکانی غفر لہ
وھو تائب الی اللہ تعالیٰ من جمیع ما حررہ فیھا مما لا یرضی اللہ بہ عزوجل
وقد طالعت بعد تالیفہ الفتوحات والفصوص فرایت ما للتاویل فیہ
مدخلا لا سیما عند ھؤلاء الذین ھم خلاصۃ الخلاصۃ من عباد اللہ
عزوجل :- ترجمہ مولف رسالہ صوادم الحداد القاطعہ لعلائق مقالات ارباب الاتحاد محمد بن
علی شوکانی غفر لہ توبہ کرتا ہوا کہتا ہے کہ تمام ان باتوں سے جن کو اس رسالہ میں لکھا
ہے جو خلاف مرضی باری تعالیٰ ہیں تائب ہوں کیونکہ میں نے اس تالیف کے بعد حضرت

شیخ عربی کی فتوحات اور فصوص دیکھی ہیں نے اسمیں کسی تاویل کی گنجائش نہیں
پائی خصوصاً ان لوگوں کے نزدیک جو تمام بندگان خدائے عزوجل کے خلاصہ ہیں
علامہ شوکانی کے صاحبزادے حافظ احمد صاحب لکھتے ہیں کہ چالیس سال
کے بعد اس پہلے رسالہ کے یہ رسالہ لکھا تھا جسمیں ایک شخص نے علم تصوف کے متعلق
آپ سے استفتار کیا تھا اس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ لکھا جو ذیل میں بجنسہٖ
نقل کیا جاتا ہے تاکہ حضرات ناظرین معلوم کریں کہ بڑے بڑے علما حضرات صوفیائے
کرام کے تصرفات و کرامات کے قائل ہوئے ہیں یہ رسالہ فقیر مؤلف کو علامہ شوکانی
کے شاگرد رشید مولانا شیخ حسین عرب انصاری کے ذریعہ سے پہونچا وہ یہ ہے۔

رسالہ علامہ شوکانی

ھذہ رسالۃ التی کتبھا سیدی الوالد المرحوم بعد تالیف الرسالۃ الاولیٰ باربعین
سنۃ و اولھا سوال عن التصوف ھل علیہ دلیلا و ھل العلم علمان باطن و ظاھر
والباطن یسمونہ الطریقہ فاجاب رحمہ اللہ تعالیٰ واعلم وفقنی اللہ وایاک ان معنی
التصوف المحمود ھو الزھد فی الدنیا حتی یستوی عندہ ذھبھا وترابھا ثم الزھد فیما
یصدر عن الناس من المدح والذم حتی یستوی عندہ مدحھم و ذمھم ثم الا
شتغال بذکر اللہ وبالعبادۃ المقربۃ الیہ فمن کان ھکذا فھو الصوفی حقا
وعند ذلک یکون من اطباء القلوب فیداویھا بما یمحو عنھا الطواغیت الباطنۃ
من الکبر والحسد والعجب والریاء وامثال ھذہ الغرائز الشیطانیۃ التی ھی اخبث
المعاصی واقبح الذنوب ثم یفتح اللہ لہ ابوابا کان عنھا محجوبا کغیرہ لکنہ لما اماط
عن ظاھرہ وباطنہ فی غشاوۃ وصار حینئذ صافیا عن شرب اللذۃ مطھرا عن

ولبس الذنوب فيبصر ويسمع وتعيهم الحواس لا يحجبها عن حقائق الحق حاجب ولا يحول
بينها وبين درك الصواب حائل ويدل على ذلك اتم دلالة واعظم برهان ما ثبت
فى البخارى وغيره من حديث ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال يقول الله عز وجل
من عادى لى وليا فقد بارزنى بالمحاربة وفى رواية فقد اذنته بالحرب وما تقرب الى عبدى
مثل اداء ما افترضت عليه ولا يزال عبدى يتقرب الى بالنوافل حتى احبه فاذا
احببته كنت سمعه الذى يسمع به وبصره الذى يبصر به ويده الذى يبطش بها
ورجله الذى يمشى بها فبى يسمع وبى يبصر وبى يبطش وبى يمشى ولئن سألنى لاعطينه
ولئن استعاذنى لاعيذنه وما ترددت فى شئ انا فاعله ترددى عن قبض نفس
عبد المؤمن يكره الموت واكره مسائته ولا بد منه ومعلوم ان من كان يبصر بالله
سبحانه ويسمع به ويبطش به ويمشى حال يخالف حال من لم يكن كذلك لا
نها انكشفت له الامور كما هى وهذا هو سبب ما يحكى عنهم من المكا
شفة لانه قد ارتفعت عنهم حجب الذنوب وذهبت عنهم اوزار
المعاصى وغيرهم ممن لا يبصر بالله ولا يسمع ولا يبطش به ولا يمشى به لا
يدرك من ذلك شيئا بل هو محجوب عن الحقائق غير مهتد الى مستقيم الطرق
كما قال الشاعر

وكيف ترى ليلى بعين ترى بها — سواها وما طهرتها بالمدامع
احبك يا ليلى عن العين انما — اراك بقلب خاشع لك خاضع
وتلتذ منها بالحديث وقد جرى — حديث سواها فى خروق المسامع

واما من صفى عن الكدر والسمع والبصر منهم كما قال الآخر

الا ان وادى الجزع اضحى ترابه — من المسك كافورا واعواده رندا
وما ذاك الا ان هندا عشية — تمشت فجرت فى جوانبه بردا

ومما يدل على هذا المعنى الذى افاده حديث ابى هريرة اتقوا فراسة المؤمن
فانه ينظر بنور الله وهو حديث صححه الترمذى فانه افاد ان المؤمن من عباد الله
يبصر بنور الله وهو معنى ما فى الحديث الاول من قوله صلى الله عليه وآله وسلم
فبى يبصر فما وقع من هؤلاء القوم الصالحين من المكاشفات فهو من هذه
الحيثية الواردة الشرعية المطهرة وقد ثبت ايضا فى الصحيح عنه صلى
الله عليه وآله وسلم انه قال ان فى هذه الامة محدثين وان منهم عمر
ففى هذا الحديث الصحيح فتح باب المكاشفة لصالحى عباد الله وان ذلك من الله
سبحانه يحدثون بالوقائع بنور الايمان الذى هو من نور الله سبحانه فيعرفونها
كما هى حتى كان محدثا يحدثهم بها ويخبرهم بمضمونها وقد كان عمر بن الخطاب رضى الله
عنه يقع له من ذلك الكثير الطيب فى وقائع معروفة منقولة فى دواوين الاسلام
ونزل بتصديق ما تكلم به القرآن الكريم كقوله تعالى عز وجل مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ
يَكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ وقوله تعالى سبحانه سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ
لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فمن كان من صالحى العباد متصفا
بهذه الصفات متسما بهذه السمات فهو جليل القدر وفرد الدهر وزين العصر
الاتصال بهم سائلين به القلوب وتخشع به الافئدة تجذب الى الاتصال به

العقول الصحيحة الى مراضى الرب سبحانه وكلماته هى الترياق المجرب اشاراته
هى طب القلوب القاسية وتعليماته هى كيمياء السعادة وارشاداته هى الموصلة الى
الخير الاكبر والكرامات الدائمة التى لا نفاد لها ولا انقطاع ولم تصف البصائر
ولا صلحت السرائر الا بالاتصال بهؤلاء قوم الذين هم خيرة الخيرة واشرف
الذخيرة فيا لله قوم لهم السلطان الاكبر على قلوب هذا العالم يجذبونها
الى طاعات الله سبحانه والاخلاص له والاتكال عليه والقرب منه
والبعد مما يشغل عنه ويقطع عن الوصول اليه وقل ان يتصل بهم ويختلط
بخيارهم الا من سبقت له السعادة وجذبته العناية الربانية اليهم بانهم
يخفون انفسهم ويظهرون فى مظاهر الخمول ومن عرفهم لم يدل عليهم
الا من اذن الله له ولسان حاله يقول كما قال وكم سائل عن سر ليلى رددته
بعمياء عن ليلى بغير يقين يقولون خبرنا فانت امينها وما انا ان خبرتهم بامين.
فيا طالب الخير اذا ظفرت يداك بواحد من هؤلاء الذين هم
صفوة الصفوة وخيرة الخيرة فاشدد يدك عليه واجعله مؤثرا على الاهل
والمال والقريب والحبيب والوطن والسكن فان ان وزن هؤلاء بميزان
الشرع واعتبرناهم بمعيار الدين وجدناهم اولياء الذين لا خوف عليهم
ولا هم يحزنون وقلنا المعادى لهما والقادح فى علو مقامهما انت ممن قال فيه
الرب سبحانه كما حكاه عنه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من عادى لى
وليا فقد بارزنى بالمحاربة او فقد اذنته بالحرب لانه لا عيب لهم
الا انهم اطاعوا الله كما يحب وآمنوا به كما يجب ورفضوا الدنيا

الدنية واقبلوا على الله عز وجل فى سرهم وجهرهم وظاهرهم وباطنهم
وباطنهم واذا فرضنا ان فى المدعين للتصوف من لم يكن بهذه الصفات
وعلى هذا الهدى القويم فان بدأ منه ما يخالف هذه الشريعة المطهرة
دينا فى منهجها الذى هو الكتاب والسنة فليس من هؤلاء والواجب علينا ان
نبدعه عليه والقرب بها فى وجهه كما صح عنه صلى الله عليه وآله وسلم
انه قال كل امر ليس عليه امرنا فهو رد وصح عنه صلى الله عليه وآله وسلم
انه قال كل بدعة ضلالة من وانكر علينا ذلك قلنا له وزن وهذا الميزان الشرع
نوجدنا مخالفة وردنا امره الى الكتاب والسنة فوجدناه مخالفا لهما
وليس الدين الا كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وآله وسلم والخارج
عنهما المخالف لهما ضال والمضل ولا يقدح على هؤلاء الاولياء وجود من هو
هكذا فانه ليس معدودا منهم لا سالكا طريقهم ولا مهتديا بهديهم فان
عرف هذا فان القدح فى قوم لمجرد وجود افراد منسوبين اليهم نسبة غير صحيحة
بلوره وعلى ذكرنا بحديث التقوى سنة الموت نذكر قصة متعلقة به
ذكرها من يوثق بنقله من اهل التاريخ وهى ان الجنيد رحمه الله تعالى
اذن له شيخه رحمه الله تعالى ان يتكلم على الناس فى جامع البلد الذى
هو فيه بعد صلوة الفجر فاعتذر اليه بانه غير فصيح العبارة وغير صالح
لذلك فقال لا عذر من ذلك وكان هذا بينهما فى الليل ولم يكن عندهما
احد ولا خرج واحد منهما فوقع الحديث فى ذلك البلد بان الجنيد قد
قد اذن له شيخه ان يتكلم على الناس بعد صلوة الفجر فى الجامع وان

تحت المدينة بهذا الخبر فلم تحضر صلوٰة الفجر والا وقد صار ذلك الجامع ممتليا من الناس وهم فزدحمون فيه لانه قد وصل اليه من لم يكن معتادا للصلوٰة فيه شوقا الى كلام الجنيد مع انه لم يكن اذ ذاك فى رتبة الشيوخ بل من جملة تلامذة شيخه ولكن الاسرار الربانية لعمل عملها والعمل الصالح لا يخفى فلما فرغ اهل الجامع من الصلوٰة تحصيا الجنيد لكلام وقد التف عليه الناس. حتىٰ كانهم على موعد لذلك لو كانه قد صاح بهم صائح بما دار بينه وبين شيخه تلك الليلة فقبل ان يتكلم الجنيد بدرة واحد من بين اولئك المستمعين فقال يا شيخ ما معنى قول النبى صلى الله عليه وسلم اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله فاطرق الجنيد ثم رفع راسه وقال اسلم فقد آن لك ان تسلم فقعد بين يديه وتكلم بالشهادتين وذكر للجنيد ولذلك الجموع انه من جملة انصارى الساكنين بذلك البلد وانه لما سمع الناس يتحدثون تلك الليلة بان الجنيد سيتكلم فى الجامع بعد صلوٰة الفجر بقى مفكرا وادرك فى قلبه ميلا الى الاسلام وعزم على حضور ذلك الجامع اذا الجموع مريدا اختبار الجنيد بهذا الحديث معه كونه قد لبس غير لباس الاسلام وقال فى نفسه ان كاشفنى اسلمت فكاشفه الجنيد بما تقدم وصار ذلك الرجل من خيار المسلمين فانظر هذا الكشف من مثل هذا الولى واعرف به ما عند فاضل هذه الطائفة من المواهب الربانية وسل ربك ان يجعل لك نصيبا ما افاض عليهم من تفضله على عباده. اللهم يا رب العالم ويا خالق الكل ويا مستوى على عرشه اجعل لنا نصيبا مما منعت به على هولاء الصالحين وتفضلت به عليهم فلا

مرام لمراده والخير لك ولا معطى غيرك وبالجملة فمن اراد ليعرف اولياء هذه الامة وصالحى المؤمنين المتفضل عليهم بالفضل الذى لا يعد له فضل والخير الذى لا يساويه خير فليطالع الحلية لابى نعيم وصفوة الصفوة لابن الجوزى رحمه الله فانهما تحريا ما صح واودعا كتابيهما من مناقب الاولياء المروية بالاسانيد الصحيحة ما يجذب بعده يفسح من يقف عليه الى طريقتهم والاقتداء بهم واقل الاحوال ان يعرف مقادير اولياء الله وصالحى عباده وليعلم انهم القوم الذين لا يشقى بهم جليسهم ولا يعنى من تاسى بهم ومشى على طريقتهم فان ذلك منه لمجرده متورع من المتاع الخير ممنيع من مطالع الرشد وقد صح عنه صلى الله عليه وآله وسلم انه قال انت مع من احببت فمحبة الصالحين قربة لا تهمل وطاعة لا تضيع وان لم يعمل بعملهم ولا جهد نفسه كجهدهم وفى هذا المقدار كفاية لمن له هداية والحمد لله اولا واخرا والصلوٰة والسلام على رسوله وعلى اله ورضى الله عن صحبه الراشدين. آمين

ترجمہ حافظ احمد بن محمد بن علی شوکانی نے فرمایا کہ یہ وہ رسالہ ہے جسکو میرے والد ماجد مرحوم نے پہلے رسالہ لکھنے کے چالیس سال بعد لکھا تھا۔ ابتدا اسکی اس طرح ہوئی کہ ایک شخص نے چند سوال کئے تھے جن کے جواب میں یہ لکھا تھا وہ سوال یہ تھا۔ ١۔ تصوف کیا ہے اور اس پر کوئی دلیل ہے۔ ٢۔ کیا علم دو طرح کے ہیں ایک باطن اور دوسرا ظاہر اور باطن کا نام طریقہ رکھتے ہیں کیا؟ صحیح ہے اور قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت، ہے کہ نہیں۔

جواب

اے عزیز خدا مجھ کو اور تم کو توفیق خیر عنایت فرمائے۔ تصوف محمود کے
معنی دنیا سے بے تعلق ہو نیکے ہیں۔ یہاں تک کہ مٹی اور سونا اسکے نزدیک برابر ہو
اسی طرح لوگوں کی مذمت اور تعریف اسکے نزدیک مساوی ہو اور خدا کے ذکر میں
ہر وقت مشغول رہے اور جس عبادت سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہو اسکو
ہر وقت کرتا رہے جو شخص ایسا ہے وہ سچا صوفی ہے۔ ایسا شخص روحانی طبیبوں
میں سے ہوتا ہے جو باطنی بیماریوں کا علاج کرتا ہے جیسے غرور حسد اور اپنی
بڑائی، دکھاوا اور ان جیسی شیطانی باتیں جو تمام معصیات اور گناہوں سے
بڑھ کر ہیں۔ بعد ازاں جن حجابوں کے باعث حکمت کے دروازے بند تھے
کھل جاتے ہیں جب انسان باطنی ظاہری غفلت کے حجابوں سے صاف
ہو جاتا ہے۔ اور گناہوں سے پاک تو ایسے حواس سے دیکھتا ہے سنتا اور سمجھتا
ہے کہ اس کو حقائق اشیاء کے سمجھنے کیلئے کوئی چیز مانع نہیں رہتی اور نہ
حقانی باتوں کے سمجھنے میں کوئی ہوتا ہے۔ اور اس میرے دعوے کی اعلیٰ
درجہ کی دلیل وہ حادثہ ہے جس کو امام بخاری اور دیگر ائمہ حدیث نے حضرت
ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور حدیث قدسی ہے کہ آں حضرت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے
ولی کے ساتھ دشمنی کی وہ گویا میرے ساتھ لڑائی کے لئے نکلا۔ اور ایک
روایت ہے کہ یوں ارشاد ہوا کہ میں اسکو اجازت دیتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ
لڑنے کے لئے تیار ہو جائے اور کسی چیز سے اتنا میرا قرب حاصل نہیں ہوتا

جسقدر اُن فرائض کے ادا کرنے سے ہوتا ہے جن کو میں نے حکم دیا ہے باقی میرا بندہ ہے
مجھ سے بذریعہ نوافل کے تقرب حاصل کرتا ہے میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب
مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے تو میں ہی اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے
اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں ہی اسکے ہاتھ ہو جاتا
ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں ہی اس کے پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے
پس وہ میرے ذریعہ سے سنتا ہے اور میرے ہی ذریعہ سے دیکھتا ہے اور میرے ہی
ذریعہ سے پکڑتا ہے اور میرے ہی ذریعہ سے چلتا۔ اگر وہ کچھ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسکو
فوراً دیدیتا ہوں۔ مجھ کو کسی کام میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں ایسا تردد نہیں ہوتا
جیسا اپنے بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے کہ میرا بندہ مومن موت کو مکروہ
سمجھتا ہے اور میں اسکے مکروہ سمجھنے کو مکروہ سمجھتا ہوں مگر موت سے چارہ نہیں۔
اور ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے ذریعہ سے دیکھتا اور سنتا ہے اور پکڑتا اور
چلتا ہے اس کا مرتبہ ایسے شخص سے جو غافل ہوتا ہے ہر پہلو سے بڑھا ہوا ہے۔ ایسے
شخص پر حقائق اشیاء کھل جاتی ہیں اور آئندہ امور منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے
کہ تمام گناہوں کے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور تمام معصیت کے بار سے علیٰحدہ ہو جاتا ہے
اور جو لوگ غفلت اور گناہوں کے حجابوں میں پڑے ہوتے ہیں وہ نہ خدا کے ساتھ دیکھتے
اور نہ سنتے اور نہ پکڑتے اور نہ چلتے ہیں وہ سیدھے راستے سے دور ہوتے ہیں جیسا کسی
شاعر نے کہا ہے کہ تم لیلیٰ کو کس طرح اس آنکھ سے دیکھتے ہو کہ جس سے اوروں کو بھی دیکھتے
ہو اور تم نے اس آنکھ کو آنسوؤں سے صاف کبھی نہیں کیا۔ اے لیلیٰ میں تجھ کو اپنی آنکھ
سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں میں تو اس آنکھ سے کبھی تجھے دیکھنا گناہ سمجھتا ہوں میں تو تجھے

اپنے دل سے جو تیرے سامنے نہایت عاجزی کرنیوالا اور گڑگڑانے والا ہے دیکھتا ہوں
میرے کان لیلیٰ کی باتوں سے لذت حاصل کرتے ہیں اور اس کی باتوں کے سوا کسی اور
کی باتوں سے لذت حاصل نہیں ہوتی. گویا اس کان سے سنتا ہوں اسی کان سے نکال
دیتا ہوں. جو شخص تمام گناہوں سے پاک ہو گیا اور خدا کے ذریعہ سے سننے اور دیکھنے لگا
اس کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسا کسی شاعر نے کہا ہے. آگاہ ہو جاؤ روئے کا جنگل
اسقدر روشن ہوتا ہے کہ اس میں مشک نے بھی کافور کی صورت اختیار کرلی ہے اور
وہاں کی لکڑیاں بھی خوشبودار ہو گئی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میری معشوقہ ہند
شام کو چلی اس کے چاروں طرف ٹھنڈک پیدا ہو گئی کیوں کہ اس کے آنے سے ساری
سوزش رفع ہو گئی. مطلب یہ ہے کہ قرب خداوندی حاصل ہو جاتا ہے تو برد یقین
کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے تمام جوش و خروش رفع ہو جاتا ہے

نیز دوسری حدیث لکھتا ہوں کہ جس سے بھی یہی مطلب نکلتا ہے. جسکو
حضرت ابوہریرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ مومن کے دل میں جو نور ہوتا ہے جسکے ذریعہ سے وہ آئندہ اور دوسرے کے دل کی باتوں
کو معلوم کر لیتا ہے اس کو فراست کہتے ہیں اس سے ڈرتے رہنا کہ وہ خدا کے نور
سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے. یہ حدیث ہے جس کو امام ترمذی نے صحیح لکھا ہے اس سے
یہ معلوم ہوا کہ مومن بندہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے پس ان اولیاء اللہ اور نیک لوگوں سے
جو مکاشفات ہوتے ہیں وہ سب اسی حیثیت سے ہوتے ہیں جس کا ثبوت شریعت
پاک میں ہے نیز. صحیح حدیث میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا ہے کہ اس امت محمدیہ میں محدث لوگ ہوں گے یعنی جنکو الہام ہوتا ہوگا. ان میں سے حضرت

عمر رضی اللہ عنہ ہیں. اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو نیک بندے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ
انپر الہام کرتا ہے کہ جو اپنے نور ایمان کے باعث چھپی ہوئی باتوں کو ظاہر کر دیتے ہیں اور اسی
نور الٰہی کی برکت سے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ چھپی ہوئی باتوں کی اطلاع ان کو ہو جاتی
ہے جیسے کسی نے کان میں کہہ دیا. چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر ایسی باتیں کیا کرتے تھے
جو اسلامی دفاتر میں موجود ہیں چنانچہ ہزار کوس پر خطبہ کی حالت میں حضرت عمر کا یہ فرمانا کہ
یا سارية الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ چنانچہ حضرت ساریہ نے آپ کی آواز
پر عمل کیا اور فتحیاب ہوئے. اور ایک مہینہ کے بعد آکر ذکر کیا کہ ہم نے امیر المومنین کی آواز
سنی اور اسی کے مطابق ہم نے عمل کیا اور فتحیاب ہوئے از مولف اس کی تصدیق میں کلام
پاک کی یہ آیت ہے. مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ
یعنی کسی نبی کے لئے یہ سزاوار نہیں ہے کہ اسکے واسطے قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین
میں خونریزی کرے مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا کام یہ ہے کہ روحانی طاقت بڑھائیں
اور دلوں کی بیماریاں صاف کریں یا دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ
مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ یعنی اے محمد تم ان مشرکین اور منافقین کے لئے جو مر
گئے ہوں نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو اور نہ ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہو مطلب یہ ہے
کہ ان لوگوں نے چونکہ روحانی قوت حاصل نہیں کی اور خدا و رسول کی اطاعت نہیں کی یہ لوگ
خدا کی رحمت سے دور پڑے ہوئے ہیں تم بھی ان سے علیحدہ رہو یا اور جگہ ہے سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ
اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ یعنی اے محمد برابر ہے انکے
حق میں تم طلب مغفرت کرو یا نکرو خدا ایسے لوگوں کو ہرگز نہیں بخشے گا. پس جو خالص خدا
کا بندہ ہوتا ہے اور ان صفات کیساتھ متصف ہوتا ہے. ایسا شخص اپنے زمانہ میں ایک

ہوتا ہے اس سے اس عالم کی زینت ہوتی ہے ایسے شخص کے پاس بیٹھنے سے دل نرم
ہوتے ہیں اور لوگوں کے دل اسکے سامنے عاجزی کرنے لگتے ہیں اور تمام علقمند اس سے
قرب حاصل کرنیکے لئے اسکی طرف کھینچے لگتے ہیں چونکہ اسکی باتیں تریاق ہوتی ہیں اسکے اشارے
دلوں کی سختی کو دور کر دیتے ہیں اسکی تعلیم نیک بختی کی کیمیا ہے اسکے ارشادات اعلیٰ درجہ
کی خبر کی طرف لیجاتے ہیں اور ایسی بزرگی حاصل ہوتی ہے کہ اسکی مثال نہیں ہوسکتی اور نہ
منقطع ہونیوالی ہے پس قلبی بصیرت اور اندرونی اصلاح کے حصول کیلئے اس قوم کی صحبت
سے بڑھ کر کوئی طریقہ نہیں ہے یہ قوم نیکوں کی نیک ہے اور تمام بھلائیوں سے انکی صحبت بڑھ کر
ہے خدا نے اس قوم کو اس عالم میں بڑا غلبہ عنایت فرمایا ہے کہ یہ لوگ مخلوق کے دلوں کو
خدا کی اطاعت کیطرف کھینچتے ہیں اور خدا کی عبادت میں اخلاص پیدا کراتے ہیں اور خدا پر
توکل کرنیکا طریقہ بتاتے ہیں اور جو چیزیں خدا کی نزدیکی پیدا کرنیوالی ہیں ان کی تعلیم دیتے
ہیں۔ اور جن سے دوری ہو ان سے بچاتے ہیں اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان سے ملنے
کی کوشش کرتے ہیں یہ وہی ہیں جنکو سعادت دارین حاصل ہونے والی ہوتی ہیں اور عنایت
خداوندی نے ان کو اپنی طرف کھینچا ہوتا ہے کیونکہ یہ حضرات اپنے آپ کو چھپاتے ہیں
اور گمنامی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یعنی گمنام رہنے کو پسند کرتے ہیں اور جو شخص ان کو پہچان
لیتا ہے وہ کسی سے نہیں کہتا جب تک کہ خدا کو منظور نہ ہو اور وہاں سے حکم نہ ہو ایسا
شخص زبان حال سے یہ کہتا ہے جیسا کسی شاعر نے لکھا ہے بہت سے لیلیٰ کے بھید پوچھنے
والے میرے پاس آئے جن کو میں نے لوٹا دیا کیونکہ یہ لوگ لیلیٰ کے پہچاننے میں نابینا تھے
اور اس کو عین یقین سے نہ دیکھ سکے لوگ کہتے ہیں ہم کو لیلیٰ کے حالات سے اطلاع دو ہم
کیونکہ تم اسکے امین ہو اور ظاہر ہے کہ اگر میں نے ان کو اطلاع دیدی تو میں امین

نہیں رہ سکتا پس اے طالب خیر اگر تم کو ان میں سے کسی ایک کا ان اولیاء اللہ میں سے پتہ لگے
جائے جو تمام بہترین لوگوں میں سے ہیں تو اپنے دونوں ہاتھوں سے انکے دامن کو
مضبوط پکڑ لو اور تمام اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں اور وطن اور جائے سکونت
سے زیادہ اس سے محبت رکھنا کیونکہ جب ایسے لوگوں کی حالت کو ہم میزان شریعت
میں تولیں گے اور دینی معیار اور کسوٹی سے دیکھیں گے تو ہم ان لوگوں کو بالکل ایسا ہی پائیں گے جیسا
اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں تعریف فرمائی ہے کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
یعنی ان اولیاء اللہ کو نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ایسے لوگوں سے جو دشمنی کریگا
ان سے ہم کہیں گے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جنکی بابت اللہ تعالیٰ نے رسول کی زبان
سے فرمایا ہے یہ حدیث قدسی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی کی وہ میرے مقابلے کے لئے نکلا یا یوں ارشاد ہوا
کہ میں نے اس کو اذن دیا کہ وہ میری لڑائی کے لئے تیار ہو جائے کیونکہ ان لوگوں
میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اسکے کہ وہ خدا کی اطاعت جیسی چاہیے کرتے ہیں
اور اس کے ساتھ ایمان جیسا چاہیے لاتے ہیں اور دنیائے دنیہ کو چھوڑ دیتے ہیں
اور خداوند اعلیٰ کی طرف ظاہر و باطن متوجہ رہتے ہیں اور جب ہم ایسے صوفیوں کو دیکھیں
گے جو تصوف کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ صوفیوں کی صفات کیساتھ متصف نہیں ہوتے
اور نہ ان طریقوں کے پابند ایسے لوگ اگر شریعت کیخلاف کوئی کام کریں گے اور کتاب
وسنت کی مخالفت کریں تو یہ ان میں نہیں ہیں ایسی حالت میں ہم پر واجب ہے کہ ہم انکار
کریں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ جو امور ہمارے دین سے نہ ہوں وہ مردود ہیں
اور دوسری حدیث ہے کہ تمام بدعتیں گمراہیاں ہیں اور جو شخص ان کا انکار کرے

ہم اس افعال کو میزان شرع میں تولیں گے اور ان کو کتاب وسنت پر پیش کریں گے اگر کتاب اللہ اور سنت رسول کے موافق ہونگے تو فبہا اور اگر مخالف پائیں گے تو ظاہر ہے کہ دین کتاب وسنت رسول ہے جو اس کے خلاف ہوگا وہ خود گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ایسے لوگوں کے وجود سے ان صوفیائے کرام پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسے لوگ نہ ان میں شمار ہوسکتے ہیں اور نہ ان کے طریقہ پر چلتے ہیں نہ ان سے کچھ نسبت کیونکہ یہ لوگ ان کی ہدایت پر نہیں چلتے ہیں یہ بات خوب یاد رکھ لینی چاہیئے کہ قوم میں سے کسی ایک کے ان کے موافق نہ ہونے سے ساری قوم پر اعتراض نہیں ہوسکتا جو شخص اس قوم کے خلاف ہوگا وہ نہ شریعت کے احکام پہچانتا ہوگا اور نہ شریعت کی ہدایت پر چلتا ہوگا اور نور اسلامی سے دیکھتا ہوگا جیسا کہ ہم پہلے حدیث اتقوا فراسۃ المؤمن کی بیان کر چکے ہیں اب ہم ایک بزرگ کی ہدایت لکھتے ہیں جو ہم کو نہایت وثوق سے تاریخ کے ذریعہ سے پہونچی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت جنیدؒ کے مرشدؒ نے آپکو حکم دیا کہ جامع مسجد میں بعد نماز صبح کے وعظ کہو حضرت جنیدؒ نے عرض کیا کہ نہ میری تقریر صاف ہے اور میں فصاحت سے کچھ بیان کرسکتا ہوں اور نہ میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھتا ہوں انہوں نے فرمایا کہ یہ کوئی عذر نہیں ہے یہ گفتگو ان دونوں صاحبوں میں شب کے وقت ہوئی تھی اور کوئی ان کے پاس نہ تھا اور نہ ان دونوں میں سے کوئی صاحب حجرہ سے باہر تشریف لائے تھے مگر اسی رات تمام شہر میں مشہور ہوگیا کہ صبح کو حضرت جنیدؒ جامع مسجد میں وعظ فرمائیں گے ان کو ان کے پیر و مرشد نے وعظ کہنے کی اجازت دیدی ہے اور اس خبر کا سارے شہر میں ڈھنڈورا پٹ گیا حضرت جنید ابھی نماز فجر کے لئے مسجد میں گئے بھی نہ تھے کہ تمام مسجد شہر کے آدمیوں سے بھر گئی اور اس قدر لوگ

جمع ہوئے کہ جگہ نہ رہی اور وہ لوگ جو کبھی نماز پڑھنے کو نہ آتے تھے وہ بھی آگئے اور باوجود اس کے کہ حضرت جنیدؒ ابھی شیخ کے مرتبے پر بھی نہ پہونچے تھے اور طریقت کی تعلیم کے حصول میں مشغول تھے یہ اسرار الٰہی ہیں جو اپنا عمل کرتے رہتے ہیں اور نیک کام پوشیدہ نہیں رہتے غرض جب نماز ہوچکی اور حضرت جنید وعظ کہنے کے لئے تیار ہوئے کہ چاروں طرف سے لوگوں نے ان کو گھیر لیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس تمام مجمع کو کسی نے پہلے سے دعوت دی ہے باوجود اسکے کہ مرید و پیر میں شب کے وقت تنہائی میں گفتگو ہوئی تھی۔ حضرت جنیدؒ نے ابھی وعظ شروع نہیں کیا تھا کہ ایک شخص مجمع میں سے نکلا اور ان کے قریب آیا اور عرض کیا یا شیخ اس حدیث کے کیا معنی ہیں۔ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللّٰہ۔

یہ سنکر حضرت جنیدؒ نے تھوڑی دیر گردن جھکائی اس کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ تم مسلمان ہوجاؤ اب مسلمان ہونے کا وقت آگیا ہے یہ سنکر وہ شخص آپ کے سامنے بیٹھا اور کلمۂ شہادت پڑھا اور عرض کیا میں اس شہر کے نصاریٰ میں سے ہوں جب میں نے یہ چرچا سنا کہ حضرت جنیدؒ صبح کو وعظ کہیں گے تو میں نے سوچا کہ میں بھی وعظ سنوں اور پھر خود بخود میرے دل میں اسلام کی طرف میلان ہوا اور میں نے اس مجمع میں حاضری کا پورا ارادہ کر لیا پھر میں نے اسلامی لباس پہنا اور اپنے جی میں کہا کہ اگر حضرت جنید نے مجھے پہچان لیا اور میرا حال کہہ دیا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا چنانچہ آپ نے واقعی مجھے پہچان لیا اور میں اب مسلمان ہوں یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد حضرت جنیدؒ کی برکت سے ولایت کے مرتبے کو پہنچ گیا۔

لہٰذا تم کو حضرت جنیدؒ کے باطنی اور ان کی قوت پر غور کرنا چاہیئے کہ کسطرح

عیسائی کا حال دریافت کر لیا۔ اسی طرح تم کو ان بزرگان دین کو دیکھنا چاہیئے کہ ان پر کیسا فضل خداوندی ہوتا ہے تم بھی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ تم کو بھی اللہ تعالیٰ ان برکات سے مستفیض فرمائے۔ جس طرح ان پر اپنے فضل و کرم کا دروازہ کھول دیا ہے تم پر بھی کھول دے اے اللہ اے عالم کے پالنے والے اے تمام کائنات کے پیدا کرنیوالے اے اپنے عرش پر براجے والے ہم کو بھی ان اپنی عنایت و انوار و برکات سے جو تونے اپنے خاص بندوں پر جاری کر رکھی ہیں حصہ نصیب فرما کیونکہ جو کچھ ہے وہ سب تیرا ہی ہے اور تمام نیکیاں تیری ہی طرف سے ہیں تیرے سوا کوئی دینے والا نہیں ہے۔ الحاصل جو شخص ان اولیاء اللہ کے مراتب کو پہچاننا ہے اسکو چاہئے کہ ابو نعیم کی کتاب الحلیہ دیکھے اور ابن جوزی کی کتاب صفوۃ الصفوہ کیوں کہ ان دونوں صاحبوں نے نہایت صحت کیساتھ اولیاء اللہ کے مناقب لکھے ہیں جنکی اسناد نہایت صحیح ہیں جو شخص ان کے حالات معلوم کرے گا وہ ضرور ان کے طریقے پر چلے گا ورنہ کم سے کم یہ بات تو حاصل ہو ہی جائے گی کہ اولیاء اللہ کے مراتب سے واقف ہو جائے گا اور اسکو اسکا علم ہو جائے گا کہ اولیاء کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا اور جو انکے قدم بہ قدم چلتا ہے وہ یا وہ گو نہیں ہوتا نیز جو ان کے طریقے پر چلا کیوں کہ ان حضرات کی صحبت میں یہ برکت ہے کہ قلوب کو تمام نیکیوں سے بھر دیتے ہیں اور انوار ہدایت سے ازسر تاپا روشن کر دیتے ہیں اور یہ صحیح حدیث ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ انت مع من احببت یعنی تو اسی کے زمرہ میں شامل سمجھا جائے گا جس سے تجھے محبت ہوگی پھر نیک بندوں کی محبت بیکار نہیں سمجھی جائے گی اور ان کی اطاعت ضائع نہیں ہونگی اگرچہ ان بزرگواروں کے سے عمل نہ کرتے ہوں اور نہ ان کا سا مجاہدہ بس اسقدر میرا لکھنا

اس شخص کے لئے کافی ہے جو ہدایت چاہتا ہے خدا ہی کے لئے پہلے پیچھے تعریف ہے اور درود وسلام اس کے بعد رسول سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ السلام پر اور آپ کی آل پر اور خدا آپ کے صحابہ سے راضی ہو جنھوں نے سیدھی راہ دکھائی۔ آمین۔ فقیر مؤلف کہتا ہے کہ علامہ شوکانی نے جو اولیاء اللہ کے متعلق لکھا ہے بالکل صحیح ہے بڑی ضرورت ہے کہ انسان اولیاء اللہ کے حالات دیکھتا رہے تاکہ اسکے قلب میں ان حضرات کی محبت پیدا ہو جائے جنکی بابت کلام پاک میں ارشاد ہے وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ہ یعنی جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے پس بیشک خدا کے گروہ کے لوگ وہی غالب ہیں اصل یہ ہے کہ حدیث میں ہے ان من العلم کھیئۃ المکنون لا یعلمہ الا اھل المعرفۃ باللہ یعنی بیشک بعض علم چھپے ہوئے ہیں کہ ان کو سوائے اہل معرفت کے کوئی نہیں جانتا جو لوگ عارف باللہ ہوتے ہیں وہ ہی خوب سمجھتے ہیں اور اہل معرفت تقویٰ وطہارت اور خشیت میں تمام آدمیوں سے ممتاز ہوتے ہیں جنکی بابت ارشاد ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی سوائے اسکے نہیں کہ خدا سے ڈرنے والے اسکے بندوں میں سے علماء ہی ہیں یہ خشیت ظاہری علم سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ جب ہی ہوتی ہے کہ اسکے ساتھ باطن کا علم بھی ہوتا ہے اور قلب صاف ہوتا ہے ایسے ہی لوگوں کی محبت قلوب کو پاک اور صاف کیا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے جناب باری کا ارشاد ہے وَاتَّبِعْ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ یعنی اے نبی تم اس شخص کا اتباع کرو جو ہماری طرف رجوع ہوا یہ حکم نبی کو دینا اسکی امت کے لئے ہے اسی طرح ارشاد ہوتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کیساتھ رہو۔ یا ارشاد ہوتا ہے

وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ یعنی رکوع کرنیوالوں کیساتھ رکوع کرو مطلب یہ ہے کہ اہل اللہ کیساتھ ان کے طریقہ سے عبادت کرو تاکہ تم کو بھی لطف اور لذت معلوم ہونے لگے کیوں کہ یہ حضرات جو عبادت کریں گے وہ بالکل موافق سنت سینہ ہوگی اور جس طرح ان لوگوں نے اتباع نبوی سے اپنے مدارج میں ترقی حاصل کی ہے پس انکے طریقے پر چلنے والے کبھی محروم نہیں رہ سکتے اور بغیر ان حضرات کے ذریعہ کے تقوی کا رتبہ بھی پورا پورا حاصل نہیں ہوتا الا ماشاء اللہ بقول مولانا روم ؎

صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند

نار خنداں باغ را خنداں کند — صحبت مردانت از مرداں کند

چنانچہ ارشاد باری ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ یعنی اے ایمان والو خدا سے ڈرو اسکی طرف وسیلہ کو ڈھونڈو اور اسکے راستے میں مجاہدہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ پس جبتک ایمان تقوی وسیلہ مجاہدہ نہ ہوگا کشود کار نہیں ہو سکتا بقول حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ ؎

لابد من شیخ یریک طریقۃ — لسالکھا کسب السعادۃ والوصال

یعنی بڑی ضرورت ہے کہ شیخ کی صحبت اختیار کی جاوے کہ وہ خدا کے راستہ کو دکھائے اور سالک کو نیکبختی اور خدا کے قرب کا طریقہ بتائے اگر یہ وقت میسر نہ آئے تو ان اولیاء اللہ کے حالات دیکھے اور نہ ملفوظات سے مستفیض ہو کیونکہ

شیخ نورانی ز حق آگاہ کند — با سخن ہم نور را ہمراہ کند

ان کی باتوں سے اور انکے کلام سے دل صاف ہو جاتے ہیں جیسے علامہ شوکانی فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے دیکھنے سے فیض ہوا اور انہوں نے اپنے خیالات سے

توبہ کی۔ اسی لحاظ سے حضرت شاہ مدار صاحب اور آپ کے خلفاء کے حالات آپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ آپ لوگ ان حضرات سے باطنی استفادہ کریں۔ اور ان کی نسبت سے اپنے قلوب کو منور کریں ان حالات کے دیکھنے سے آپکو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان بزرگوار نے اسلام کی کیسی خدمت کی اور کسطرح اپنے روحانی تصرفات سے اسلام کو پھیلایا۔ اور جسطرح خود نسبت محمدی سے سرشار تھے ایسے ہی دوسروں کو بھی سرشار کر دیا کرتے تھے چنانچہ حضرت شاہ مدار صاحبؒ کو خداوندی دربار میں وہ عزت تھی کہ بلا واسطہ

حضور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی فیض جاری وساری ہے۔ بغیر آپ کے ذریعہ کے تو کشود کار ممکن نہیں سکتا۔ بقول سعدیؒ ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا — تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

مگر ایسے بھی اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں جنکو حضور بنفس نفیس فیض پہنچاتے ہیں یہ مرتبہ حضرت شاہ مدار صاحب کو حاصل تھا۔ غرض بزرگان دین کے حالات دیکھنے سننے سے ضرور قلوب میں نرمی پیدا ہوتی ہے جیسا علامہ شوکانی نے لکھا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے اور امید ہے جو لوگ ان بزرگواروں سے محبت رکھیں گے ان کا حشر انھیں حضرات کیساتھ ہوگا اور ان پر بھی مثل ان کی رحمت الٰہی کا مینہہ برسے گا کیوں کہ ان اولیاء اللہ کے ذکر کرنے سے رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے جس مقام پر ان حضرات کا ذکر ہوتا ہے اسی وقت ان کی نسبت کا ظہور ہونے لگتا ہے اور پھر وہاں کی برکت ہمیشہ رہتی ہے۔

اب میں حضرت شاہ مدار صاحب کے حالات لکھتا ہوں ناظرین سے امید ہے کہ اگر

کہیں ترتیب عبارت میں لغزش ہوگئی ہو تو معاف فرمائیں اور اس فقیر مؤلف کے
دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ عرض ہے کہ فقیر کی اس تالیف کو مقبول فرمائے
اور مسلمانوں کے دلوں میں اسکے دیکھنے سے اسلامی نور موجزن ہو۔ آمین۔ بیت

غرض نقشے است کز ما یاد ماند ۔ کہ ہستی را نمی بینم بقائے
اگر صاحبدلے روزے برحمت ۔ کند بر حال ایں مسکیں دعائے

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار
فرید احمد عباسی
نقشبندی۔ مجددی

جن کتابوں سے حضرت شاہ مدار صاحبؒ کے حالات لکھنے میں مدد لی گئی وہ حسب ذیل ہیں!

اصابہ فی تمیز الصحابہ۔ اخبار الاخیار۔ سفینۃ الاولیاء۔ تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاء عرب والاسلام۔ خزینۃ الاصفیا۔ کلمات الموتنقہ حضرت شاہ مدار محدث الہ آبادی۔ مرآت مداری۔ بحر ذخار۔ تحفۃ الابرار۔ خلاصۃ المداریہ دار المعارف۔ نفحات الانس۔ بحر المعانی۔ کشف المحجوب۔ لطائف اشرفی لطائف قدسی وغیرہ۔

ذکر قطب الاقطاب مولانا و سیدنا حضرت سید بدیع الدین صاحب قطب مدار قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم

حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھنے سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے نسب کے متعلق جو اختلاف ہے اسکو ظاہر کر دوں کیوں کہ میں نے اسکی تحقیق میں جتنی کتابیں دیکھیں انمیں اختلاف پایا مگر جو کتابیں اس بارہ میں میرے نزدیک قابل وثوق ہیں ان میں اختلاف نہیں ہے مثلاً سفینۃ الاولیا جو دارا شکوہ قادری کی ہے اور تذکرۃ الاکرام تاریخ خلفاء عرب و الاسلام مؤلفہ سید شاہ محمد اکبر ابو العلائی داناپوری۔ ان دونوں صاحبوں کی تحقیق کو میں ترجیح دیتا ہوں کیوں کہ صاحبزادگان مکنپور شریف جو اپنے بزرگان سلف سے سنتے اور لکھتے آئے ہیں اور فرامین شاہان تیموریہ اور کتب خاندانی حضرت شاہ مدارؒ سے ان دونوں صاحبوں کی تحقیق کو تقویت پہنچتی ہے اس وجہ سے میں نے انکی تحقیق کی بنا پر جو میرے نزدیک قابل وثوق ہے ترجیح دی ہے۔ والعلم عند اللہ

حضرت شاہ مدار صاحب کا نسب و خاندان

حضرت شاہ مدار صاحب کا اسم گرامی بدیع الدین ہے اور لقب قطب مدار۔ آپکے نسب کے متعلق بعض حضرات نے قریشی لکھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ مگر یہ قول کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ صاحب سفینۃ الاولیاء اور صاحب تذکرۃ الکرام لکھتے ہیں کہ آپ ہاشمی ہیں سادات بنی فاطمہؓ سے ہیں اور اسکی

صاحبزادگان مکنپور کے یہاں جو قلمی کتابیں ہیں ان سے ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اپنے نسب کو دوسرے نسب سے ملانیکی کیسی سخت وعید ہے ان حضرات سے ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے نسب کو دوسرے نسب سے ملائیں۔ ان میں بڑے بڑے عالم ظاہر و باطن ہوئے ہیں اول تو صوفیوں کا فرقہ ہی ایسا ہے کہ وہ یہ کہتا ہے بقول مولانا جامیؒ ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
که دریں راه فلاں ابن فلاں چیزے نیست

مگر یہ بھی خدا کی بڑی مہربانی سمجھنی چاہئے کہ کوئی شخص خاندان رسالت سے تعلق نسبی رکھتا ہو ایسا شخص عصامی اور علامی دونوں ہوتا ہے تو اسکی فضیلت کا ہر شخص قائل ہوتا ہے ان تمام حالات پر نظر کرتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ مدار صاحب کو خداوند اعلیٰ نے جہاں اور مراتب عنایت فرمائے تھے ایک یہ بھی مرتبہ تھا کہ آپ سادات بنی فاطمہؓ سے تھے اور میں آپ کا نسب مادری اور پدری بموجب تحقیق صاحب سفینۃ الاولیاء وغیرہ لکھتا ہوں۔

حضرت شاہ مدار صاحب کا نسب آبائی

سید بدیع الدین بن سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید اسمٰعیل سید محمد بن سید اسمٰعیل ثانی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن امام المتقین امیر المومنین سیدنا علی ابن طالب ہاشمی بن عبد المطلب بن عمرو العلا الملقب بہ ہاشم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت شاہ مدار صاحب کا نسب مادری

والدہ حضرت شاہ مدار فاطمہ ثانی بنت سید عبد اللہ بن سید زاہد بن سید محمد بن سید عابد بن سید صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم محمد ملقب بہ نفس زکیہ بن سید عبد اللہ محض بن حسن مثنیٰ ابن سیدنا امام حسن بن سیدنا امام علی مرتضیٰ بن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ضمیمہ

نسب مادری حضرت شاہ مدار صاحبؒ کا جسطرح کتب تصوف میں لکھا ہے لکھ دیا گیا ہے مگر کتب تاریخ سے جو تحقیق کیا گیا تو بعض جگہ مطابقت ہوتی ہے اور بعض جگہ نہیں چونکہ اس نسب نامہ میں کنیت ہی پر اکتفا کیا گیا ہے نام نہیں لکھا اس وجہ سے مجھے ضرورت ہوئی کہ اسکی تحقیق لکھوں عبد اللہ محض کے بیٹے ابو القاسم ہیں جن کا اسم گرامی محمد تھا۔ جو نفس زکیہ کے لقب سے ملقب تھے ان کا سلسلہ چونکہ عبد اللہ اشتر سے چلا غالباً عبد اللہ کی کنیت ابو یوسف ہوگی عبد اللہ کے بیٹے محمد ہوئے ممکن ہے کہ ان کی کنیت ابو صالح ہو اس کے بعد ان کے بیٹے حسن ہوئے جنکو آپ میں عابد لکھا ہے یہ انکی صفت ہو اسکے بعد ان کے بیٹے سید محمد ہوئے جیسا آپ میں تحریر ہے سید محمد کے بعد ان کے بیٹے زاہد لکھے ہیں مگر ان کا نام محمد ہی ملا ممکن ہے کہ زاہد کہتے ہوں ان کے بیٹے عبد اللہ لکھے ہیں مگر ان کا نام جعفر ملا ممکن ہے کہ جعفری کہتے ہوں انکی صاحبزادی فاطمہ ثانیہ تھیں جو حضرت شاہ مدار صاحب کی والدہ صاحبہ ہیں واللہ اعلم عند اللہ۔

سلسلۂ بیعت حضرت شاہ مدار صاحب

حضرت سید بدیع الدین قطب مدار حضرت طیفور شامی عرف بایزید بسطامی حضرت عین الدین شامیؒ حضرت شیخ یمین الدین شامی۔ حضرت عبد اللہ علمبردار

حضرت امام المسلمین خلیفۂ اول خاتم النبیین سیدنا و مولانا حضرت ابو بکر عبد اللہ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت محبوب رب العالمین خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

حضرت عبد اللہ علمبردار رضؓ کو حضرت امیر المومنین یعسوب الدین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی فیض پہنچا ہے۔

سلسلۂ اویسیہ حضرت شاہ مدار صاحب

حضرت سید بدیع الدین قطب مدارؒ کو حضور سرور عالم علیہ التحیۃ والثنا سے بے واسطہ فیض پہنچا ہے چنانچہ حضرت قاضی محمود صاحب کنتوری نے ایک مرتبہ حضرت شاہ مدار صاحب سے عرض کیا کہ حضور اپنا سلسلہ مجھے لکھوا دیجئے آپ نے ارشاد فرمایا اکتب اسمك ثم اسمی ثم اسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یعنی اپنا نام لکھ لو پھر میرا پھر حضور سرور عالم روحی فداہ کا۔

حضرت شاہ مدار صاحب کی ولادت و زمانہ طفولیت

حضرت شاہ مدار صاحبؒ شہر حلب میں جو نواح شام میں ہے بتاریخ یکم شوال ۲۴۲ھ وقت صبح صادق پیدا ہوئے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اپنے والد ماجد حضرت قاضی سید علی کے دولتکدہ کو مشرف و ممتاز فرمایا بعض حضرات نے آپکی ولادت ۲۳۰ھ میں بیان کی ہے اور بعض نے ۲۹۸ھ میں چنانچہ منیر اور ماہ کو نین آپ کی تاریخ ولادت کے مادے لکھے ہیں مگر میرے نزدیک وہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے

جو پہلے لکھا گیا اور قرین قیاس بھی یہی ہے۔ مشہور ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو کلمہ شریف آپکی زبانِ مبارک پر جاری تھا جسکو گھر والوں نے سُنا۔ واللہ اعلم۔ آپکی پیدائش کیوقت بکثرت انوار و برکات کا نزول ہوا تھا یہ باتیں ان لوگوں کے خیال میں نہیں آتیں جو اولیاء اللہ کے تصرفات کے قایل نہیں ہیں۔ مگر مسلمانوں کو خصوصاً اہلسنت والجماعت کے حضرات کو ان خیالات سے بچنا چاہیئے کیوں کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاءٔ حق یعنی خدا کے مقرب بندوں کے روحانی تصرفات حق ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ہم کو اولیاء اللہ کی کرامتوں کا دل سے عقیدہ رکھنا چاہیئے۔

حضرت شاہ مدار صاحب کی عمر جب پانچ سال کی ہوئی تو موافق سُنّت سینہ آپ کے والد بزرگوار نے آپکی بسم اللہ کی اور حضرت مولانا حذیفہ شامی جو اپنے زمانہ میں علم و فضل میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ان کے متعلق ان کی تعلیم کی مولانا حذیفہ شامی نے اول قواعد تعلیم کر کے قرآن شریف پڑھایا جس کو آپ نے بہت جلد ختم کر لیا چونکہ آپکو خداداد ذہن حاصل تھا مثل مشہور ہے کہ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات آپ جو کچھ پڑھتے اسکو خوب سمجھ کر یاد کر لیتے تھے اور بعض وقت ایسی باریک بات بیان کر دیتے تھے کہ استاد بھی حیران رہ جاتے تھے مولانا حذیفہ ان کی ذہانت کیا بلکہ کرامت دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے غرض بارہ سال کی عمر میں آپ بہت سے علوم سے واقف ہو گئے۔ اسکے بعد علم تفسیر و علم حدیث علم فقہ میں آپ نے وہ کمال پیدا کیا کہ اپنے زمانہ میں محدث مشہور ہو گئے غرض چودہ سال کی عمر میں آپ ایک بڑے عالم ہو گئے تھے دوران تعلیم میں آپ قرآن و حدیث میں وہ وہ باریکیاں اور نکات بیان کیا کرتے تھے جنکو علماء ظاہر سمجھنے سے قاصر رہتے تھے اسی وجہ سے مولانا حذیفہ شامی فرمایا کرتے تھے کہ

مجھے یقین کامل ہے کہ یہ لڑکا بڑے مرتبہ کا ولی ہوگا۔ علاوہ اسکے طالب علمی کے زمانے میں آپ سے خوراک عادات کا اکثر ظہور ہونے لگا تھا یہ سب اسباب ایسے جمع ہوگئے تھے کہ تھوڑے عرصہ میں آپ کی اسقدر شہرت ہوگئی کہ لوگ دور دور سے آپکی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ہر وقت طلبا کا مجمع رہا کرتا تھا اسکے علاوہ آپ کو علم سیمیا علم کیمیا علم ریمیا میں بھی دستگاہ کامل تھی حضرت شاہ مدار صاحب جب علوم ظاہری سے فارغ ہوئے تو جذبہ الٰہی نے آپ کو علم باطن کے حصول کی طرف کھینچا اور آپ کے دل میں روز بروز اسکے حصول کا اشتیاق بڑھنے لگا اسی لحاظ سے آپنے اپنے والد ماجد سے زیارت حرمین شریفین کی اجازت طلب کی اصل میں یہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کشش تھی پھر ان کو کون روک سکتا تھا۔ ان کے والد صاحب نے فوراً اجازت دیدی اب حضرت شاہ مدار صاحب جس ذوق وشوق سے دربار رسالت کی حاضری کے لئے چلے ہیں اس کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی رموز عاشقان بداند کا مضمون ہے اسکی کیفیت تو وہی جان سکتے ہیں جن کے دل میں عشق محبت کی جھلک ہوتی ہے۔

حضرت شاہ مدار صاحب کا پہلا حج

حضرت شاہ مدار صاحب کے دل میں چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غایت درجہ کی تھی آپ کو جب والدین سے اجازت ملی ہے تو با پیادہ آپ روانہ ہوگئے راستہ میں آپ ایک علیحدہ جگہ نماز میں مشغول ہوگئے اسکے بعد مراقبہ کرنے لگے کہ غیب سے آواز آئی کہ تمہاری دلی آرزوؤں کے پورا ہونیکا وقت آگیا اٹھو اور کوشش کرو آپ یہ آواز سنکر فوراً کھڑے ہوگئے اور چل دیئے غرض اول آپ مکہ معظمہ پہونچے اور ارکان حج نہایت خلوص ومحبت سے ادا کئے جب اس سے

فارغ ہوئے تو جسقدر بھی وقت آپکو ملتا تھا وہ بیت اللہ ہی کے سامنے گذارتے تھے ایک روز جب نماز وغیرہ سے فارغ ہوئے اور مراقب تھے کہ پھر آپ کے کان میں غیب سے آواز آئی کہ اٹھو اور اپنے جد امجد کی زیارت کے لئے جاؤ یہ آواز سن کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے جوں جوں مدینہ منورہ کا راستہ طے ہوتا جاتا تھا آپ کا اشتیاق رنگ لاتا جاتا تھا آخر وہ وقت آن پہونچا کہ آپ نے دور سے روضہ مبارک کو دیکھا اس وقت جو حالت آپکی تھی آپ خود اس کو نہ بیان کر سکتے تھے دوسرا کیا بیان کر سکتا ہے۔

حضرت شاہ مدار صاحب کی مدینہ منورہ میں حاضری

جب روضہ مقدس پر حضرت شاہ مدار صاحبؒ حاضر ہوئے ہیں تو نہایت ادب سے ایک طرف گردن جھکا کر درود شریف پڑھنے لگے ایک عرصہ تک اسی حالت میں رہے پھر روزانہ اسی طریقہ سے حاضر ہوا کرتے تھے ایک روز آپ اسی حالت میں تھے کہ حضوری ہوگئی اب کیا تھا تمام باطنی نعمتوں سے مستفیض ہونیکا وقت آگیا آخر حضور نے بہ نفس نفیس خاص نسبت محمدی سے آپکے قلب کو منور فرمایا بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت شاہ مدار صاحب دیکھا کہ حضور سرور عالم نے حضرت علی مرتضیٰ کو حکم دیا کہ تم اپنے فرزند کو علم معرفت کی تعلیم دو۔ جناب امیر نے عالم روحانیت میں آپ کو نسبت محمدی سے مستفیض فرمایا بہر حال آپ کے دل میں اب روشنی اور زیادہ بڑھنے لگی اور جب تک مدینہ منورہ حاضر ہوتے اس نور قلبی میں روز افزوں ترقی ہی ہوتی رہی اب تو جب یہ روضہ مبارک پر حاضر ہوتے اور مراقب ہوتے حضوری ہو جاتی تھی ایک روز جو حضوری ہوئی تو آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ بدیع الدین تم ہندوستان جاؤ

اور وہاں جاکر مخلوق کی ہدایت میں کوشش کرو اس ارشاد کی بناپر آپ ہندوستان کو روانہ ہوگئے اس سفر میں بھی خاص مصلحت تھی.

حضرت شاہ مدار صاحب کا ہندوستان کیطرف اول سفر

حضرت شاہ مدار صاحبؒ جب ہندوستان کے سفر کے لیے جہاز پر سوار ہوئے آپنے ان لوگوں کے سامنے جو جہاز پر سوار تھے فضائل نبوی بیان کرنے شروع کردیئے ان لوگوں کا تو قاعدہ ہی یہ ہوتا ہے کہ جس محفل میں ہوتے ہیں حضور سرور عالم کا ذکر کیئے بغیر نہیں رہتے یہ لوگ تو اس محفل کو محفل ہی نہیں کہتے جسمیں حضور کا ذکر نہو. حضرت شاہ مدار صاحب کے اس ذکر کرنے سے کفار برہم ہوئے. اسوجہ سے حضرت شاہ مدار صاحبؒ کو ولی صدمہ ہوا اولیاء اللہ کی تکلیف سے خداوندی جلال کا ظہور ہوا کرتا ہے فوراً جہاز تباہی میں آیا اور ٹوٹ کر غرق ہوگیا کچھ آدمی تختوں پر جارہے تھے. آخر دریا کی موج نے ان کا بھی خاتمہ کردیا حضرت شاہ مدار صاحبؒ بھی ایک تختہ کے سہارے سے کنارہ پر پہنچے وہاں ایک شخص خوبصورت بشکل انسانی آیا اور آپ کو ایک مکان میں لے گئے اور طعام ملکوتی آپ کو کھلایا اور نو لقمے کھلائے اور خرقہ بہشتی پہنایا.

حضرت شاہ مدار صاحب کو کھانے پینے کی خواہش نہ رہنا اور لباس کا کہنہ نہ ہونا

حضرت شاہ مدار صاحب حضرت طیفور شامی کی خدمت میں پہونچے ہیں تو آپنے جس دم کی تعلیم فرمائی گویا اب وہ وقت آیا کہ آپ دست بدست بھی بیعت کرکے اپنی نسبت کو قوی کریں چنانچہ آپنے بموجب ہدایت شیخ اسقدر حبس دم کیا کہ آپ

سالہا سال کھانے پینے وغیرہ کی خواہشات سے قطعاً علیحدہ رہتے تھے بعض روایتوں میں ہے نیز حضرت شاہ غلام علی صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ مدار صاحب نے دعا کی تھی کہ خدایا مجھ سے ان خواہشات نفسانی کو سلب کرلے تاکہ میں تیرے عشق میں ہر وقت مستغرق رہوں چنانچہ یہ دعا آپ کو مقبول ہوگئی اس پر سب صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ آپ آخر وقت تک ان خواہشات سے علیحدہ رہے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً تو حبس دم کی وجہ سے اور جب سے اور جب عمر رسا ہوا ہے تو آپ کی دعا کے اثر سے اور جب وہ حضوری ہوئی ہے کہ جسمیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر دست مبارک پھیرا ہے اسوقت علاوہ ان انوار و برکات کے فیضان کے آپ کی سب خواہشات کو سلب کرلیا تھا اور اپنے خاص پرتو بطعمنی ویسقینی ربی سے آپ کے تمام بدن کو مالا مال کردیا تھا پھر کیفیت ہوگئی تھی کہ آپ بالکل ایک نور کے پتلے بن گئے تھے نور الہی سے آپ کا تغذیہ تخفیہ ہوتا تھا. جیسا مولانا روم فرماتے ہیں تغذیہ با نور کن شل ملک چہرہ ایسا نورانی تھا کہ کسی کو دیکھنے کی تاب نہیں ہوتی تھی بالکل حضرت یوسف علیہ السلام کا پرتو ظاہر ہوتا تھا کیوں نہ ہو حضور سرور عالم کی امت میں جو شخص ہوتا ہے وہ تمام انبیاء سے مستفیض ہوتا ہے سارے نبیوں کی توجہ اس امت پر ہے غرض حضرت شاہ مدار صاحب کو مقام صمدیت حاصل تھا اسی وجہ سے آپ اکثر چہرہ مبارک پر نقاب پڑا رکھتے تھے اسی وقت میں آپ میں آپ قطب مدار ہوئے غرض حضرت شاہ مدار صاحب ہندوستان پہنچے اور اطراف کالنجر گجرات وغیرہ میں مخلوق کی ہدایت فرماتے رہے اس کے بعد آپ کو زیارت حرمین شریفین کا اشتیاق غالب ہوا اور ملک عرب کو چلے گئے قبل اسکے کہ میں حضرت شاہ مدار صاحب کے حالات لکھوں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ

قطب مدار کے مرتبہ بالتفصیل آپکے سامنے بیان کروں تاکہ آپ خوب سمجھ لیں کہ خداوندی دربار میں یہ کس درجہ کا مقام ہے اصل یہ ہے کہ جس طرح انسان ظاہری مراتب کو ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ تک ترقی کرتا ہے اسی طرح باطنی مراتب کے ترقی کی حالت ہے جب دربار خداوندی سے منظوری ہوتی ہے تو موجودہ انسانوں میں کسی کو توفیق ہوتی ہے کہ وہ دولت ایمان سے مشرف ہوتا ہے اور مومن کہلاتا ہے اس کے بعد ان مومنین میں سے جن کو قرب کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو اسکو مقرب کہتے ہیں اس کے بعد محبت ہوتی ہے اور یحبہم و یحبونہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اسکو محبوب کہتے ہیں اسکے بعد فناد عنا کا مرتبہ حاصل ہو کر فنا رعناصر ثلثہ یعنی ولایت ملائکہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس کے بعد فناد عنصر خاک کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس مقام پر نبوت کا پرتو اور اس کی برکات کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کے بعد کمالات رسالت اور پھر کمالات الوالعزم کے پرتو سے مشرف ہوتا ہے ان مقاموں کی کیفیت اور ان کے انوار و برکات کا صاف امتیاز اور ادراک ہوتا ہے اسکے بعد جب خداوندی منظوری ہوتی ہے تو حقائق کھلتے ہیں حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ ان سب کی کیفیات کا ادراک ہوتا ہے پھر حقائق انبیاء کرام علیہم السلام کھلتے ہیں حقیقت ابراہیمی حقیقت موسوی حقیقت محمدی حقیقت احمدی پھر معبودیت صرفہ جب صرفہ ان تمام حقائق کے انکشاف کے بعد بیرنگی کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور مقام لاتعین سے سرفراز ہوتا ہے۔ تا یار کرا خواہد میلش بکہ باشد

اب ان حضرات کے مراتب کا حال سنیئے جس طریقہ سے سلوک طے ہوتا ہے اسی طریقہ سے اولیاء کے مراتب اور انکی خدمات کی حالت ہے چنانچہ جب ولایت کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو اسکو ولی کہتے ہیں اسکے بعد جب ترقی ہوتی تو ابدال کا مرتبہ

حاصل ہوتا ہے پھر اوتاد کا پھر قطبیت غوثیت کا پھر قطب الاقطاب کا پھر قطب مدار کا باقی جب خداوندی دربار میں منظوری ہوتی ہے تو بغیر اسکے جس شخص کو جو مرتبہ چاہتے ہیں دیدیتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو جب جذبۂ الٰہی ہوا ہے تو سارے مراتب طے کرا کر قطب مدار کے مرتبے سے سرفراز کیا یہ سب حضور سرور عالم صلی اللہ وآلہ وسلم کی اس خاص عنایت کا طفیل تھا جو حضرت شاہ مدار صاحب کے ساتھ تھی اب میں ان حضرات کی خدمات کو بالتفصیل لکھتا ہوں تاکہ قطب مدار کے مرتبہ کو حال آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ باطنی بادشاہت کس طرح کام کرتی ہے مگر اول میں ان باطنی الحکام کی تفصیل اور ان کی خدمات کے لکھنے سے پہلے یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ صوفیاء کرام نے جو یہ بیان کیا ہے یہ قرآن و حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نہیں جہاں تک میری تحقیق ہے ضرور اسکی اصل ہے گو یہ اصطلاحی الفاظ نہوں جنکو صوفیاء کرام نے اپنے باطنی ادراک سے معلوم کر کے نام لکھا ہے انکی اصل ضرور ہے چنانچہ حضرت جلال الدین سیوطی رسالہ السبل الجلیلہ فی الآباء العلیہ میں لکھتے ہیں اخرج عبدالرزاق فی المصنف وابن المنذر فی التفسیر بسند صحیح علی شرط الشیخین عن علی ابن ابی طالب قال لم یزل علی الدھر فی الارض سبعۃ مسلمون فصاعدا فلولا ذلك لهلكت الارض ومن علیہا یعنی عبدالرزاق نے مصنف میں اور ابن منذر نے تفسیر میں بسند صحیح موافق شرط شیخین امام بخاریؒ و امام مسلم حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں سات مسلمان اور زیادہ بھی ہوتے رہے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو زمین والے ہلاک ہو جاتے

مؤلف فقیر کہتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے وزیر اعظم آصف برخیا جن سے تخت بلقیس لانے کیلئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تھا قطب مدار تھے

انہوں نے فوراً اپنے تصرفات باطنی سے اسکو اٹھا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کردیا تھا اور ظاہر ہے کہ وہ نبی نہیں تھے۔ مگر ایسے شخص ضرور تھے کہ تمام چیزیں انکی مطیع تھیں بس ایسا ہی شخص قطب مدار ہوتا ہے اس کا ذکر خود کلام پاک میں مذکور ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں ایسے اولیا اللہ ہوتے رہے ہیں دوسری روایت اسی رسالہ علامہ سیوطی میں ہے۔ وہ یہ ہے اخرج احمد فی الزھد والخلال فی کرامات الاولیاء بسند صحیح علی شرط الشیخین عن ابن عباس قال ماخلت الارض من بعد نوح من سبعۃ یدفع اللہ بہم من اھل الارض۔ امام احمد نے زہد و خلال میں جہاں اولیاء کی کرامتوں کا ذکر لکھا ہے بسند صحیح موافق شرط شیخین امام الائمہ عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت لکھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت نوح علی نبینا و علیہ السلام کے زمانے کے بعد سے زمین سات آدمیوں سے خالی نہیں رہی کہ خاندان کے طفیل سے زمین والوں کی آفات کو دفع کرتا رہا ہے۔

اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے جس کو یحیٰی بن سعید سعیدی نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے اور انہوں نے حدیث بیان کی ابو عمر نصیبی سے انہوں نے کہا کہ میں سلمہ بن مصبقلہ کی تلاش میں ملک شام کے جنگلوں میں پھرتا تھا کیوں کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ وہ صاحب خدمت ہیں وہاں میں نے ایک جنگل میں دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھتے ہیں میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کیا عجب ہے کہ یہ صاحب حضرت الیاس ہوں میں ان کے قریب جا بیٹھا جب وہ حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا میں نے عرض کیا کہ حضرت کا اسم شریف فرمایا کہ میں الیاس نبی ہوں یہ سنتے ہی میرے تمام بدن میں رعشہ ہو گیا اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ یہ دیکھ کر حضرت الیاس علیہ السلام نے میری

پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ مجھے اسکی سردی محسوس ہوئی اور ہوش آگیا میں نے عرض کیا کہ یا حضرت دعا کیجئے کہ میری یہ حالت رفع ہو جائے حضرت الیاس علیہ السلام نے فوراً دعا کی جنمیں پانچ نام پاک تو عربی زبان کے تھے اور تین سریانی زبان کے جو نام میری سمجھ میں آئے وہ یہ ہیں یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یا وِترُ یا فَردُ خدا کی شان آپکی دعا کے بعد میری دہشت رفع ہو گئی اسوقت میں نے عرض کیا کہ یا حضرت آجکل ابدال یہاں کتنے ہیں فرمایا کہ ساٹھ ہیں پچاس تو عریش اور فرات کے درمیان ہیں اور تین مصیصہ ہیں اور ایک انطاکیہ میں اور باقی دس تمام عرب میں ہیں میں نے عرض کیا کہ کبھی حضرت خضر سے آپکی ملاقات ہوتی ہے۔ فرمایا ہاں ہر حج میں مقام منیٰ میں ملا کرتے ہیں اسکے بعد غیب سے کھانا آیا اور حضرت الیاس علیہ السلام نے انکو بھی کھانا کھلایا اور آپ چلے گئے اسی طرح ابی عروہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ امام شافعی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا کہ وہ ابدال میں سے ہیں میں نے عرض کیا اور امام احمد حنبل رضؓ، فرمایا کہ وہ صدیقین میں سے ہیں میں نے عرض کیا اور بشر حافیؒ فرمایا نہ ان کی کوئی مثل ہے اور آئندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

پس ان روایات سابقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے اولیاء اللہ ہوئے ہیں جنکا وجود دنیا کیلئے باعثِ خیر و برکت تھا یہی لوگ غوث و قطب کے نام سے باصطلاح صوفیا بولے جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت چونکہ خیر الامم ہے اسوجہ سے اس امت میں اقطاب غوث و ابدال اوتاد بہت زیادہ ہوئے ہیں یہی توجہ ہے کہ یہ سب حضرات حضور سرور عالم کے فیض کو ہر وقت تمام مخلوق پر پہنچاتے رہتے ہیں اور انکی وجہ سے سب مخلوق پر رحمت کے انوار برستے رہتے ہیں علاوہ امت مرحومہ کے غیر لوگ بھی

باوجود معصیات کے مثل امم سابقہ قہر الٰہی میں مبتلا نہیں ہوتے اہل باطن نے ان حضرات
کی خدمات کو اپنے انوار باطنی سے معلوم کر کے اسکو بالتفصیل ظاہر کر دیا ہے ان لوگوں کو
چونکہ فراست کامل حاصل ہوتا ہے یہ جو کچھ کہتے ہیں وہ خدا کے نور کے ذریعہ سے کہتے ہیں۔
لہٰذا اولیاء اللہ کے انکشافات کو بنظر حقارت نہ دیکھنا چاہیے جیسے آجکل ناواقف لوگ
اعتراض کرتے ہیں کہ یہ فقرا کی منگھڑنتیں ہیں نعوذ باللہ یہ لوگ تو مشاہدہ کر کے کہتے ہیں
جو کچھ کہتے ہیں یہ لوگ علم الاولین والآخرین کے پرتو سے رنگے ہوئے ہوتے ہیں
اس زمانے کے لوگ چونکہ تزکیہ نفس نہیں کرتے شب و روز نفس پروری میں مبتلا رہتے
ہیں اسوجہ سے ان باتوں کو دور از قیاس سمجھتے ہیں سچ ہے جیسی صحبت ویسی تاثیر حضرت
خواجہ خواجگان سید معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے جو نقشہ ترتیب دیا ہے
اسکو میں کتب تصوف سے اخذ کر کے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ یہ نقشہ ذیل میں لکھا جاتا ہے
اسکی تحقیق صوفیائے کرام کی کتب ذیل سے ہو سکتی ہے جو چاہے دیکھ لے بحر المعانی
کشف المحجوب نفحات الانس لطائف قدسی لطائف اشرفی وغیرہ

نقشہ غوث و اقطاب مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ

ہر موضع خورد و کلاں میں تین ۳ حضرات مقبولان بارگاہ الٰہی بہ تفصیل ذیل مقرر رہوئے ہیں

قطب الکون سادہ ایک نقیب سادہ ایک بدل سادہ ایک وتد سادہ ایک موکل جمالی ۵ جلو د جمالی ایک
قطب یمینی و یساری ۲ جنات ہوائی ۱۱ غوث الصور سادہ ۱ نجیب سادہ ۱ بدل سادہ ۱ دیگر
جلو د جلالی ۱ موکل جلالی ۱ قطب الکون سادہ مثل حاکم دیوانی ہوتے ہیں۔ اور دو جسم رکھتے
ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی. جسم ظاہری سے اپنے حاکم بالادست قطب سادہ کی
نیابت کرتے ہیں اور جسم باطنی سے انتیس حضرات پر حکمرانی کرتے ہیں اور صبح

و شام اپنے ماتحتوں پر دورہ کرتے ہیں اور غوث الصور سادہ بہ مثل حاکم فوجداری کے ہوتے
ہیں مگر قطب الکون سادہ کے مطیع ہوتے ہیں نقیب سادہ حکم باطنی دیوانی کے باآواز بلند پکارتے
ہیں بدل سادہ حکم باطنی دیوانی کے لاتے اور لیجاتے ہیں و تد سادہ درمیان موضع کے ایک جگہ
قائم رہتے ہیں اور ان سب امور کی نگہبانی کرتے ہیں۔ موکل جمالی۔ اعمال جنات بندگان
خدا میں قوت پہنچاتے ہیں جلو د جمالی معاملات دیوانی کی نگہبانی کرتے ہیں۔ قطب یمینی
و یساری ہر موضع کے داہنے اور بائیں سمت پر مقرر رہتے ہیں۔ جنات ہوائی یہ انسانوں
کے ہر کام میں مدد دیتے ہیں نجیب سادہ حکم باطنی فوجداری کو باآواز بلند پکار دیتے ہیں
جلو د جلالی۔ معاملات فوجداری کی پاسبانی کرتے ہیں۔ موکل جلالی۔ اعمال بیاست
بندگان الٰہی کو ضعیف کرتے ہیں اور خلق اللہ کو معصیت سے منع کرتے ہیں۔ اگر اس موضع
کے لوگ بعض نہیں آتے تو معصیت کو قوت دیتے ہیں اور معصیت کی کثرت ہو جاتی
ہے اور وہ ملک تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

تیس مواضعات پر ایک سو ہی خاصان خدا کام کرتے ہیں

تفصیل یہ ہے۔ قطب سادہ ۱ قطب الکون ۱ نقیب سادہ ۱ وتد سادہ ۱ بدل سادہ ۱

---

[1] پیر جعفر مکی بحر المعانی میں لکھتے ہیں کہ تمام دنیا میں چار وتد ہوتے ہیں جن سے میری ملاقات ہوئی مغرب میں جو وتد تھے ان کا نام عبدالودود ہے اور شرقی کے وتد سے ملاقات ہوئی انکا نام عبدالرحمٰن اور جنوب کے وتد سے ملاقات ہوئی ان کا نام عبدالرحیم اور شمال کے وتد سے ملاقات ہوئی ان کا نام عبدالقدوس۔ ان میں سے اگر کوئی وفات پا جاتے ہیں تو ان کے نائب اس درجہ پر مقرر ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ

موکل جمالی جادہ جباتی جنات ہوائی قطب المزار قطب یمینی و یساری غوث سادہ
غوث الصور سادہ نجیب سادہ بدل سادہ موکل جلالی جلوہ جلالی قطب سادہ تین
جسم رکھتے ہیں۔ ایک ظاہری دوسرا باطنی تیسرا انتقالی۔ جسم ظاہری اپنے حاکم بالا دست حضرت
قطب نذری کا نائب ہوتا ہے جسم باطنی اپنے ماتحت ایک سو اسی حکام پر معہ تیس مواضعات کی
حکمرانی باطنی کرتا ہے اور ہر صبح و شام اپنے ماتحتوں پر دورہ کناں رہتا ہے تیسرا جسم انتقالی اسکو
اللہ تعالیٰ نے وہ شرف عنایت فرمایا ہے کہ یہ ایک جسم تیس جسموں کیساتھ سیر کرتا ہے۔ ان تیس
مواضعات پر قطب المزار ایک ہوتا ہے۔

ایک تحصیل پر جسمیں ۳۶۰ مواضعات ہوتے ہیں ایک ہزار تین سو تریسٹھ حضرات مقبولان
بارگاہ صمدی مقرر کئے گئے ہیں تفصیل یہ ہے۔ قطب نذری قطب الکون سادہ قطب المزار
نقیب سادہ ابدال سادہ موکل جمالی جلوان جمالی وتد سادہ جنات ہوائی قلندر
دہری قلندر قہر قطب یمینی و یساری غوث بدری غوث الصور سادہ نجیب سادہ
ابدال سادہ موکل جلالی جلوان جلالی یہ حضرت قطب نذری تین جسم رکھتے ہیں ظاہری اور
باطنی ایک ہزار تین سو تریسٹھ اپنے ماتحت حکام پر اوقات مقررہ میں دورہ کرتا ہے اور
تین سو ساٹھ مواضعات پر حکمراں ہوتا ہے۔ اور انتقالی جسم کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عنایت
فرمایا ہے کہ ۴۲ جسموں کیساتھ سیر کرتا ہے باقی احوال بدستور ہوتے ہیں البتہ ۳۶۰
مواضعات میں قلندر دہری اور قلندر قہری دو حاکم زیادہ معمور ہوتے ہیں ایک شہر خورد میں
جسمیں چھ تحصیلیں اور ہر تحصیل میں ۳۶۰ مواضعات ہوتے ہیں تو کل چھ تحصیلوں کے
مواضعات کا شمار ۲۱۶۰ ہوا۔ انپر ۱۶۹۱ ایک ہزار چھ سو اکانوے حضرات حکمرانی

کرتے ہیں تفصیل یہ ہے قطب اصغر۔ قطب الکون نذری قطب المزار
نقیب سادہ ابدال سادہ وتد سادہ قلندر دہری قلندر قہری قطب یمینی
قطب یساری موکل جمالی جلوہ جمالی جنات ہوائی غوث اصغر نجیب سادہ
غوث الصور بدری ابدال سادہ موکل جلالی جلوان جلالی یہ حضرت قطب اصغر تین
جسم رکھتے ہیں۔ (۱) ظاہری (۲) باطنی (۳) انتقالی۔ ان حضرات کے انتقالی جسم کو حضرت
حق سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ مرتبہ عنایت فرمایا ہے کہ ایک جسم سے تا بہ چوراسی جسم لطیف
سے سیر کرے اور جسم ظاہری ان حضرات کا قطب اکبر کے ماتحت ہوتا ہے اور جسم
مبارک باطنی ان حضرات کا اپنے ماتحتوں ۱۶۹۱ پر اوقات مقررہ میں دورہ
فرماتا ہے اور ۲۱۶۰ مواضعات شہر خورد پر حکمرانی کرتا ہے باقی احوال مثل شہر سابق ہے
ایک شہر کلاں ہر جسمیں آٹھ تحصیلیں ہوتی ہیں اور ہر تحصیل میں ۳۶۰ موضع قرار
دے کر کل آٹھ تحصیلوں کے ۲۸۸۰ موضع ہوئے ۲۸۵۹ حضرات مقبولان خدا سب
ذیل حکمرانی کرتے ہیں قطب اکبر قطب الکون اصغر قطب المزار قطب یمینی و یساری
وتد سادہ نقیب سادہ ابدال سادہ موکل جمالی جنات ہوائی قلندر دہری
قلندر قہری جلوان جمالی غوث اکبر غوث الصور اصغر نجیب سادہ ابدال سادہ
موکل جلالی جلوان جلالی حضرت قطب اکبر کے تین جسم ہوتے ہیں (۱) ظاہری
(۲) باطنی (۳) انتقالی۔ انتقالی جسم کو حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ طاقت عنایت
فرمائی ہے کہ ساٹھ جسم کے ساتھ سیر کرتے ہیں اور جسم ظاہری ان کا حضرت قطب
اکبر الکبائر کا نائب ہوتا ہے اور جسم باطنی ان کا اپنے ماتحتوں تعدادی ۲۸۵۹
پر باوقات معینہ دورہ کرتا ہے اور شہر کلاں اور اسکے ماتحت ۲۸۸۰ موضعوں پر حکمرانی

فرماتے ہیں. باقی احوال مثل تحریر سابق ہے.

دارالصدر صوبہ پر ایکہزار آٹھ بندگان خدا حسب تفصیل ذیل مقرر ہیں.

قطب اکبر الکبائر قطب الکون اکبر ۱ قطب المزار ۱ قطب یمینی و یساری ۲
نقیب سادہ ۱ ابدال سادہ موکل جمالی ۲۵۲ وتد سادہ ۱ جنات ہوائی ۸۶ قلندر رہبری ۱ قلندر قہری

غوث اکبر الکبائر غوث الصور اکبر نجیب سادہ ۱۴ ابدال سادہ ۱۲ موکل جلالی ۶۱۴

حضرت قطب الکبائر تین جسم رکھتے ہیں ۱. ظاہری ۲. باطنی ۳. جسم ظل علوی ان حضرات کے جسم ظلی علوی کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقدرت عنایت کی ہے کہ جب وقت جسم مبارک ظلی علوی ارادہ رفتار کرتا ہے تو اسکے پیچھے تیرہ جسم ظلی مثل اسکے قائم ہو جاتے ہیں اور جسم ظاہری ان حضرت کا قطب اعظم کا نائب ہوتا ہے اور جسم باطنی اپنے ماتحت تعدادی ۱۰۰۸ احکام پر حکومت کرتا ہے اور جبقدر شہر کلاں و خورد مواضعات متعلقہ دارالصدر ہیں ان کے کل احکام باطنی پر دورہ فرماتے ہیں ان اشخاص پر اشخاص ذیل حکومت کرتے ہیں قطب اعظم ۱ قطب الکون الکبائر ۱ نقیب ۲۰ ابدال ۱۴ موکل جمالی ۵۰۸ جنات ہوائی ۵ بر مکان صوبہ دار قطب یمینی و یساری مکان سکونت صوبہ دار غوث اعظم ۱ غوث الصور اکبر الکبائر نجیب ۲۸ ابدال ۱۲۴۸ موکل جلالی ۱۲۲۸ حضرت قطب اعظم تین جسم رکھتے ہیں ۱. ظاہری ۲. باطنی ۳. انتقالی جسم ظاہری تو حضرت قطب اکبر الاعظم کا نائب ہوتا ہے. اور جسم باطنی ایک وقت میں سات صورتوں سے تمام اضلاع ماتحت پر دورہ کرتا ہے. اور جسم انتقالی دس وجودوں سے جانب چپ رہتا ہے اور احکام باطنی ماتحت تعدادی ۱۸۳۶ بندگان غیب پر حکمرانی فرماتا ہے یہ ایک صوبہ کا حال ہے اب مثلاً ہندوستان میں بائیس صوبے ہیں اسی طرح ہر صوبہ کے حکام باطنی کو اس پر قیاس کر لینا چاہئے

دارالسلطنت پر بندگان غیب حسب ذیل معمور ہوتے ہیں قطب اکبر الاعظم ۱ قطب الکون اعظم ۱ نقیب سادہ ۱۰ ابدال سادہ ۸ موکل جمالی ۲۵۴ وتد سادہ ۱ جنات ہوائی ۱۱۴ قلندر رہبری ۱ قلندر قہری ۱ قطب المزار ۱ قطب یمینی و یساری ۲ غوث اکبر الاعظم ۱ غوث الصور اعظم ۱ نجیب سادہ ۱۴ ابدال سادہ ۱۲ موکل جلالی ۶۱۶ حضرت قطب اکبر الاعظم کے تین جسم ہوتے ہیں ۱. ظاہری ۲. باطنی ۳. انتقالی جسم ظاہری حضرت قطب عالم کا نائب ہوتا ہے اور جسم باطنی ۴۴ صورتوں سے ۲۲ صوبوں کی دارالحکومت پر دورہ کرتا ہے اور جسم انتقالی بائیس جسموں سے بائیس صوبوں کے حکام باطنی پر حکمرانی کرتا ہے حدود عرب و عجم پر حضرات مقبولان بارگاہ صمدی حسب ذیل مقرر ہیں قطب عالم قطب الکون اعظم نقیب سادہ ۲۰ ابدال سادہ ۱ موکل جمالی ۵۰۸ جنات ہوائی ۶ قطب یمینی و یساری ۲ غوث عالم ۱ غوث الصور اکبر الاعظم نجیب سادہ ۲۸ ابدال سادہ ۲۴ موکل جلالی ۱۲۲۸ ماتحت قطب عالم کے ۵۵۴ حکام باطنی ہوتے ہیں اور ماتحت غوث عالم کے ۱۲۸۲ حکام ہوتے ہیں ان دونوں حضرات یعنی حضرت قطب عالم و حضرت غوث العالم کے وجود اطہر ظاہری حدود عرب و عجم پر قائم رہتے ہیں اور حضرت قطب عالم صبح سے شام تک دورہ مقامات علوی و سفلی کا کر جاتے ہیں اور حضرت غوث عالم صبح سے شام تک ناسوت ملکوت تک دورہ کرتے ہیں حضرت قطب عالم ایک جسم ظاہری دوسرا باطنی روحانی اور سات جسم نفس انتقالی رکھتے ہیں جسم ظاہری حضرت قطب عالم کا دہنی طرف سے حضرت قطب الاقطاب کا نائب ہوتا ہے اور بائیں طرف سے حضرت شہنشاہ عجم کا نائب ہوتا ہے اور جسم روحانی حضرت قطب عالم کا معہ اپنے ماتحتوں تعدادی ۵۵۴ کو ہمراہ لیکر عالم کے اقطاب پر دورہ کرتا ہے بادشاہ پر حسب ذیل حضرات معمور ہوتے ہیں.

حضرت قطب الاقطاب نقیب اکبر نقیب اصغر بدل اکبر بدل اصغر موکل جمالی

جنات ہوائی قطب یمینی حضرت غوث الاغواث نجیب اکبر نجیب اصغر بدل اکبر بدل اصغر موکل جلالی غوث یساری قطب الاقطاب آٹھ جسم رکھتے ہیں (۱) ظاہر وہ جو مدینہ منورہ میں قائم رہتا ہے (۲) جسم انتقالی۔ یہ آٹھ جسموں کے ساتھ سیر کرتا ہے ایک ایک جسم ہر بادشاہ کے داہنی جانب پر معمور ہوتا ہے (۳) جسم روحانی آٹھ ہوتے ہیں انمیں سے ایک ایک سات بادشاہوں پر مقرر ہوتا ہے قطب یمینی بادشاہ کے دہنی جانب کان سے کان ملائے رکھتا ہے کہ حضرت قطب الاقطاب جو امور باطنہ قطب یمینی میں جذب کرتے ہیں وہ فی الفور قطب یمینی بادشاہ کے کان میں کہہ دیتا ہے اور حضرت قطب الاقطاب اپنے دہنے ہاتھ کا ظل بادشاہ کے سر کے سیدھی جانب ڈالے رہتے ہیں حضرت غوث الاغواث نو ۹ جسم رکھتے ہیں ایک ظاہری جو مکہ معظمہ میں قائم رہتا ہے اور آٹھ جسم انتقالی سے سیر کرتا رہتا ہے ایک ایک جسم ہر بادشاہ کے بائیں جانب مامور ہوتا ہے اور آٹھ جسم روحانی ہیں سات ایک ایک بادشاہ کے پیچھے رہتا ہے جو بادشاہ کو حکم دیتا ہے اور آٹھواں جسم روحانی بائیں جانب شہنشاہ عرب کا نائب ہوتا ہے۔ غوث یساری بائیں طرف بادشاہ کے کان سے منہ ملائے رہتا ہے جو حضرت غوث الاغواث امور باطنیہ کو اخذ کر کے غوث یساری میں جذب کرتے ہیں وہ غوث یساری فی الفور بادشاہ کے بائیں کان میں پھونکتا رہتا ہے اور حضرت غوث الاغواث بائیں ہاتھ کا ظل بادشاہ کے بائیں طرف ڈالتے رہتے ہیں آپ لوگ کہتے ہوں گے کہ میں یہ کیا چیتیاں لکھ رہا ہوں اصل میں مجھے اس کے لکھنے کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ آپ حضرات کے سامنے حضرت شاہ مدار صاحب علیہ الرحمہ کی شان ظاہر کروں اگر میں تفصیل وار نہ لکھتا تو

آپ ہرگز حضرت شاہ مدار صاحب کی شان معلوم نہیں کر سکتے تھے اب میں حکام باطنی کی خدمات لکھتا ہوں تاکہ آپ اچھی طرح سمجھ لیں کہ سلطنت باطنی کے حکام کیا کیا کام کرتے ہیں اور ان میں قطب مدار کا کیا کام ہوتا ہے۔

مختصر تعریف حضرات اہلِ خدمات باطنی

قطب سادہ وغیرہ کو عہدہ دیوانی سپرد ہے غوث سادہ وغیرہ کو فوجداری کا صیغہ سپرد ہے یاد رکھو کہ جسقدر تعداد حکام باطنی کی لکھی گئی ہے اسی قدر تعداد ہر آن قائم رہتی ہے۔ ان میں سے ایک نفر کم نہیں ہونے پاتا جو حضرت انتقال فرما جاتے ہیں ان کی جگہ ان کا ماتحت اور اسیطرح اس ماتحت کی جگہ اور آخر عامہ مومنین سے کسی کو ترقی دیدی جاتی ہے غرض یہ تعداد پوری قائم رہتی ہے جو شخص رحلت کر جاتا ہے وہ اپنے جانشین کو روحانی مدد برابر دیتا رہتا ہے۔
قطب اصغر کے ماتحت ۴۹ اغواث بدری ہوتے ہیں۔ قطب اکبر ۴۸ ۵ قطب اصغروں پر سرداری کرتا ہے اور غوث اکبر ۴۸ غوث الاصغروں پر معمور ہوتا ہے قطب اکبر الکبائر کے ماتحت ۲۷ قطب اکبر ہوتے ہیں۔ غوث الکبائر کے ماتحت ۴۴ ا غوث اکبر ہوتے ہیں قطب اعظم ۴۰ ا قطب اکبر الکبائر پر مقرر ہوتا ہے۔ غوث اعظم ۳۲۴

ان حضرات اقطاب کی خدمات کے متعلق مجھے ایک واقعہ اعلحضرت مولانا و سیدنا میرزا جان جاناں علیہ الرحمہ کا یاد آگیا بغرض ملاحظہ ناظرین تحریر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس زمانہ میں نادر شاہ آیا ہے تو اسکے لشکر کے جو صاحب قطب تھے وہ حضرت مرزا صاحب کے پاس آئے آپ اسوقت کاغذ لئے بیٹھے تھے اور اس فکر میں تھے کہ کیا صورت ہو کہ اس پر قاضی کی مہر ہو کیونکہ وہ لاہور گئے ہوئے تھے ان قطب مدار صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کیا فکر ہے آپ نے مہر کا قصہ بیان فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ مجھ کو دیجئے چنانچہ وہ کاغذ لے کر چل دیئے اور آدھ گھنٹہ کے بعد مہر لگوا کر لے آئے اور عرض کیا کہ اسوقت قاضی کام میں مشغول تھے ورنہ اس سے پہلے آتا۔ غرض اس سے یہ ہے کہ مجھے یہ دکھانا ہے کہ یہ حضرات اس طرح کام کیا کرتے اور یہ اقطاب تمام انبیاء اولوالعزم کے قلوب کے ماتحت ہوتے ہیں سوائے قطب مدار کے وہ حضور سرور عالم صلعم کے قلوب کے تحت میں ہوتا ہے۔

غوث اکبر الکبائر پر مامور رہتا ہے قطب لاکبر الاعظم بائیس قطب اعظم پر سرداری کرتا ہے غوث اکبر الاعظم بائیس حضرات غوث اعظم پر حکمرانی کرتا ہے قطب عالم کا یہ منصب ہے کہ وہ تمام دنیا کے قطب اکبر الاعظموں پر دورہ کرتا ہے غوث عالم تمام دنیا کے غوث اکبر الاعظموں پر دورہ کرتا ہے اور ایک حضرت قطب الاقطاب ایک قطب عالم پر معمور ہوتے ہیں۔ اور ایک حضرت غوث الاغواث ایک غوث عالم کے حاکم بالا دست ہوتے ہیں اور ہر حاکم زبردست اپنے حاکم بالادست سے رجوع کرتے ہیں ان سب پر قطب مدار حاکم ہوتا ہے اسی کو فرد الافراد بھی کہتے ہیں اس کی شان کا بیان کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے اسکے وجود پر اشیائ دور کرتی ہیں اور یہی ان کے وجود کے باعث ہوتے ہیں۔ حضرت شاہ مدار صاحبؒ کو یہ مرتبہ حاصل تھا۔ حضرت شاہ مدار صاحب کے دیگر حالات لکھنے سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اور باقی اہل خدمت حضرات رہ گئے ہیں۔ انکی خدمات آپ پر ظاہر کر دوں یہ سب حضرات قطب مدار کے ماتحت ہوتے ہیں۔

احوال ابدال

اول درجہ کے ابدال چار ہوتے ہیں جو روضہ مقدس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر رہتے ہیں۔ درجہ دوم کے ابدال آٹھ ہوتے ہیں جو حضرت مولا علی مبداولایت کرم اللہ وجہہ کے مزار مبارک پر رہتے ہیں درجہ سوم کے ۱۴۔ ابدال ہوتے ہیں جو درجہ دوم کے ابدال کے ماتحت ہیں اور درجہ چہارم کے تیس ابدال ہیں جو درجہ سوم کے ماتحت ہوتے ہیں درجہ پنجم کے ۲ ابدال ہیں جو تیس ابدالوں کی ماتحتی میں رہتے ہیں درجہ ششم کے چار ابدال ہیں جو درجہ پنجم کے ابدال کے ماتحت رہتے ہیں درجہ ہفتم کے ۳۰۶ ابدال ہیں جو چار ابدال درجہ ششم کے ماتحت رہتے ہیں۔ درجہ ہشتم کے ۱۰۴۵۔ ابدال ہوتے

ہیں جو درجہ ہفتم کے ماتحت رہتے ہیں یہ ۱۰۴۵ حضرات رجال الغیب کے ماتحت ہیں اور حضرت تعالیٰ جل وعلا نے ابدال چھ قسم کے موضوع فرمائے ہیں اور ان کے اقسام کی تفصیل یہ ہے ۱. قسم نوری ۲. قسم معنوی ۳. قسم مثالی ۴. قسم روحی ۵. قسم معالی ۶. قسم جسمی یعنی طریقت والی جن سے سلسلہ ابدالیہ جاری ہے اور یہ ابدال شش جہت پر مامور رہتے ہیں قلندران تھہری دوہری

ذکر قلندران

قلندران[1] تھہری دوہری کا ہر شہر خورد وکلاں میں دو قلندر رہتے ہیں (۱) قلندر دوہری ۲. قلندر تھہری۔ تعریف قلندر دوہری کی یہ ہے کہ یہ شہر میں قیام رکھتا ہے خورد و نوش کا اور رات دن کا اسکو امتیاز نہیں ہوتا اس قلندر کو عوام الناس مست کہتے ہیں یہ خلق اللہ سے کم تعلق رکھتا ہے (۲) قلندر تھہری ہوتا ہے یہ شہر کے گرد و نواح صحرا میں اکثر قیام رکھتا ہے اور خلق اللہ کو کم دکھائی دیتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ غیب سے کھلاتا پلاتا ہے وہ کسی بندہ خدا کے ہاتھ سے کھاتا پیتا نہیں ہر وقت ہر لحظہ بڑ بڑاتا رہتا ہے اور لوح محفوظ اسکے سامنے ہوتا ہے یہ ہر دو قلندر مرتبہ جذب میں رہتے ہیں تمام عالم کا ان پر کشف ہوتا رہتا ہے اگر اتفاق سے کسی حاجتمند کو یہ دونوں قلندر میسر آجاتے ہیں اور وہ ان کی خدمت کرتا ہے تو اسکا مدعا حاصل ہو جاتا ہے۔

قطب المزار ہر شہر خورد وکلاں میں ایک قطب المزار ہوتا ہے جسکو عرف میں شاہ ولایت کہتے ہیں اس کا کام یہ ہے کہ اس شہر کی جس کا یہ شاہ ہوتا ہے ہر طرح کی خدمت انجام دیتا ہے

(۱) لطائف قدسی میں ہے کہ قلندر کو خدا کی طرف سے وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے کہ ایک وقت میں مختلف جگہ جا سکتے ہیں ایک مقام پر ان سے ترک فرائض کا شبہ ہوتا ہے اور دوسری جگہ وہ اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔[12]

قطب یمنی و یساری یہ دو حضرات والاشان ہر شہر خورد وکلاں کے داہنے اور بائیں جانب مقرر رہوتے ہیں اور شہر کی پاسبانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دیا ہے کہ چھ چھ جسموں کیساتھ سیر کر سکتے ہیں۔

ذکر جلوہ دان

جلوہ دان جمالی و جلالی ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ ایک جلوہ کئی کئی جسموں سے مخلوق کی نگہبانی معاملات دیوانی و فوجداری کرتے رہتے ہیں اور شب و روز واقعات نیک و بد اپنے اپنے سرداروں کو سناتے ہیں۔

خدمات اقطاب و اغواث

حضرت خداوند عالم جل و علانے اپنی مخلوق میں جملہ احکام کا صدور بواسطہ حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات مقرر فرمایا ہے اور دربار نبوی سے معرفت حضرات اغواث و اقطاب اسکی تعمیل ہوتی ہے غوث و قطب ابدال نجبا نقبا ہر وقت وہر آن اسی کام پر معمور ہیں درجہ بدرجہ جو احکام صادر ہوتے ہیں تعمیل کرتے ہیں اور جو باتیں قابل اطلاع ہوتی ہیں انکو درجہ بدرجہ دربار نبوی میں پہنچاتے ہیں احکام لانے اور پہنچانے کا قاعدہ یہ ہے کہ حضرات اقطاب و اغواث نقیب و نجیب و ابدال کے قلوب مثل آئینہ کے ہوتے ہیں جب کوئی بدل سرکار نبوی سے کوئی حکم لایا اور غوث و اقطاب کے سامنے کھڑا ہوا فوراً ان کے قلوب کو ان احکام کی اطلاع ہو گئی اسیطرح جو امور سرکار نبوی سے اقطاب و اغواث کے قلوب پر منکشف ہوتے ہیں وہ ابدال کے قلوب پر مستولی ہو جاتے ہیں اور ابدال درجہ بدرجہ تمام مخلوق کو پہنچاتے ہیں اور پھر اس کی اطلاع حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور میں پہنچا دیتے ہیں حضرات نقبا و نجبا

کا کام یہ ہے کہ جو احکام باطنی ان کے قلوب میں حضرات غوث و اقطاب کے قلبوں سے آتے ہیں یہ زمین سے ایک فرسخ بلند ہو کر ان احکام کو پکار دیتے ہیں ان کی آواز باطنی سے خلق اللہ کے قلوب پر ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا اثر ہوتا ہے کہ بیساختہ اور بے علمی میں خلق اللہ کی زبان سے وہ کلمے صادر ہونے لگتے ہیں اور زبان خلق جو نقارہ خدا ضرب المثل ہے وہ یہی بات ہے باقی نقبا دیوانی کے احکام اور نجبا فوجداری کے احکام پکارتے ہیں موکل جلالی اور جمالی کا یہ کام ہے کہ جو بندگان الٰہی خیر کے کام کرتے ہیں ان کو موکل جمالی اقطاب شہر کی خدمت میں اور جلالی غوثوں کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں یہ موکلات فرشتوں کے نائب ہوتے ہیں۔ **جنات ہوائی** ان کا یہ کام ہے کہ انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں اور کفار و اشرار جنات کے کفر و شرارت سے آدمیوں کو بچاتے ہیں اگر جنات ہوائی جو مقبولان بارگاہ الٰہی میں داخل نہ ہوتے تو یہ جنات کی شرارتوں سے جو دیکھنے میں نہیں آتیں بیشمار انسانوں کی جان و مال کا نقصان ہوتا ہے یہ حضرات ہر قسم کے کھانے پینے رہنے سہنے غرض کل انسانی تعلقات کی اشیاء کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر کوئی کافر جن کچھ دست اندازی کرتا ہے تو یہ فوراً اسکی سرکوبی کر دیتے ہیں صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ قطب عالم ہر زمانہ میں ایک ہوتا ہے اور تمام عالم کے موجودات کا وجود اسکے وجود کیساتھ وابستہ ہوتا ہے قطب عالم کو قطب اکبر اکبر ارقطب ارشاد قطب الاقطاب قطب مدار بھی کہتے ہیں کہ قیام موجودات سفلی و علوی اسکے وجود کے تابع ہوتا ہے ان اقطاب کے ذریعہ سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض برابر عالم میں پہنچتا رہتا ہے قطب مدار کے دو وزیر ہوتے ہیں صاحب فتوحات مکیہ ان دونوں کو امام کے لقب سے ملقب کرتے ہیں ایک داہنی طرف دوسرا بائیں طرف وزیر یمینی کا نام عبد الملک اور یساری کا نام

عبدالرب عبدالملک حضرت مدار کی روح سے ہر وقت فیض لیتے ہیں اور عبدالرب قطب مدار کے دل سے فیض لیتا ہے۔ عبدالملک عالم علوی پر متصرف ہوتا ہے اور عبدالرب عالم سفلی پر اگر قطب مدار کی رحلت ہو جاتی ہے تو عبدالملک اس کا جانشین ہو جاتا ہے اور عبدالرب عبدالملک کا جانشین ہو جاتا ہے عبدالملک کا نام عبداللہ ہو جاتا ہے تمام عالم علوی سفلی میں اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح نیچے کے اولیا میں سے ترقی دے کر اسکو بجائے عبدالرب کے کرتے ہیں غرض یہ تعداد جو مقرر ہے برابر قائم رہتی ہے۔

باقی بارہ قطب اور ہیں جو ہر ہر نبی کے قلب سے مستفیض ہوتے ہیں قطب اول حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ یہ شخص سورہ یٰسین کا بہت ورد رکھتا ہے۔

قطب دوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب سے مستفیض ہوتا ہے یہ ابراہیمی المشرب ہوتا ہے اس کا ورد سورۃ اذا جاء ہے۔ قطب چہارم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب سے استفادہ کرتا ہے یہ عیسوی المشرب ہوتا ہے اور سورہ انا فتحنا اس کا ورد ہے قطب پنجم حضرت داؤد علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کا ورد اذا زلزلت الارض قطب ششم حضرت سلیمان علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کا ورد سورہ واقعہ ہے قطب ہفتم حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کا ورد سورہ بقر ہے قطب ہشتم حضرت الیاس علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کا ورد سورہ کہف ہے قطب نہم حضرت لوط علیہ وسلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کا ورد سورہ نمل ہے۔

قطب دہم یہ حضرت ہود علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کا ورد سورہ انعام ہے قطب یازدہم یہ حضرت صالح علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کا ورد سورہ طٰہٰ ہے قطب دوازدہم یہ حضرت شیث علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کا

ورد سورۂ ملک ہے۔ قطب مدار حضور سرور عالم سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب سے استفادہ کرتا ہے اسکا فیض تمام عالم علوی و سفلی پر ہوتا ہے اور بارہ اقطاب اسکے حکم کے تابع ہوتے ہیں ان بارہ قطبوں میں سے سات قطب ہر ہر ولایت میں ایک ایک مقرر ہوتا ہے باقی پانچ اقطاب یہ ولایت یمن میں رہتے ہیں ان کو قطب ولایت کے نام سے مسمیٰ کرتے ہیں ان کا فیض تمام اولیاء کو پہنچتا ہے میر سید جعفر مکی لکھتے ہیں کہ ولی جب ترقی کرتا ہے تو قطب ولایت کے درجے کو پہنچتا ہے قطب ولایت جب ترقی کرتا ہے تو قطب اقلیم کے مرتبہ کو پہنچتا ہے قطب اقلیم جب ترقی کرتا ہے تو عبدالرب کے وزیر چپ قطب مدار ہوتا ہے۔ اس کے مرتبہ پر پہنچتا ہے اسی طرح عبدالرب ترقی کر کے عبدالملک کے درجہ پر پہنچتا ہے اور عبدالملک ترقی کر کے قطب مدار کے مرتبہ پر پہنچتا ہے۔ قطب مدار کا اسم گرامی عبداللہ ہوتا ہے اور عرش سے لیکر تا تحت الثریٰ وہ متصرف ہوتا ہے لطائف اشرفی میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ نبوت سے پہلے قطب مدار کے مرتبہ پر تھے یہی مقام فردانیت ہوتا ہے غرض قطب مدار کا وہ مرتبہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو اور اقطاب کو ان کے مرتبہ سے معزول کر سکتا ہے حضرت قطب مدار کے ماتحتوں کی خدمات تو آپ معلوم کر چکے اب حضرات قطب مدار صاحب کے اوصاف اور خدمات ناظرین حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

قطب مدار کے اصاف لکھنے سے پہلے اسکے متعلق جو ارشاد ہمارے اعلحضرت مجدد الوقت حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی نے فرمایا ہے وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جو درالمعارف صفحہ ۲۴۳ میں درج ہے روزے در مجلس شریف مذکور اقطاب آمد حضرت ایشاں فرمودند کہ حق سبحانہ اجرائے کارخانہ ہستی و توابع ہستی قطب مدار عطا میسر مایند و ہدایت و ارشاد و گمراہاں رہنمائی ہست قطب ارشاد میبایند و بعد ازاں فرمودند

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ قطب مدار بودند و شانے عظیم دارند و ایشاں دعائے کردہ بودند کہ الٰہی مرا گرسنگی نشود و لباس من کہنہ نگردد ہمچناں شد کہ بعد ازاں دعا و تمام حیات بقیہ طعامے نخوردند لباس ایشاں کہنہ نگشت ہموں یک لباس تا بہ ممات کفایت کرد

ذکر قطبُ مدار

قطب مدار بر قلب حضور پرنور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا کرتا ہے قطب مدار تمام غوث واقطاب کا سردار ہوتا ہے اور حضرت خاتم النبین علیہ التحیۃ والثنا کی اس عالم میں ایک زندہ مثال ہوتا ہے قطب مدار وہ ہوتا ہے جسکو عالم باری عز اسمہٗ اور صفات باری تعالیٰ سے پورا پورا حصہ ملتا ہے اور یہی اپنے زمانہ میں بواسطہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مظہر اتم ہوتا ہے اور انسان کامل ہوتا ہے اور تمام اشیاء کی اصل ہوتا ہے سب اسکے تابع فرمان ہوتے ہیں یہی فرد الافراد کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلا واسطہ فیض حاصل کرتا ہے اور جو احکام اس عالم کے انتظام کے لئے دربار نبوی سے صادر ہوتے ہیں ان کو اپنے ماتحت اغواث واقطاب ونجبا ونقبا وابدال کو درجہ بدرجہ پہنچاتا ہے اور یہ حضرات درجہ بدرجہ جو واقعات ہوتے ہیں قطب مدار کے سامنے پیش کرتے ہیں اور قطب مدار دربار نبوی میں پہنچاتا ہے حضرت سید بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دربار خداوندی سے یہی مرتبہ قطب مدار کا حاصل ہوا تھا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء بحر المعانی میں ہے کہ قطب مدار کی جب پرواز ہوتی ہے اور وہ مرتبہ سلوک میں ہوتا ہے کہ اسکی دعا سے بمضمون کلام یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہٗ ام الکتاب حاصل ہوتا ہے کہ اسکی دعا سے بمضمون کلام یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہٗ ام الکتاب خداوندی دربار سے اس کی مرضی کے موافق کام ہوتے ہیں یہ مرتبہ حضرت شاہ مدار صاحب

کو حاصل ہوا۔ انکے لطائف بکثرت ہوتے ہیں جیسے اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ فلاں صاحب اتنے جسم رکھتے ہیں۔ اسکا مطلب یہی ہے کہ لطائف انکے علی قدر مراتب ہوتے ہیں چنانچہ شیخ اکبر علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے لطائف قبل از وجود خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اسی طرح اولیاء اللہ کے لطائف ہوتے ہیں چنانچہ ہمارے حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے حضور کو مکہ معظمہ میں دیکھا تھا اور آپ نے مجھے فلاں چیز مرحمت فرمائی تھی آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ حاشا و کلا میں امسال حج کے لئے نہیں گیا۔ اصل میں وہ ایک آپ کا لطیفہ تھا۔ ایسے ہی حضرت قطب مدار کے بکثرت لطائف عالم میں سیر کرتے اور مخلوق کی خدمت کرتے ہیں یہ مرتبہ حضرت شاہ مدار صاحب کو حاصل ہوا تھا اب میں آپکے ذاتی حالات کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ الغرض حضرت شاہ مدار صاحب ہندوستان آئے اول گجرات کالنجر وغیرہ میں چند روز قیام فرمایا اور مخلوق کو انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض فرماتے رہے بہت لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے بعد ازاں اور شہروں میں تشریف لیگئے جہاں جاتے تھے لوگ جوق در جوق آتے تھے اور آپ سے ہدایت پاتے تھے۔

دوبارہ سفر حج

اسی حالت میں ایک روز آپکے دل میں زیارت حرمین کا شوق موجزن ہوا اور آپ روانہ ہو گئے حج کیا۔ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اسکے بعد زیارت کاظمین کرتے ہوئے بغداد تشریف لیگئے بغداد میں آپکی تشریف آوری کا بہت شہرہ ہوا حضرت بی بی نصیبہ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ صاحبہ کے اولاد نہیں ہوئی تھی انہوں نے حضرت شاہ مدار صاحب سے دعا کی درخواست کی نہایت ہی صدق دل سے بارگاہ صمدی میں دعا کی۔ خدا کی شان وہ فوراً مقبول ہوئی اور بی بی نصیبہ

خاتون کے تھوڑے عرصہ کے بعد یکے بعد دیگرے دو فرزند پیدا ہوئے۔ آپ چند روز بغداد میں قیام فرما کر باہر تشریف لے گئے اور ترک و تجرید کیساتھ عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے پھر ایک عرصہ کے بعد آپ بغداد میں تشریف لائے تو صاحبزادگان بی بی نصیبہ سید محمد سید احمد اور برادر زادہ بی بی نصیبہ شمس الدین حسن، رکن الدین حسن، غایت محبت اور بغرض استفادہ باطنی حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو کر ساتھ ہو لئے آپ کربلائے معلیٰ پہنچے اور بعد ازاں نجف اشرف حاضر ہوئے سید جمال الدین جنتی بھی آپ کے ہمراہ تھے ان کو نجف اشرف میں معتکف کر کے ہندوستان تشریف لائے۔

حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہندوستان میں معاودت اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

آپ نے ہندوستان تشریف لانے سے بیشتر اکثر حصہ روئے زمین کی سیر کی تھی جب ہندوستان میں آئے تو اجمیر شریف بھی پہونچے اور کوکلا پہاڑی پر قیام فرمایا۔ حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ اب ان دو بزرگوں کی ملاقات کی کیفیت کیا بیان میں آسکتی ہے اللہ اکبر جہاں ایسے دو بزرگ اور اللہ کو پیارے جمع ہوں گے کس قدر رحمت الٰہی کا مینہہ برس رہا ہوگا۔ ان لوگوں کی ملاقات اصلی روحانی ملاقات ہوا کرتی ہے یہ لوگ چپ اور ساکت بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے ہیں۔ سچ ہے ؎

اُلٹی ہی راہ چلتے ہیں آوارگانِ عشق ۔۔۔ آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

چنانچہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند مشکلکشا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ہمارے سکوت سے فائدہ حاصل نہ کیا وہ ہماری باتوں سے کیا

مستفید ہو سکتا ہے ذیل کا واقعہ میں آپکو سناتا ہوں جو خاص میرے گھر کا ہے وہ یہ ہے کہ میرے والد صاحب جناب مولوی علی محمد صاحب عباسی بیان فرماتے تھے کہ امروہہ میں ایک روز صبح کے وقت میں مکان سے باہر آیا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک صاحب لکھنؤ کی وضع کا لباس پہنے ہوئے تلوار لگائے داڑھی چڑھی ہوئی پائجامہ چست پہنے ہوئے نہایت وقار و تمکین کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ معاً میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میرے والد صاحب یعنی میرے جد امجد حضرت جد امجد حضرت عارف ربانی حاجی سید احمد علی شاہ صاحب عباسی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو آتے ہیں میں فوراً بغرض اطلاع مکان میں گیا جس وقت مکان میں گیا ہی ہوں دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت صاحب قبلہ اندر کی کوٹھری میں سے صحن میں تشریف لائے ہیں میں نے بوجہ ادب کچھ عرض نہ کیا پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا جس وقت حضرت صاحب قبلہ نے دروازے سے باہر قدم ہی رکھا تھا کہ وہ بزرگ بھی تشریف لے آئے۔ میں نے فوراً بیٹھنے کا انتظام کر دیا۔ دونوں صاحب بیٹھ گئے اب نہ سلام نہ کلام دونوں گردنیں جھکائے بیٹھے ہوئے ہیں نہ بولتے ہیں نہ چالتے ہیں میں بحالت سکوت یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اور سخت حیرت میں تھا کہ الٰہی یہ کس طرح کی ملاقات ہے۔

قریب ایک گھنٹہ کے یہ دونوں بزرگ اسی طرح بیٹھے رہے آخر ایک صاحب نے سر اٹھایا پھر دوسرے صاحب نے اور ایک اسطرف کو چلدیئے اور دوسرے اس طرف کو۔ چلتے وقت بھی سلام نہ ہوا اور نہ کچھ بات چیت ہوئی جب حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ اندر تشریف لے جا رہے تھے تو جناب والد صاحب نے دریافت کیا کہ یہ حضرت کون بزرگ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے تھے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کے بندے تو سب ہی ہیں یہ سنکر حضرت صاحب قبلہ کو جلال آگیا اور فرمایا کیا بچوں کی سی باتیں کرتے ہو اللہ کے

بندے سب کہاں ہوتے ہیں جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ پھر مجھے جرأت نہ ہوئی کہ میں اُن صاحب کے مفصل حالات معلوم کرتا۔ میری غرض اس قصہ سے یہ ہے کہ بزرگوں کی ملاقات کی کیفیت کچھ بیان نہیں ہو سکتی اس قدر تو وہ خود جانتے ہیں یا ان جیسا کوئی اور بزرگ ہو خیال کر لیجئے کہ جب وہ شخص ایک حضرت خواجہ خواجگان سلطان ہند خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ اور دوسرے حضرت زبدۃ الواصلین قطب الاقطاب قطب مدار سید بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہوں گے تو کس درجہ اس مقام پر رحمت الٰہی کا نزول ہو رہا ہوگا۔

چنانچہ اس مقام کی مقبولیت کی یہ حالت ہے کہ اب تک لوگ زیارت کو جاتے ہیں۔ کوکلا پہاڑی بھی ان بزرگوں کے طفیل سے زیارت گاہ عوام و خواص ہوگئی ہے یاد رکھو جہاں اہل اللہ اٹھتے بیٹھتے ہیں یا علماء حدیث قرآن پڑھاتے ہیں اس مقام سے سالہا سال تک انوار و برکات کا احساس ہوتا رہتا ہے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس مقام پر حدیث پڑھایا کرتے تھے اہل باطن اب تک اس مقام سے انوار محمدی کو محسوس کرتے ہیں بقول شخصے ؎

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود   سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

سبحان اللہ و بحمدہٖ۔ الغرض حضرت قطب مدار صاحب حضرت خواجہ صاحب سے رخصت ہو کر ہندوستان میں جا بجا اسلام کی خدمت کرنے لگے ہزار ہا مخلوق دائرہ اسلام میں ہو جاتی تھی کہ یکایک پھر آپکو زیارت حرمین شریفین کا شوق دامنگیر ہوا۔ زیارت حرمین شریفین کے لطف کو اہل باطن سے پوچھیے اسکی قدر تو یہی جانتے ہیں ورنہ ہم لوگوں کی تو حالت ہے کہ

مکہ گئے مدینے گئے کربلا گئے   جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آگئے

حضرت شاہ مدار صاحب کا پھر سفر حج

وہاں کی شاہ مدار صاحب کا جی یہ تھوڑا ہی چاہتا تھا کہ ہندوستان آئیں وہ تو دربار نبوی کے حکم سے مجبور تھے مگر جب وہ دن آتے تھے کہ خداوند جل علا کی خاص رحمت کا حرمین شریفین پر نزول ہوتا ہے تو عاشقان خدا سے کب ضبط ہو سکتا ہے یہ تو افتاں و خیزاں ان انوار سے منور ہونیکے لئے بھاگے چلے جاتے ہیں اور جب تک دور رہتے ہیں تو یہ دعائیں مانگا کرتے ہیں۔

کے شود یارب کہ رو در یثرب و بطحا کنم   گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

غرض حضرت قطب مدار صاحب زیارت حج و حرمین سے فارغ ہو کر نجف اشرف گئے اور وہاں آپکے خادم جو چلہ کشی میں مصروف تھے ہمراہ لیکر شہر حلب میں جہاں آپ پیدا ہوئے تھے تشریف لیگئے شہر حلب کے مضافات میں ایک قصبہ جنار ہے وہاں آپ نے قیام فرمایا اور اپنے عزیز سید عبداللہ کے صاحبزادوں کو اپنی فرزندی میں لیا (۱) سید ابو محمد ارغون (۲) سید ابو تراب فنصور رح (۳) سید ابوالحسن طیفور رح انکو ہمراہ لیکر پھر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور عرصہ تک حاضر رہے یوں تو روزانہ انوار محمدی سے تربیت پاتے تھے اور ہر وقت و ہر آن انوار محمدی سے تربیت پاتے تھے اور ہر وقت و ہر آن انوار محمدی سے منور ہوتے رہتے تھے ایک روز حضوری ہوئی اور ارشاد ہوا کہ بدیع الدین ہم نے تمہارے قیام کیلئے ہندوستان کو تجویز کیا ہے وہیں تم جاؤ اور رہو سہو اور دین محمدی کو پھیلاؤ اور اس کی کوشش میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھو حضرت شاہ مدار صاحب یہ فرمان نبوی سن کر چار و ناچار ہندوستان کیطرف روانہ ہوگئے ورنہ ان کا دل کب چاہتا تھا کہ حضور کے قدم چھوڑتے مگر چونکہ یہ سمجھتے تھے کہ عشاق کے لئے بعد و قرب مکانی کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا وہاں سے چلدیئے چلتے وقت حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہندوستان میں ایک شہر قنوج ہے اسکے میدان میں جنوب کی طرف ایک تالاب ہے اسکی لہروں سے یا عزیزی کی آواز آتی ہے۔ وہاں

وہاں کی زمین تمہارے قیام کیلئے مخصوص کر دی گئی ہے تمہارا مسکن وہیں ہوگا اور وہیں تمہاری قبر بنیں گی اور وہی جگہ مرجع خاص و عام ہوگی۔ المختصر آپ ممالک عرب کی سیر کرتے ہوئے ممالک عجم میں پہونچے خراسان میں بھی چند روز رہے۔

حضرت شاہ مدار صاحب کے ایک مرید کا تصرف

وہاں ایک بزرگ شیخ نصیر الدین صاحب سے انکو آپکی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا تو مگر آپ سے ملنے کیلئے نہیں آئے اتفاق سے سید جمال الدین جنتی جو حضرت شاہ مدار صاحب کیساتھ تھے ایک طرف سیر کیلئے نکل گئے وہاں شیخ نصیر الدین سے ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے کہا کہ آپ نے حضرت شاہ مدار صاحب سے ملاقات نہیں کی انہوں نے کہا مجھے کیا ضرورت ہے جیسے وہ ولی ہیں میں بھی ہوں اور کچھ الفاظ ایسے انکی زبان سے نکل گئے جو ان کی شان کیخلاف تھے مگر صاحب بصیرت کی ذراسی کوئی بات بھی ہو جاتی ہے تو وہ اولیا کے ناگوار خاطر ہوا کرتی ہے حضرت شبلیؒ نے منصور حلاجؒ کے ایک پھول مار دیا تھے جکی انہوں نے شکایت کی تھی ورنہ عوام تو پتھر پھینک رہے تھے ان کا کچھ خیال نک تھا۔ حضرت سید جمال الدینؒ جنتی کو انکی یہ سخت سخت ناگوار گزری اسی وقت انکی کیفیت سلب کر لی اور وہاں سے چل دیئے اور حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جمال الدین شاہ نصیر الدین کی باتوں نے تمہیں ملول کر دیا یہ بوجہ ادب کے خاموش رہے تھوڑی دیر میں دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت نعیم الدین صاحب چلے آتے ہیں اور آتے ہی حضرت شاہ مدار صاحب کے قدمبوس ہوئے حضرت شاہ مدار صاحب نے حضرت سید جمال الدین صاحب کی طرف اشارہ فرمایا انہوں نے وہ سلب شدہ نعمت پھر واپس وہ دی۔ یہاں سے حضرت شاہ مدار صاحب دیگر ممالک کی سیر کرتے ہوئے

اور دین محمدی کی اشاعت کرتے ہوئے اجمیر میں کوکلا پہاڑی پر حضرت سید جمال الدینؒ کو اور سید احمد کو چلہ میں بٹھا کر کالپی تشریف لائے۔

حضرت شاہ مدار صاحب کالپی میں

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ کالپی میں ایک بزرگ آئے ہوئے ہیں تو مخلوق کا اژدھام ہونا شروع ہوا جو لوگ اپنی حاجتیں لاتے تھے وہ حضرت شاہ مدار صاحب کی دعا سے پوری ہو جاتی تھیں پھر تو یہ حالت تھی کہ ہر وقت مخلوق کا تانتا بندھا رہتا تھا سیکڑوں آدمی جمع رہتے تھے اور اپنے مقاصد دلی میں کامیاب ہوتے رہتے تھے یہ تو ظاہری فیض حضرت شاہ مدار صاحبؒ کا تھا اب باطنی فیض کا حال سنئے اصل یہ ہے کہ جب دربار خداوندی میں کسی شخص کی مقبولیت ہو جاتی ہے تو اول فرشتوں میں اس کا اعلان و چرچا ہوتا ہے بعد ازاں تمام مخلوق کو اسکی اطلاع ہو جاتی ہے لوگوں کو خواب میں اس کے مراتب کھل جاتے ہیں چنانچہ حضرت سید صدر الدین محمد صاحب قاضی القضاۃ نے حضرت شاہ مدار صاحب کو خواب میں دیکھا اور حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں حاضر ہو بیعت کی تفصیل یہ ہے۔

حضرت قاضی سید صدر الدین محمد صاحب کی حضرت شاہ مدار صاحب سے بیعت

سید صدر الدین محمد جونپور میں سکونت رکھتے تھے ان کے والد سید رکن الدین ابتدا اسلام میں دہلی میں تھے اسکے بعد جونپور میں سکونت اختیار کر لی تھی حضرت سید صدر الدین محمد صاحب جب فارغ التحصیل ہوئے تو اپنے والد کی جگہ تعلیم و تعلم میں مشغول ہوئے مگر جو وقت

فرصت ملتی تھی. تصوف کی کتابیں دیکھتے رہتے تھے اور اس علم کے سیکھنے کا شوق دل میں اپنی جگہ کرتا رہتا تھا. ایک روز خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ نورانی شکل کے آئے اور انہوں نے درس و تدریس کے دفتر کو درہم برہم کر دیا اور سامنے بیٹھ کر لب سے لب ملایا اور تمام بدن میں آگ لگادی جسکے اثر سے تمام بدن کے ساتھ لباس بھی جل گیا یہاں تک کہ سر کی ٹوپی بھی جل گئی. یہ وحشت ناک خواب دیکھ کر چونک پڑے. بیدار ہوئے تو سخت پریشان تھے کچھ تعبیر بھی سمجھ میں نہ آئی. آخر ایک بزرگ شاہ کالو صاحب جونپور میں مشہور شخص تھے. ان کی خدمت میں گئے انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ آپنے جو خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ حضرت قطب مدار صاحب کالپی میں تمہارے منتظر ہیں اور یہ سب آپ ہی کا تصرف تھا سید صدرالدین محمد صاحب پہلے بھی حضرت شاہ مدار صاحب کے اوصاف سن چکے تھے فوراً کالپی حاضر ہوئے جسوقت یہ پہنچے ہیں حضرت شاہ مدار صاحبؒ نے چہرے سے نقاب اٹھاکر ان کو دیکھا تمام حاضرین آپکے جمال کی تاب نہ لا سکے دیوانہ وار گر پڑے انپر بھی بے انتہا اثر ہوا اور بیعت کی درخواست پیش کردی حضرت شاہ مدار صاحب نے فرمایا کہ تم نے جو کچھ پڑھا ہے اس کو دل سے نکال دو. انہوں نے عرض کیا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ کلمہ شریف کے لا سے تمام معلومات کے گرد وغبار صاف ہو جاتے ہیں اسکا چند روز ورد رکھو. چنانچہ چند روز انہوں نے نفی اثبات کا ذکر جاری رکھا اس کا یہ اثر ہوا کہ دل میں ذوق وشوق پیدا ہوگیا یہ اصل میں حضرت شاہ مدار صاحب ہی کا تصرف تھا کہ اسقدر جلد قلبی کیفیت پیدا ہوگئی جب کچھ قابلیت پیدا ہوگئی اور ادراک کیفیت کا ہونے لگا تو ایک روز حجرہ میں اپنے پاس بٹھاکر القاء نسبت کیا جس کا یہ اثر ہوا کہ تجلی افعالی کا ظہور ہوگیا

اسکے بعد حضرت شاہ مدار صاحب نے سلوک طے کرنیکے لئے اور کیفیت قائم رکھنے کے لئے ان کو چلہ میں بٹھا دیا چالیس روز کے بعد جب یہ حاضر ہوئے ہیں تو آپنے فرمایا کہو اب درس و تدریس کا بھی کچھ خیال ہے تم کہتے تھے کہ میں اپنی معلومات کو کیسے دور کر سکتا ہوں اب ہم نے سبکو صاف کر دیا ہے اور آتش عشق الٰہی تمام بدن میں روشن کردی. مذہب امام اعظمؒ سے نکال کر مذہب الٰہی میں داخل کردیا غرض حضرت شاہ مدار صاحب نے کالپی کو چھوڑا سید صدرالدین آپکے ہمراہ تھے. جونپور تشریف لائے یہاں چند روز قیام فرمایا بہت لوگ حضرت شاہ مدار صاحب کے فیض سے فیضیاب ہوئے. سید صدرالدین کو رحم کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی رہتی تھی. آخر جب حضرت مدار شاہ صاحب مکنپور تشریف لائے ہیں تو سید صدرالدین بھی بس یہیں کے ہو رہے پھر یہ حالت تھی کہ عشق الٰہی کا اسقدر غلبہ ہوگیا تھا کہ اپنی بھی خبر نہ رہی تھی کوچہ و بازار میں دیوانہ وار پھرتے رہتے تھے لڑکوں کا ہجوم ساتھ ساتھ ہوتا تھا بہت سے خوراک عادات آپ سے سرزد ہوتے رہتے تھے جو شخص کچھ نذر کرتا تھا سب بچوں کو بانٹ دیا کرتے تھے. بیس سال اسی حالت میں رہے آخر وصال ہوگیا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ اسی طرح حضرت شیخ محمد لاہوری کے بیعت ہوئی ان کا حال یہ ہے

شیخ محمد لاہوری کا حضرت شاہ مدار صاحب سے بیعت ہونا

شیخ محمد لاہوری بڑے عالم تھے. حافظ قرآن تھے واعظ تھے یہ حج کے ارادہ سے مکان سے چلدیئے حضرت شاہ مدار صاحب جس زمانہ میں گجرات میں تشریف فرما تھے یہ بھی آپکی خبر پاکر گجرات پہونچے حضرت شاہ مدار صاحب نے ان کے سامنے نقاب چہرے سے

ہٹایا ہے کہ جسقدر حاضرین تھے مع ان کے سب قدموں پر گر پڑے اور یہ تو آپ کے
عاشق ہو گئے سب مال اسباب فقراء کو دیدیا اور صوفیوں کے حلقہ میں شامل ہو گئے مگر
ہمیشہ حج کا خیال آیا کرتا تھا کیوں کہ حج کے ارادہ سے گھر سے چلے تھے ایک روز حضرت
شاہ مدار صاحب نے یہ خطرہ پکڑ لیا فرمایا کہ بھائی تم ہمارا طواف کر لو حج ادا ہو جائیگا
یہ تو پیر کے عاشق ہی تھے فوراً ہی عمل کرنا شروع کر دیا دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت تو
ہیں نہیں خانہ کعبہ ہے اور میں خانہ کعبہ ہی کا طواف کر رہا ہوں اور بہت سے لوگ طواف
میں مشغول ہیں جب یہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو گئے تو دیکھا کہ حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت
میں حاضر ہیں۔ اب بار بار یہ خیال آتا تھا کہ خدا جانے یہ حج ادا بھی ہوا کہ نہیں۔ دوسرے
دن حضرت شاہ مدار صاحب نے انکو بلا کر ان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا دیکھتے کیا ہیں کہ ملک
حجاز میں موجود ہیں اور حضرت شاہ مدار صاحب کی آواز سنی کہ فرماتے ہیں کہ جبتک
موسم حج کا آئے وہیں رہو پانچ مہینہ یہ مکہ میں رہے جب حج سے فارغ ہوئے ہیں
اسی وقت دیکھا کہ حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں حاضر ہیں۔ چونکہ حضرت شاہ
مدار صاحب کو علم سیمیا آتا تھا یہ اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا جیسے شیخ شہاب الدین
سہروردی ایک بار جنگل میں جا رہے تھے ایک مرید نے عرض کیا کہ کاش دمشق کو دیکھتا
فرمایا آنکھ بند کر دیکھتا کیا ہے کہ دمشق کا دروازہ کھلا ہے اور گانے بجانے اور آدمیوں کی
آوازیں آرہی ہیں اور بیع شری خرید و فروخت کا بازار گرم ہے۔ آپ نے فرمایا آنکھ
کھول دے پھر اسی جنگل میں تھا۔ یہ اولیاء اللہ کے تصرفات ہیں۔

غرض شیخ محمد لاہوری سات سال حضرت کی خدمت میں رہے۔ انواع انواع
کے تصرفات دیکھتے رہے آخر منصب حکومت پر پہونچے اور ساری عمر حضرت شاہ مدار

صاحب کی ہی خدمت میں گزار دی۔ حضرت شیخ محمد نے ایک روز حضرت شاہ مدار صاحبؒ
سے عرض کیا کہ موحد کسے کہتے ہیں فرمایا کہ واحد کا مادہ ایک ہی تو ہے اور فرمایا کہ بہت
سے اولیاء اللہ اسی حال میں ہلاک ہوئے ہیں چنانچہ منصور حلاجؒ شیخ محمد نے عرض کیا کہ
وہ کس مقام میں تھے۔ آپ نے فرمایا یہ وہ مقام ہے کہ عاشق معشوق کو اپنے جامہ میں دیکھتا
ہے اس جامہ کو اپنا حجاب سمجھ کر پھاڑ ڈالتا ہے۔ منصورؒ کی یہی حالت تھی۔

مولانا شیخ فولاد

یہ کالپی کے رہنے والے تھے حضرت شاہ مدار صاحب سے بیعت کی بڑے عالم تھے
جب کیفیت جذب کی طاری ہوئی تو شریعت سے قدم باہر ہونے لگا ایک روز عرض کیا کہ
باطن میں تو محبت نے اپنا پورا اثر کر دیا ہے مگر ظاہر ہے امور شریعت میں سستی آگئی ہے
فرمایا اپنے حال میں رہو۔ آپکے وصال کے بعد سات سال روضہ مبارک کی مجاورت کی۔ اور مکنپور
میں ہی مدفون ہوئے۔ اسی طرح شیخ بھکاریؒ مجذوب پر حضرت شاہ مدار صاحب کی نظر
پڑ گئی تھی ہر وقت مغلوب الحال رہتے تھے۔ ان کا مزار قنوج میں ہے۔ ایسے ہی شیخ محمد
صاحب ہر وقت جذبہ کی حالت میں رہتے تھے ان کا مزار بدایوں میں ہے۔ اسی طرح
شیخ الیاسؒ صاحب نے حضرت شاہ مدار صاحب سے فیض حاصل کیا۔

ذکر شیخ الیاس صاحب

یہ گجرات کے رہنے والے تھے تجارت پیشہ آدمی تھے۔ اعمال کا زیادہ شوق تھا صاحب
دعوت تھے ایک مرتبہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ عرض کیا کہ جو علم

حضرت موسٰی علیہ السلام کو آپ نے سکھایا تھا مجھے بھی سکھائیے۔ فرمایا کہ بغیر حکم خداوندی میں سکھا سکتا۔ اگر کہو تو علم ظاہری تعلیم کردوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا علم باطن کے حصول کیلئے علم ظاہری کی ضرورت ہے۔ چندے علم ظاہری کو حاصل کرو عنقریب قطب مدار گجرات میں تشریف لائیں گے ان کی طرف رجوع کرنا انشاءاللہ وہ علم حاصل ہوگا کہ کبھی سنا بھی نہ ہو۔ چنانچہ بابا لاشیر کا ان کو بلایا اور حکم دیا کہ ظاہری علم حاصل کرو۔ شیخ الیاس یہ سنکر مدرسہ میں چلے گئے اور دو سال میں علم فقہ و کلام میں مہارت تامہ حاصل کرلی اور پھر اسقدر علوم میں دستگاہ حاصل کرلی کہ ملک کے شیخ الاسلام ہو گئے۔

پانچ برس کے بعد حضرت قطب مدار گجرات میں تشریف لائے یہ بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو نشانیاں قطب مدار کی حضرت خضرؑ نے بتائی تھیں وہ حضرت شاہ مدار میں دیکھیں آپ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے مگر چونکہ مخلوق شیخ الیاس کی طرف بکثرت رجوع تھی اور دنیاوی اعزاز کی لذت سے دماغ معطر ہو رہا تھا۔ ایک دن حضرت شاہ مدار صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے اسمیں دل نہ لگانا چاہیئے ترک و تجرید اختیار کرنی چاہیئے۔ یہ سن کر اقرار کیا مکان پر آئے اور بہت پشیمان ہوئے اور کہنے لگے کہ واہ ہم کیسے فقیر ہو سکتے ہیں اور آنا جانا بند کردیا۔

ایک دن صبح کو جو اٹھے ہیں تو دیکھتے کیا ہیں کہ تمام بدن پر مرض برص نے پورا پورا اثر کرلیا ہے فوراً خیال آیا کہ یہ حضرت قطب مدار صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے باعث ہے اسی وقت توبہ کی اور حضرت قطب مدار صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے آپنے آب دہن پانی کے برتن میں ڈال کر غسل کرایا اسی دن صحت ہو گئی۔ بس اس روز سے حضرت کی خدمت میں رہنے لگے۔ پھر تو یہ کیفیت تھی کہ ہر وقت عشق الٰہی

میں سرشار رہتے تھے ساری عمر حضرت قطب مدار صاحب کی خدمت میں گزاردی آپکے وصال کے بعد عرصہ تک زندہ رہے بکثرت خوراک عادات آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے مکنپور میں آپ کا مزار ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ جسطرح حضرت شاہ مدار رضی اللہ عنہ کا فیض علماء وغیرہم پر عام تھا بادشاہوں اور وزیروں پر بھی ویسا ہی تھا چنانچہ میر صدر جہاں جو سلطان ابراہیم شرقی کے وزیر تھے آپ سے نہایت خلوص کیساتھ بیعت کی اور فیض مداری سے سرفراز ہوئے۔ تفصیل یہ ہے۔

ذکر میر سیّد صدر جہاں رحمۃ اللہ علیہ

میر سید صدر جہاں کے دادا چنگیز خانی میں ترمذ سے دہلی آئے تھے چونکہ دار السلام بغداد جہاں خاندان بنی ہاشم کی خلافت تھی۔ تمام شرفا کے قیام کا مرکز وہی تھا۔ اور نواح بغداد اور ممالک قرب و جوار میں اکثر سادات مقیم تھے اور خلافت طرف سے سادات کے روزینے مقرر تھے۔ جب خلافت بغداد کو چنگیز خانیوں میں برباد کیا ہے تمام سادات مختلف ممالک میں جاکر آباد ہو گئے۔ چنانچہ کاکوری شریف میں تکیہ شریف کے سادات علوی بھی اسی زمانہ میں ہندوستان آئے تھے۔ واقعی سادات بنی عباس کی خلافت تمام شرفا کے لئے دار الامن تھی۔ ان کے یہاں سے تمام بنی ہاشم کو وظائف ملتے تھے۔ رہے نام اللہ کا۔ اس سلطنت کے جانے سے تمام مسلمان پریشان ہو گئے میر سید صدر جہاں کے والد بڑے عالم تھے۔ انہوں نے جونپور میں آکر قیام کیا۔ اور سلطان ابراہیم شرقی کی تعلیم ان کے متعلق ہوئی۔ جب سلطان ابراہیم شرقی بر سر حکومت ہوئے تو میر صدر جہاں جو ہر طرح سے علمی قابلیت رکھتے تھے۔ ان کو منصب وزارت

پر سرفراز فرمایا میر صدر جہان کو علم باطن کے حصول کا شوق وا منگیر ہوا۔ یہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست پیش کی آپ نے فرمایا تمہارا حصہ ہمارے یہاں نہیں ہے۔ عنقریب ایک عجیب وغریب بزرگ ہندوستان میں تشریف لائیں گے اور میں مامور ہوں کہ ان کو عرب سے ہندوستان لاؤں ان سے تم بیعت کرنا۔ حضرت سید اشرف جہانگیرؒ تو یہ فرما کر حج کو تشریف لیگئے اور یہ انتظار میں رہے۔ جب حج سے واپس آئے ہیں تو میر سید صدر جہان کو اطلاع کی کہ حضرت قطب مدار کالپی میں رونق افروز ہیں تم جاؤ اور بیعت کرو کالپی چونکہ قادر شاہ کی سلطنت میں تھا اور ابراہیم شرقی اور قادر شاہ میں ان بن تھی میر سید صدر جہان ان کے وزیر تھے یہ بوجہ امور سلطنت کے حاضر نہ ہو سکے اور ایک عریضہ حضرت شاہ مدار صاحبؒ کی خدمت میں بتمنائے حصول قدمبوسی ارسال کیا اور یہ بھی لکھا کہ اگر ارشاد ہو تو منصب وزارت کو ترک کر کے حاضر خدمت ہوں حضرت شاہ مدار صاحبؒ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہم کو ہندوستان بھیجا گیا ہے تو جو لوگ ہم سے فیضیاب ہوں گے ان کے نام بھی بتائے گئے ہیں چنانچہ اس فہرست میں تمہارا نام بھی ہے تم کو ضرور ہمارا فیض پہنچے گا۔ تم باطمینان تمام اپنی جگہ پر قائم رہو ہم خود آتے ہیں جب یہ مژدہ سید صدر جہان کو پہونچا تو اس قدر خوش ہوئے کہ اسی وقت جو کچھ نقد وجنس خزانہ میں تھا فقرا کو تقسیم کر دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک لاکھ کا سرمایہ خیرات کر دیا۔

اللہ اکبر! یہ تھے پچھلے لوگوں کے اخلاص اور یہ تھی خدا طلبی میں کوشش۔ اس زمانہ کو اس زمانے پر اگر قیاس کرتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے آجکل تو ہوا و ہوس کے بندے رہ گئے ہیں۔ بغرض میر سید صدر جہان اور حضرت شاہ مدار صاحب

صاحب میں خط وکتابت کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا۔ جب حضرت شاہ مدار صاحب نے جونپور کا قصد کیا اور کالپی سے آپ تشریف لے آئے ہیں اور اس کا شہرہ ہوا ہے تو میر سید صدر جہان تو اسکے منتظر ہی تھے یہ مع اکابر شہر حضرت شاہ مدار صاحبؒ کی تشریف آوری کی خبر سنکر حاضر خدمت ہوئے۔ اشرف خاں برادر ابراہیم شرقی اور اکابر نے حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی آپ حجرہ کے اندر تشریف فرما تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حجرہ میں اتنی جگہ نہیں ہے۔ البتہ میر سید صدر جہاں کو اجازت ہے کہ وہ آئیں باقی اور صاحب توقف فرمائیں میں خود باہر آتا ہوں میر صدر جہاں حاضر ہوئے ہیں تو آپ ارشاد فرمایا کہ عمدہ کھانوں اور گوشت کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا لیکن دلی محبت ان سب ظلمات پر غالب ہے یہ فرما کر نقاب چہرہ سے اٹھایا میر صدر جہاں کی نظر جب ہی حضرت کے چہرے پر پڑی بے خود اً غلبۂ محبت میں سرشار ہو کر گر پڑے اور پیروں پر سر رکھ دیا۔ حضرت نے پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا سید سر اٹھا اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت کا پرتو تم پر ظاہر ہو رہا ہے۔ رونے لگے فرمایا در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست۔ تم کو خداوندی انوار وبرکات کے حامل ہونیکی قوت پیدا ہو گئی اب تم باہر جاؤ لوگ منتظر ہوں گے باہر نشست ٹھیک کر دینا میں بھی آتا ہوں جب یہ باہر آئے اشرف خاں سے ملے انہوں نے کچھ ذکر نہ کیا بلکہ فرش وغیرہ کا انتظام کرنے لگے حضرت قطب مدار صاحب اپنے مشاغل سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے پہلے سے آپ کے لئے کرسی بچھا رکھی تھی تقریباً ایک لاکھ آدمی جمع ہو گیا تھا حضرت جب باہر آئے اور بیٹھے ہیں اور مخلوق کے دیکھنے کے لئے نقاب چہرے سے ہٹایا تو سب کے سب سجدہ میں گر پڑے آپ نے فوراً نقاب ڈال لیا۔ اور ایک حکایت..

بیان کی جس سے ہر شخص نے اپنے مطلب کا جواب پالیا اور سب کے سب معتقد اور فریفتہ ہو گئے اور بیعت کرلی اور میر سید صدر جہاں بھی داخل سلسلہ ہوئے۔ جس روز انہوں نے بیعت کی ہے جو کچھ اپنے پاس تھا سب خیرات کر دیا اور ارادہ کیا کہ بالکل ترک و تجرید میں زندگی بسر کریں۔ حضرت نے فرمایا اور روکا کہ بہت سی مخلوق تم سے مستفیض ہوتی ہے انکو محروم نہ کرنا چاہیئے۔ فرمایا درکار بندہائے خدا باش تا خدائے تعالیٰ درکار تو باشد" تم کو مسند دولت پر وہ ملے گا جو اوروں کو ترک و تجرید میں ملتا ہے غرض عرصہ تک جونپور میں حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں حاضر رہے اسکے بعد جب حضرت مکنپور تشریف لے گئے تو یہ دستور رہا کہ ہر مہینہ میں ایک روز مکنپور میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب حضرت شاہ مدار صاحب کا وصال ہو گیا جب بھی برابر یہی دستور رہا آخر حضرت شاہ مدار صاحب کے وصال کے تین سال بعد آپ کا بھی وصال ہو گیا۔

ذکر قادر شاہ و قصہ حضرت سراج الدین سوختہ رح

جس زمانہ میں حضرت شاہ مدار صاحب کالپی میں رونق افروز تھے قادر شاہ بن محمود شاہ کو حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا خیال آیا اور اس خیال کو اپنے مرشد حضرت شیخ سراج الدین سوختہ کی خدمت میں پیش کیا آپنے کسی وجہ سے منع فرما دیا اتفاقاً ایک روز دوپہر کے وقت اپنے پیر و مرشد سے پوشیدہ ہو کر حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجرہ کے اندر جانا چاہا۔ دربان نے منع کیا کہ یہ ملاقات کا وقت نہیں ہے ظہر کے وقت آپ سے ملاقات ہو جائے گی۔ قادر شاہ نے اسمیں اپنی ہتک سمجھی اور اپنے گھوڑے کو دیوار حجرہ کے برابر کر کے چاہا کہ اندر نظر کرے کہ

دیوار اونچی ہو گئی۔ فیلبان کو اشارہ کیا اور ہاتھی پر بیٹھ کر چاہا کہ دیکھے پھر حجرہ کی دیوار حائل ہو گئی یہ دیکھ کر سخت غضب ناک ہوا اور واپس ہو کر حکم بھیجا کہ ہماری سلطنت سے چلے جاؤ حضرت شاہ مدار صاحب فوراً چلدیئے اور دریائے جمن کے اس پار جا کر قیام کیا۔ قادر شاہ کی اس بے ادبی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی روز تمام بدن پر آبلے نکل آئے بہتیرے اطباء نے علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا آخر اپنے پیر کی طرف رجوع کیا حضرت سراج سوختہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پیراہن مبارک پہنا دیا اسی وقت تمام عوارض میں کمی ہو گئی حضرت شاہ مدار صاحب کو کشف کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ سراج سوختہ غضب الٰہی کا مقابلہ کر رہے ہیں آپکی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ سراج چرا نسوخت مگر خزینۃ الاصفیاء میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ مشہور ہے کہ اس کلمہ کے نکلتے ہی شیخ کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ اور بدن میں سخت سوزش معلوم ہونے لگی۔ یہاں تک کہ اس تکلیف میں قریب المرگ ہو گئے۔ اس وقت اپنے مریدوں کو وصیت کی کہ مجھے بغیر غسل دیئے دفن کر دینا غرض انتقال ہو گیا۔ خدام نے تجہیز و تکفین کا انتظام کر کے غسل کا انتظام کیا اور یہ خیال کیا کہ خلاف شرع شیخ کی وصیت کو کیسے قبول کر سکتے ہیں اس بارہ میں باہم مشورہ کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا کہ اول شیخ کی انگلی پر تھوڑا پانی ڈال کر دیکھو معلوم ہو جائے گا کہ کس وجہ سے شیخ نے غسل کی ممانعت کی ہے۔ چنانچہ انگلی پر چند قطرات ڈالے گئے انگلی فوراً خاکستر ہو گئی۔ اسوقت کو سمجھے کہ اس وقت سے شیخ نے منع کیا تھا غرض بغیر غسل کے دفن کر دیئے گئے اور قادر شاہ کی سلطنت میں بھی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔

لوگ مشہور کرتے ہیں کہ شیخ سراج سوختہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ شاہ مدار نے مجھے جلایا میں نے ان کے سلسلہ کو جلا دیا یہ قصہ بالکل غلط ہے کیوں کہ صاحب

خزینۃ الاصفیا کی عبارت یہ ہے۔ قادر شاہ از حیات مایوس گشت و بناہ بخدمت شیخ سراج الدین آورد آنجناب پیرہن خاص پوشیدنی خود بوے عطا کرد بمجرد پوشیدن شفایافت واثر ے از آبلہ نماند خادم شاہ مدار چوں دید کہ او بناہ شیخ سراج الدین آورد مایوس گشت و ایں خبر بشاہ مدار رسانید شاہ مدار از آنجا متوجہ جونپور شد و از انجا بقنوج مراجعت کرد و در ملک قادر شاہ نیامد ۸۴۳ھ میں حضرت سراج الدین کی وفات ہوئی۔

علاوہ ازیں آپ کے خلفاء کی تعداد ۳۴۴ تھی آپکے زمانہ میں ہی دور دور آپ کا سلسلہ پہونچ گیا تھا یہ قطعی ناممکن ہے کہ آپ کا سلسلہ سوخت ہو جائے چنانچہ نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ میں جہاں اور سلاسل کی اجازت اور القائے نسبت ہوتا ہے مداریہ سلسلہ کی بھی اجازت دیجاتی ہے اور بوسیلہ روحانیت پاک حضرت شاہ مداریہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نسبت سے بھی قلوب کو منور کر کیا جاتا ہے جسکا ادراک بخوبی ہوتا ہے اور تمام نسبتوں سے مداری نسبت علیحدہ محسوس ہوتی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض برابر جاری و ساری ہے۔ اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ اور سلاسل کیساتھ تو آپ کا سلسلہ جاری ہے مگر علیحدہ نہیں ہے یہ بھی سخت حیرت انگیز بات ہے کہ جن بزرگ کی نسبت اہلِ باطن صاف محسوس کر رہے ہوں اور اس سلسلہ میں اجازت و خلافت دے رہے ہوں اس کو یہ کس طرح تسلیم کر لیں کہ یہ سلسلہ سوخت ہو گیا۔ علاوہ ازیں بہت سے بزرگ ایسے ہیں جو خاص مداری ہیں جیسے خواجہ محمد رشید جنکا سلسلہ یہ ہے خواجہ محمد رشید مصطفےٰ انہوں نے فیض مداری اپنے بھائی محمد تقی سے حاصل کیا اور انہوں نے سید شمس الدین محمد حبیبی سجاری سے اور انہوں نے حاجی حرمین شریفین ابو یزید سے اور انہوں نے شاہ فخر الدین زندہ دل سے اور انہوں نے

حضرت سید جمال الدین جنتی سے اور انہوں نے حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح بہت سے بزرگ مداریہ سلسلہ میں ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک چلا یا جائیگا چنانچہ فقیر مؤلف کا سلسلہ یہ ہے حضرت حاجی حرمین شریفین شاہ سید محمد بہار الدین صاحب علوی نقشبندی کو فیض مداری حاصل ہوا حضرت مولانا شاہ عبد الرحمن صاحب شاہجہانپوری سے اور ان کو حضرت شاہ سید غلام علی صاحبؒ سے اور انکو حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید سے اور ان کو حضرت سید نور محمد بدایونیؒ سے اور انکو حضرت شیخ حافظ محمد محسن سے اور انکو حضرت سیف الدینؒ سے اور ان کو حضرت خواجہ محمد معصوم سے اور انکو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سے اور انکو حضرت شیخ عبد الاحدؒ اپنے والد ماجد سے اور ان کو حضرت شیخ رکن الدین سے اور ان کو حضرت شیخ قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ سے اور ان کو حضرت شیخ درویش محمد سے اور ان کو حضرت شاہ بڈھن بہرائچی سے اور انکو حضرت شاہ اجمل بہرائچی سے اور ان کو حضرت شاہ سید بدیع الدین قطب مدار سے رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اصل یہ ہے کہ ایک ولی اللہ کے ناراض کرنے سے اگرچہ وہ نہ چاہتے ہوں کہ کسی کو تکلیف پہنچے۔ مگر خداوند جل وعلا کے جلال کا ظہور ہو کر تکلیف دینے والوں کو سزا ضرور مل جاتی ہے یہاں تک کہ جو ایسے لوگوں کی مدد کریں وہ بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بقول شخصے

پروانہ ازاں سوخت کہ با شمع در افتاد ۔۔۔ با سوختگاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

بڑی ضرورت ہے کہ اولیاء اللہ کے ساتھ با ادب رہنا چاہیے چونکہ ولایت کے مرتبہ کا علم سوائے صاحب نسبت والوں کے اور کوئی ادراک نہیں کر سکتا اسی وجہ سے شریعت نے حکم دیدیا ہے کہ لوگوں سے اچھی طرح نرمی سے بات چیت کرنی چاہیے کسی کو ناراض نہ کرنا چاہیے ممکن ہے کہ جس کو ہم تکلیف دیتے ہوں خداوندی دربار میں

اسکا مرتبہ بلند ہو۔ مجھے اسوقت اعلیٰحضرت شاہ غلام علی صاحب کا ایک واقعہ یاد آگیا وہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں حضرت شاہ صاحب نے جب دہلی میں خانقاہ شریف وسیع کرنیکا ارادہ فرمایا ہے تو قریب میں ایک سماۃ کا گھر تھا۔ آپ نے اس سے درخواست کی کہ ہم تم کو دونی قیمت دیں گے اس مکان کو فروخت کر دو چونکہ وہ دوسرے خیال کی عورت تھی اس نے کہا کہ تم اگر چوگنی قیمت بھی دوگے جب بھی نہیں فروخت کرونگی۔ اتفاقاً آمنے سامنے اگر یہ گفتگو کی اور ساتھ میں الفاظ بے ادبی کے کہے۔ آپ نے ایک مرید کو اشارہ کیا کہ اسکے ایک چپت ماردے مرید نے اس کے بوڑھے ہونیکے خیال سے توقف کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑبڑاتی ہوئی باہر جانے لگی جب ہی دروازے سے نیچے قدم رکھا ہے ٹھوکر لگی اور مرگئی۔ آپ نے مرید کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس نے مجھ کو بلا وجہ برا بھلا کہا تھا میرے دل کو تکلیف دی تھی اسی وقت میں نے دیکھا کہ آثار غضب الٰہی ہونے لگے اگر تو بدلے لیتا اور اسکے تھپڑ مار دیتا تو غضب الٰہی منع ہو جاتا آخر اسکا یہی نتیجہ ہوا جو ہونا تھا یہی کیفیت نادر شاہ کی گستاخی کی ہوئی اس واقعہ کے بعد حضرت شاہ مدار جونپور تشریف لے گئے۔ سلطان ابراہیم شرقی نے آپ کا استقبال نہایت شان و شوکت سے کیا اور بکمال ادب حاضر خدمت ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوا اور ارکین سلطنت بھی سلسلہ میں داخل ہوئے چونکہ کالپی کا واقعہ مشہور ہو گیا تھا۔ تمام لوگوں پر اسکا اثر تھا۔

قاضی شہاب الدین ملک العلماء کی حضرت شاہ مدار صاحب سے مخالفت اور پھر بیعت

قاضی شہاب الدین ملک العلماء نے جو حضرت شاہ مدار صاحب کی مقبولیت عامہ دیکھی تو رشک و حسد نے ان کے دل پر پورا پورا اثر کرلیا۔ جب ان کو موقع ملتا سلطان ابراہیم شرقی سے حضرت شاہ مدار صاحب کچھ نہ کچھ شکایت کر دیتے مگر سلطان کے دل پر حضرت شاہ مدار صاحب کی عقیدت کا بہت کچھ اثر تھا ملک العلماء کی بات کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا ادھر حضرت شاہ مدار صاحب سے روزانہ کرامتیں بکثرت ظاہر ہوتی رہتی تھیں ملک العلماء کو سوائے شرمندگی کچھ حاصل نہ ہوتا تھا۔

آخر انہوں نے حضرت شاہ مدار صاحبؒ کی خدمت میں دو سوال لکھ کر بھیجے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ ذرا بھی اگر کوئی بات خلاف ان کے قلم سے نکل جائے گی تو شکایت کا اچھا موقعہ ہاتھ لگے گا۔ مگر حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے محققانہ جواب جو ملا ہے تو دیکھتے ہی حاضر دربار مداری ہوکر تائب ہوئے اور سلسلہ میں داخل ہو گئے حضرت شاہ مدار صاحب نے جو جواب دیا ہے اس سے ان سوالوں کا حال بھی معلوم ہو جائے گا

جواب مکتوب سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ

ھوالموجود

برادرم قاضی شہاب الدین ابن شمس عمر دولت آبادی کو معلوم ہو کہ مکتوب آں برادر نبیرہ سید المرسلین سید طاہر دام سیادتہ ونظافتہ اس درویش بے خویش کو پہنچا۔ آپ کے خط میں ایسا دیکھا گیا کہ لوگوں سے سنا جاتا ہے کہ مخصوص ملاقات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بے واسطہ حجب ظاہر آپکو میسر آئی۔ یہ امر نہایت عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے اور کوئی شخص اس بند دروازے کو نہیں کھولتا۔ کہ کیوں کر ہوئی۔

دوسرے یہ کہ العلماء ورثۃ الانبیاء سے مراد یہ ہی علم ہے جو ہم نے حاصل کیا یا کوئی اور علم مقصد ہے۔ ان دونوں لطیفوں کا جواب حل فرما کر مطمئن فرمایئے۔

الجواب بالصواب۔ اے برادر عوام کو حضرت الوہیت کے خواص و اسرار کا جاننا بہت مشکل ہے آگاہ ہو کے وہ لوگ خانقاہِ عدم کے گوشہ نشین اور نفخت فیہ من روحی کے وسیع میدان کے شہسوار ہیں اور لوگوں کو انکے اسرار و امور مخفیہ میں کچھ دخل نہیں۔

چونکہ حضرت الوہیت کے لم یزلی بارگاہِ قدس میں قرب و اختصار کی خلعتِ فاخرہ اور عطیۂ عظمیٰ سے سرفراز ہیں اور اپنے حدوث فنا سے بیگانہ ہیں جبرئیل علیہ السلام کو اپنی رکابداری میں نہیں لیتے اور نہ میکائیل علیہ السلام کو اپنی غاشیہ برداری میں کرتے ایک قدم میں دونوں عالم سے نکل جاتے ہیں اور صحرائے الوہیت و عالم لامکانی میں جو ایک نامحدود و غیر متناہی ہے جولانگری کرتے ہیں خداوند قدوس کی بارگاہ میں شب و روز بسر کرتے ہیں۔ اور یمحوا مایشاء ویثبت پڑھ کر بے نام و نشان جمیع مخلوقات سے بیگانہ رہتے ہیں۔

حق سبحانہٗ تعالیٰ اس قوم کی عزت کو لوگوں سے محفوظ و مامون رکھتا ہے مگر جس کو چاہے ان مقالید السموات والارض اسی کے واسطے خاص ہے یہ درویش بے خویش در ہائے بستہ کو کھول رہا ہے اور مامور بامر اللہ ہے اور غالب علیٰ امرہٖ پیش آتا ہے اور اپنے آپ کو کسوتِ بشریت اور شکل انسانی میں اسوجہ سے دکھلاتا ہے کہ اسکا حکم ہے اور تم نے اے برادر سنا ہوگا کہ حضرت سید حیدر الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اپنی ولادت سے کم و بیش دو سو سال قبل ہی حق سبحانہٗ تعالیٰ کے حکم سے متمثل ہو کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو شیر کے سامنے رہائی دلائی تھی۔ پس مقربان بارگاہ الوہیت کو اس وجود

عنصری کے بعد ہر وقت میں تصرف رہتا ہے وہ کبھی تو لباس عنصری پہنتے ہیں اور کبھی وجود مثالی اختیار کر لیتے ہیں ان میں سے بعض حضرات موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے مناجات کے وقت موجود تھے۔ اور جب پوشیدہ باتیں خداوند عالم نے شب معراج میں قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر حضرت رسالتمآب فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائی تھیں اسوقت بھی وہ لوگ سن رہے تھے اور اصحابِ صفہ کے درویشوں اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مصافحہ کرتے تھے اور حیات و ممات میں انکے ساتھ اور اب بھی ہیں اور وہ کل کو پا چکے ہیں جز کی کیا حقیقت اب آپ پر اس سوال کا جواب کما حقہ واضح ہو گیا تو دوسرا سوال آپکا یہ ہے العلماء ورثۃ الانبیاء سے کون اور کس علم کے علماء مراد ہیں۔ واضح ہو کہ حضرت مردان حق اور بادہ کشان میخانۂ مطلق باریافتگانِ حرم و شیفتگان پرتوِ جمالِ بے مثال معشوقِ حقیقی قبل اسکے کہ بفحوائے منطوق لازم الوثوق حضرت سبحانہ تعالیٰ یخرج من بین الصلب والترائب عدم کے نہال خانہ سے منزل وجود تک پہنچتے ہیں اول میں روز میثاق کو ہے جلیل الجبار ایزد لایزال کی طرف سے بلا حرف و صوت صدائے الست بربکم سنتے تھے اور ہنوز اس کی یاد ان کے سینۂ عرفان سے محو نہیں ہوئی ہے بلکہ وہی حالت اس وقت تک ان پر طاری ہے انکے مکان میں نہ ماضی ہے نہ مستقبل جو کچھ ازل و ابد کی کتاب میں موجود ہے ان کے اذہان صافیہ پر کالشمس فی نصف النہار روشن و ہویدا ہے یہ میراث انبیاء علیہم السلام ہے اور مواہب الٰہیہ اور اسرار باطنیہ ہے تحصیل اور اکتساب سے نہیں ملتی۔ اور موافق ان من العلم المکنون لا یعلمہا الا اللہ والعلماء باللہ جمیع مخلوقات کی طرف سے مخفی و محتجب ہے یہ حضرات جو کچھ روح محفوظ و مکنون ہے معائنہ و مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کی نظر کے سامنے ہے اور اس سے

واقف و مطلع ہیں ازل سے لیکر بہشت دوزخ میں داخل ہونے تک جو کچھ ہوا ہے یا آئندہ ہونیوالا ہے از ماہ تا بماہ ہی جانتے ہیں اور کل اور پرسوں کے حالات سے واقف ہیں جیسا کہ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون اہل جنت واہل دوزخ کے ظہور کے واسطے ان کے محبت کرنیوالے کو باہم مجتمع نکالو اور آج مخلصوں سے مجرموں کو علیٰحدہ کردو تاکہ سعید و شقی پہنچائے جائیں۔ یہ حضرات عالم خدا یگانی پر محیط اور العلماء ورثۃ الانبیاء کے لقب سے ملقب ہوئے کیوں کہ وہی لوگ ذرا سے علم پر مغرور اور ذرا سے زہد و تقویٰ سے مسرور اور ادنیٰ سے شکر پر مشکور ہو جاتے ہیں۔ اس کا کیا علاج عموماً زمانے کا یہی حال ہے۔

اور جو علم آں عزیز نے تحصیل کیا ہے اس کے وسیلہ سے اس سرِ مخفی اور رازِ پوشیدہ تک پہنچنا ممکن نہیں کیوں کہ اس سرِ خفی کے معنی اور اس کا بیان دراز ہے اور یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ علماء ظاہریہ اقوال و حقائق کے سننے کی طاقت نہیں رکھتے اسی وجہ سے بالکل جدا کر دیا علاوہ بریں بعض اولیاء مستہلک اس راہ صعب گذار کے معرض قتل میں آگئے اور اپنے مقصود و مطلوب تک نہیں پہنچے کیوں کہ مقام العلماء ورثۃ الانبیاء پر نہ تھے علم کے انواع میں سے اگر سب کو بیان کیا جائے تو دفتر ہو جاوے۔ مقصود تمام عالم سے باری تعالیٰ اعز اسمہ ہے۔

بعض علماء ظاہر نے یہ جب خوب سمجھ لیا کہ یہ علم بغیر دستگیری مرشد کامل حاصل نہیں ہو سکتا اور بغیر صفائی باطن یہ دروازہ ہرگز نہیں کھل سکتا اور اپنی استعداد و قابلیت سلوک صوفیہ واہل صفا نہ پائی یا علوم ظاہریہ کے تحصیل میں مشغول ہو گئے اور عمر آخرت ول میں لے گئے آخر کار اس علم کو حجاب الاکبر پایا۔ العلماء ورثۃ الانبیاء کے یہی معنی ہیں اور جو علم آپ نے حاصل کیا کسبی ہے جو محنت شاقہ و جد و جہد بیشمار سے حاصل کیا

ہوا ہے۔ ورثۃ الانبیاء جو وہبی ہے نہ محنت ہے نہ مشقت اگرچہ اہل علوم ظاہریہ کے نظر میں رنج و مشقت معلوم ہوتی ہے مگر فی الحقیقت یہ انفضال و مواہب الٰہیہ اور الطاف ربانیہ اور حکم لامتناہی ہے جنکو یہ مقام حاصل ہوا ہے اسکے واسطے از بالائے عرش تا زیر زمین سب اسکے زیر قدم ہے بارگاہ الوہیت تبارک و تعالیٰ سے بہ جنت بخشی اور دوزخ آشامی پر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ پشت پدر و رحم مادر سے با میراث آئے ہیں اور قول سبحانہ تعالیٰ وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ہؤلاء ان کنتم صادقین کے مصداق اور مستحق وہی مرادان بارگاہ ایزد لم یزلی ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں درویشوں کی ایک جماعت تھی جو اصحاب صفہ کے لقب سے ملقب تھے جب سلطان لولاک لما خلقت الافلاک اظہرت الربوبیت سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس کا مرتبہ و مقام اور منزل اللہ پاک کے نزدیک بلند دیکھا تو ان مسکینوں کی جانب متوجہ ہوئے اور جناب الٰہی میں دعا فرمائی اللّٰھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مساکین کیساتھ خدا تعالیٰ سے شرکت کی درخواست فرمائی اس نکتہ کو سمجھا جو سمجھا۔

ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی اس مکتوب کو پڑھ کر بیحد متحیر اور نادم ہوئے لیکن غرور سرکاری کو یکبارگی ذہن سے دور نہ کر سکے اسلئے انہوں نے چاہا کہ حضرت سیدی قطب المداری رضی اللہ عنہ کو گھر پہ بلا کر سعادت و ملازمت سے مستفیض ہوں اور اپنی تقصیرات کی معافی چاہیں چنانچہ یہ شعر لکھ بھیجا ؎

اے نظر آفتاب پیچ زماں دارت   کیں در و دیوار ما از تو منور شعور

چونکہ حضور والا جاہ رضی اللہ عنہ مکاشف عالم صورت و معنی تھے۔ قاضی صاحب کی نیت

کاحال آپ پر روشن ہو گیا اور یہ شعر آپ نے جواب میں تحریر فرمایا ؎ پرتوِ خورشید عشق بر ہمہ ناہد ولے۔ ؎ سنگ بیک نوے نیست تا ہمہ گوہر شود۔ اسکے بعد قاضی صاحب موصوف گھبرا کر حضرت میر اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقت معاملہ سے مطلع کیا حضرت میر صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سید قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ کے کمالات صوری و معنوی تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے اور قرار واقعی کے طور پر خاطر نشین کر کے آگاہ فرمایا اور فرمایا تمھارے واسطے اسمیں فلاح ہے۔ کہ بلا توقف نیاز مندی و اخلاص کیساتھ حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر تقصیرات کرو۔ اور جب حضرت والا کو یہ معلوم ہو گا کہ تم اس حقیر اشرف سمنانی کے پاس آئے ہو تو توجہ و مہربانی فرمائیں گے چنانچہ ملک العلماء موصوف نے اپنے ظاہر و باطن کو حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ خاص سے درست کیا تو حاضری کیلئے بے چین ہوئے اور بیقراری و بیتابی کیساتھ حضور اقدس سید بدیع الدین احمد قطب المدار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقصیرات گذشتہ کی معافی چاہی اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ حضور اقدس رضی اللہ عنہ نے نہایت محبت و شفقت سے خوش وقت فرمایا اور سلسلہ پاک کی نسبتوں و برکتوں سے سرفراز فرمایا اجازت و خلافت سے نوازا۔ حضور قطب المدار رضی اللہ عنہ جب جونپوری تشریف لیگئے تو وہاں قاضی صاحب کی ابتدائی حالت پر تبصرے تھے آپ کی تشریف آوری پر لوگ خوش تھے اور جوق در جوق گروہ در گروہ لوگ جمع ہو رہے آپ نے اللہ عز و جل کی طرف رجوع فرمایا اور حکم فرمایا تنہائی اختیار کرنے کو جلوت سے عزم انفرادیت کو خلوت میں ادسیع فرمادیئے لوازمات قیام و سجود کیلئے اور دن میں روزہ رکھتے میدان شہودیت

میں ہمت کرتے ہیں پھر جب ان مجاہدات سے غفلت دور ہوئی تو شرارتوں سے محفوظ ہو گئے اور پھر آپ کے روئے مبارک کی تابنا کی کو دیکھ کر بیہوش ہو کر سجدے میں گر جاتے اور آپ کی غلامی کے گیت گاتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھے اور کامیاب ہو گئے حضرت ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے غیر اللہ کے سامنے سجدہ کی طرح گرنے پر فتویٰ دیا اور تکفیر کی اسکی جو گرا قطب المدار کیسامنے جب قاضی موصوف حضرت کے حضور حاضر ہوئے روئے انور پر نگاہ پڑی تو آپنے حواس کھو دیئے اور بیہوش ہو کر گر گئے جب ہوش آیا تو کہا یا نور الانوار میں اپنی غلطیوں پر توبہ کرتا ہوں اور معافی کا خواہشگار ہوں

حضرت شاہ مدار صاحب کنتور میں

حضرت شاہ مدار صاحب جب کنتور میں پہونچے ہیں یہاں بھی بکثرت رجوعات ہوئی جناب قاضی محمود صاحب جو بڑے عالم متبحر تھے۔ سلسلہ میں داخل ہوئے اسکے بعد آپ گھاٹم پور تشریف لے گئے۔

حضرت شاہ مدار صاحب گھاٹم پور میں

یہاں بھی آپ نے اپنے دستور کے مطابق نور محمدی سے لوگوں کے دلوں کو منور کرتے رہے اس زمانہ میں یہاں کا جو راجہ تھا وہ لاولد تھا اس نے حضرت شاہ مدار صاحب سے دعا کی درخواست کی آپنے اس کے حق میں دعا کی خدا کے فضل سے وہ صاحب اولاد ہوا اور شرف اسلام سے مشرف ہوا اب تک اسکی نسل قصبہ مذکور میں باقی ہے اسیطرح آپ جا بجا اسلام کو پھیلاتے ہوئے سورت تشریف فرما ہوئے۔

حضرت شاہ مدار صاحب سورت میں

جب آپ سورت میں پہونچے ہیں چہار اطراف سے لوگ آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہونے لگے۔ راستہ میں ایک نابینا بیٹھا ہوا تھا سوال کیا کرتا تھا۔ آپ کو اس کی حالت

دیکھ کر رحم آیا اور آپ نے اسی وقت وضو کر کے وضو کا پانی تو اسکی آنکھ میں لگایا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا آپکی وہ دعا بارگاہ خداوندی میں فوراً مقبول ہوئی اور وہ اندھا سانکا ہوگیا. لایرد القضاۃ الا الدعا کا پورا پورا ظہور ہوگیا. سورت میں آپ ایک عرصہ تک اسلام کی اشاعت کرتے رہے. اسی حالت میں آپ کو دربارِ نبوی میں حاضر ہونیکا شوق دامنگیر ہوا. اور آپ زیارت حرمین شریفین کے لئے چلدیئے.

حضرت شاہ مدار صاحبؒ کا آخری حج

حضرت شاہ مدار صاحب ارکان حج ادا کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوئے ہیں اسکی بار جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص عنایتیں ہوئی ہیں. قلم میں طاقت نہیں کہ ان کی کیفیت بیان کر سکے حضرت شاہ مدار صاحب اسکے ضمنیت کبریٰ سے سرفراز ہوئے اگرچہ اویسیت کے طریقے سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہم حضور نے از سرتاپا انوار محمدی سے کر دیا آخری حسب الحکم سابق ہندوستان میں مراجعت فرمائی اور زمین مکنپور میں قیام فرمایا آپ کے تشریف لانیکے بعد وہ تالاب جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے خشک ہوگیا آپ کے رفقا نے اسی مقام پر آپ کے لئے ایک مکان بنا دیا بس آپ کا یہاں قیام کرنا تھا اور آبادی کا شروع ہونا تھا یہ سچ ہے.

اولیاء ہر کجا مسکن بود ؎ گر ہمہ دشت است گلشن می شود

ایک روز حضرت قطب المدار صاحبؒ نے اپنے خادم محمد یٰسین سے پانی وضو کیلئے طلب کیا انہوں نے بہت کوشش کی مگر پانی دستیاب نہوا یکایک ایک طرف ایک چشمہ نظر آیا جو ابتک ایسن کے نام سے مشہور ہے. یہ بھی ایک تصرف حضرت شاہ مدار صاحبؒ کا تھا جسوقت سے حضرت شاہ مدار صاحب نے مکنپور میں قیام فرمایا تھا چہار اطراف سے جوق در جوق

لوگ آتے تھے اور فیضیاب ہوتے تھے قاضی مطہر صاحب بھی آئے مگر انکی غرض حضرت سے مباحثہ کرنا تھا وہ مباحثہ کیا ہوا خود گرفتار ہو گئے اور بیعت کر لی. سلطان ابراہیم شرقی نے حضرت قطب المدار صاحب کی خدمت میں اشتیاق حاضری دربار کی ایک عرضی بھیجی اور یہ ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو حاضر ہوں آپ نے منع فرمایا کہ تمہارا یہاں آنا ٹھیک نہیں میں خود آتا ہوں آپ کی غرض اس سفر سے ہدایت عام تھی. کیوں کہ آپ کہیں جب تشریف لیجاتے تھے علاوہ خادموں کی تربیت کے اشاعت اسلام ہوتی تھی اور دیگر فوائد چنانچہ آپنے اپنی جگہ سید ابو تراب خنجر منصور کو مقرر فرمایا. راستہ میں جب آپ رونق بخش لکھنؤ ہوئے ہیں اس وقت یہاں کے صاحب ولایت حضرت شاہ مینا صاحب تھے جو ابتداہی سے آپ کے منظور نظر تھے. یہاں جب آپ تشریف لائے اور حاجتمندوں کا ہجوم ہوا تو آپنے حضرت قاضی شہاب الدین کے ہاتھ اپنی جانماز بھیجی اور ساتھ میں اپنی باطنی نعمت بھی اور ارشاد فرمایا کہ جسقدر حاجتمند آئے ہیں سب حضرت شاہ میناشاہ کی خدمت میں جائیں حضرت قاضی شہاب الدین جسوقت حضرت شاہ مینا صاحب کے پاس گئے ہیں انہوں نے فوراً حضرت سے جانماز کو سر پر رکھ کر سب حاجتمندوں کے لئے دعا کی خدا کے فضل سے سب کی حاجتیں پوری ہوئیں حضرت شاہ مدار صاحب علیہ الرحمۃ کی توجہ حضرت شاہ مینا صاحب کی طرف ولادت کے زمانہ سے ہی تھی چنانچہ ۲۹ رمضان شریف کو ابر بہت تھا یہ شبہ ہوا کہ کل روزہ رکھیں یا نہیں آپ نے فرمایا توقف کرو صبح ہوتے ہی ایک بڑھیا آئی اور کہنے لگی عجیب بات ہے کہ آج ۳۰ رمضان کو ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ گھٹی دودھ وغیرہ نہیں پیتا آپ نے فرمایا اندیشہ مت کرو ماہ صیام کے ختم پر دودھ پینے لگا اور فرمایا یہ لڑکا صاحب ولایت ہوگا. چنانچہ ایسا ہی ہوا. غرضیکہ حضرت شاہ مدار صاحب نے

جب جونپور کے قریب پہونچے ہیں تو سلطان ابراہیم اور دیگر عمائد شہر نے آپکا استقبال نہایت اعزاز و احترام سے کیا بہت لوگ آپ سے مستفیض ہوئے چند سال آپ جونپور میں مقیم رہے یہاں تک کہ لوگوں کو شبہ ہونے لگا کہ غالباً مزار بھی حضرت کا یہیں بنے گا کہ یکایک آپ کا ارادہ مکنپور کا ہو گیا بہتیرا لوگوں نے عرض کیا مگر آپ نے منظور نہ فرمایا آپ کی جدائی کے صدمہ سے لوگ آہ و واویلا کرتے ہوئے آپ کو رخصت کر رہے تھے غرض آپ مکنپور پہنچے اور خلق اللہ کے فیض پہونچانے میں مشغول ہوئے ہزارہا آدمی آتے جاتے رہتے تھے مکن پور کے جنگل میں شہروں کا سا لطف ہو گیا تھا۔

سید ابو محمد ارغوان کا نکاح

ایک روز حضرت سید ابو محمد ارغوان سے کسی نے نکاح کے بارے میں کہا انھوں نے انکار کیا چنانچہ اس کا حال حضرت شاہ مدار صاحب کو بھی معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اے فرزند تمھارا اور تمھارے بھائیوں کا نکاح ہوگا اور اولاد کا سلسلہ چلے گا اس سے انکار نہ کرنا چاہیئے۔ غرض وہ خاموش ہو گئے جب نکاح کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اے فرزند ولادت دو قسم کی ہوتی ہے ایک راہ صلبی دوسری روحانی صلبی تو ماں باپ سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا تعلق عام خلق سے ہے جو کوئی آتا ہے اس لباس ظاہری کو پہنے ہوئے آتا ہے ایک روز اس کو ترک کرنا ہوگا اور دوسری ولادت روحانی ہوتی ہے جو میرا اور تمھارا تعلق ہے یہ قیامت تک قائم رہے گا اس کو فنا نہیں ہے میں نے تم کو اپنا جانشین کیا ظاہری تعلق بھی تمھارے ساتھ یہ ہے کہ تم میرے بھائی کی اولاد ہو اور بھائی کی اولاد بھائی کی طرف منسوب ہوا کرتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں آیا ہے وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اور ظاہر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملتا ہے

چوں کہ حضرت اسحٰق حضرت اسمٰعیل کے بھائی تھے ان کو بھی باپ کہا گیا ہے حضرت اسمٰعیل کی اولاد بھی حضرت اسحٰق کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تم بھی میری اولاد ہو شریعت و طریقت میں تم میرے جانشین ہو۔ غرض قصبہ جتھرا میں سادات کے گھرانے میں ایک بیوی کیساتھ ان کا عقد کیا گیا خدا نے ان کی اولاد میں وہ برکت عطا فرمائی ہے کہ اب تک انکے نسب کا سلسلہ قائم ہے مکن پور میں آباد ہیں بڑے بڑے اولیاء ان کی اولاد میں ہوئے اور ایسے ترک و تجرید میں رہے کہ مکان تک نہ بنایا۔ امراء سلاطین نے بہتیرا چاہا کہ اچھے اچھے مکانات تعمیر کرا دیں مگر ان بزرگواروں نے اس کو پسند نہ کیا ورنہ آج مکنپور کی حالت بھی فتحپور سیکری وغیرہ جیسی ہو جاتی بارہ موضع سلطنت مغلیہ کی طرف سے مقرر ہو گئے تھے وہ بھی سرکار انگلشیہ نے ضبط کر لئے اصل یہ ہے کہ ان سادات نے اس کو پسند ہی نہ کیا ان لوگوں نے اپنی اولاد اور خلفاء کو خاص طور پر وصیت کی تھی کہ امراء و سلاطین کی مجلس سے پرہیز رکھیں چنانچہ بہت سے بزرگ اس خاندان کے ترک و تجرید میں بسر کر کے چلدیئے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ حضرت شاہ مدار صاحب نے جسقدر ہندوستان میں اپنی روحانی قوت سے اسلام کے پھیلانے میں حصہ لیا ہے۔ ایسے بزرگ بہت کم ہیں جیسا حضرت سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے بکثرت قوم ہنود میں اسلام پھیلایا اسی طرح حضرت قطب مدار صاحبؒ نے اس کثرت سے کام کیا کہ باید و شاید۔ مشتے نمونہ از خروارے پل رائے کا قصہ تحریر کیا جاتا ہے۔

قصہ پل رائے

ایک موضع گرد امو قنوج کے متصل وہاں ایک شخص پل رائے رہتا تھا وہ لاولد تھا چنانچہ جب حضرت شاہ مدار صاحبؒ کا شہرہ ہوا تو وہ مع اپنی زوجہ کے حاضر مکنپور ہوا آپ نے اسکے حق میں دعا کی اسکے بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اگرائے رکھا گیا دیگر ولادت عجیب

طرز سے ہوئی بالکل ایک مضغہ گوشت کی مانند پیدا ہوا وہ اسکو اٹھا کر لئے ہوئے حضرت کی خدمت میں آئے آپنے اس کو بغور دیکھا اپنے باطنی قوت سے اس کے نقایص کو دور کر دیا جسکے اثر سے وہ رونے لگا اور اس کے ہاتھ پیر وغیرہ ظاہر ہو گئے پھر وہ پلا اور بڑھا اسکی نسل ابتک باقی ہے چنانچہ ہندی کی کبت اس کے بارہ میں مشہور چلی جاتی ہے وہ یہ ہے۔

پل کوتار لیو رجھن مان لتھر استھر اکر آپ دکھائیو   بی بی بھورکو ڈھانک لیو اور رانی مامل کو بیٹر دیایو

اندھرن آنکھیں کوڑھن کایا زدھن سکھ سنپت پایو   کھجتگار کے طالع برٹے دو جگ مان شاہ مدار کہایو

یہ شعر قصہ طلب ہے بی بی بھورا ایک مجذوبہ تھیں برہنہ رہتی تھیں لوگ دریافت کرتے کہ آپ برہنہ کیوں رہتی ہیں تو فرمایا کرتی تھیں کوئی مرد ہی نہیں ہے جس سے پردہ کروں چنانچہ حضرت شاہ مدار صاحب کے تشریف لانیکی خبر سن کر کپڑے پہن لئے۔ رانی مامل ایک عقیمہ تھی وہ حضرت شاہ مدار صاحب کی دعا کی برکت سے صاحب اولاد ہوئی تھی یہ تھے تصرفات حضرت شاہ مدار صاحب کے کہ اس طریقہ سے قوم ہنود کے دلوں میں اسلام کی وقعت پیدا کی اور انکو راہ راست پر لائے۔ چنانچہ اس واقعہ کو دیکھ کر پل رائے معہ اپنی بیوی کے مسلمان ہو گیا۔ آپکی دعا سے الرائے اس کا بیٹا بڑا شاعر ہوا اور ہمیشہ حضرت شاہ مدار صاحب کی تعریف میں شعر کہا کرتا تھا۔ اس کی اولاد بارہ پشت صرف ایک ایک ہی ہوتی رہی اسکے بعد مداری رائے جو پیدا ہوا اسکے اولاد ایک مدت تک نہیں ہوئی۔ آخر اس نے حضرت شاہ مدار صاحب کے آستانہ پر جا کر عرض کیا کے حضور کی دعا کے بموجب بارہ پشت تک سلسلہ نسب چلا اب کیا میں لاولد ہی جاؤں گا خدا کی شان تھوڑے عرصہ کے بعد اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حشمت رائے رکھا گیا پھر اسکے اور دوسرا لڑکا ہوا جس کا نام حرمت رکھا گیا یہ لوگ ابتک موجود ہیں

اور اہل اسلام کے طریقے پر زندگی بسر کرتے ہیں۔

حضرت شاہ مدار صاحب کے تصرفات جس طرح آپ کی حیات میں تھے بعد وصال کے بھی اسی طرح ساری و جاری ہیں۔ لاکھوں دلوں سے آپنے حجاب غفلت کو دور کیا اور بہت نجا شرک سے پاک۔ سچ ہے العلماء ورثۃ الانبیاء یعنی علماء وارث انبیاء ہوتے ہیں۔ ایسے عالم ظاہر و باطن کے انبیاء کی جانشینی کے لائق ہوتے ہیں اور انکے کام پورا کرتے ہیں۔

حضرت شاہ مدار صاحب کا وصال

حضرت شاہ مدار صاحب نے وصال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ سید محمد ارغون سید ابو تراب فنصور سید ابو الحسن طیفور کو میں نے اپنا جانشین کیا اسکے بعد جسقدر خدام اور خلفاء موجود تھے سب کو اپنی نسبت سے مالا مال فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ان تینوں کو بجائے میرے تصور کرنا اور جو کوئی مشکل پیش آئے تو ان کی طرف رجوع کرنا۔ باقی میری روح جسطرح اب تم لوگوں کی باطنی پرورش کرتی ہے انشاء اللہ وصال کے بعد بھی اسی طرح کرتی رہیگی اسکے بعد آپنے فرمایا کہ میرے جنازہ کی نماز مولانا حسام الدین سلامتی پڑھینگے یہ اسوقت موجود نہ تھے۔ جونپور میں تھے کہ یکایک ان کو حضرت کے وصال کا حال معلوم ہوا اور وہ وہاں سے چلدیئے۔ یہاں حضرت شاہ مدار صاحب نے حجرہ کا دروازہ بند کر لیا مولانا حسام الدین جسوقت حاضر مکنپور ہوئے ہیں دیکھا کہ دروازہ حجرہ کا بند ہے انہوں نے دستک دی دروازہ کھل گیا دیکھا تو حضرت شاہ مدار صاحب نہلائے اور کفنائے ہوئے موجود ہیں معلوم ہوا کہ یہ کام مردان غیب کا تھا اس کے بعد تمام خدام نے اور چہار اطراف سے جو لوگ حضرت کے وصال کی خبر سن کر آئے تھے جنازہ اٹھایا مولانا حسام الدین سلامتی صاحب نے نماز پڑھائی اور اسکے بعد وہ جسد اطہر کہ جو تمام عمر اسلام کی خدمت میں ہر پہلو سے کوشاں رہا تھا

جسپر مکھی نہیں بیٹھتی تھی جسکا کپڑا میلا پرانا نہیں ہوتا تھا جو بالکل نور کا پتلا ہو گیا تھا دفن کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔

یہ واقعہ ۱۷ جمادی الاول ۸۳۸ھ کو ہوا۔ ساکنِ بہشت مادہ تاریخ وصال ہے۔

حضرت قطب الاقطاب قطب مدار رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی نسبت و تصرفات اور ملفوظات

حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو روحانیت پاک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص فیض پہونچا تھا۔ آپ اویسی ہیں جسطرح حضرت ابو القاسم کرگانی رح حضرت ابو الحسن خرقانی رح حضرت بایزید بسطامی رح حضرت خواجہ حافظ شیرازی رح شیخ نظام الدین گنجوی وغیرہم اور ان سب سے بڑھ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان حضرات سے بیواسطہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پہونچا اسی طرح حضرت قطب مدار صاحب بے واسطہ حضور سرور عالم سے منور ہوئے ہیں۔ میر سید اشرف جہانگیر لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں کہ شیخ بدیع الدین المقلب شاہ مدار رح اویسی تھے۔ مقام عالی رکھتے تھے۔ اور علم ہیمیا و سیمیا۔ کیمیا کے عالم تھے۔ سفر حج میں مجھ کو آپکی صحبت میسر آئی تھی۔ **لطیفہ:۔** شیخ زاہدی نے ایک شعر حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجا جسکا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے مکان پر حضرت کو بلانا چاہتے تھے۔ وہ شعر یہ ہے

اے نظرت آفتاب ہیچ زیاں وارد ت ؎ کیں در و دیوار ما ز تو منور شود

حضرت شاہ مدار صاحب نے اسکے جواب میں یہ شعر لکھ کر بھیجدیا ؎

پرتو خورشید عشق بر ہمہ تابد ولیک ؎ سنگ بیک نوع نیست کان ہمہ گوہر شود

ایک روز آپکی محفل میں عشق کا تذکرہ آیا۔ آپنے غلبہ عشق الٰہی میں یہ شعر پڑھا ؎

بنیاد کردہٗ کہ کنی خانہا خراب ؎ اے خانماں خراب چہ بنیاد کردہٗ

ایک روز کسی شخص نے دریافت کیا کہ انسان بزرگ ہے یا کعبہ، فرمایا کہ آدمی پر ذات کا پرتو ہے اور کعبہ پر صفات کا پھر شعر پڑھا ؎

حاجی کہ بہ حج و سامی گردو ؎ ہر چند ثواب استخطامی گردو
ما گر دولے کعبہ خودی گردم ؎ کان کعبہ طواف دل ما می گردو

ایک روز مخدومی شیخ ابو الفتح نے حضرت شاہ مدار صاحب کیخدمت میں عرض کیا کہ اس دنیا کے کارخانہ کی حقیقت نہ معلوم ہوئی کہ عدم سے وجود میں آیا اور پھر وجود سے عدم میں چلا جائیگا آخر اس سے کیا نتیجہ حضرت نے قدرے سکوت کے بعد فرمایا۔

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش ؎ حسن این قصہ عشق است در دفتر نمی گنجد

ایک روز مکتوبات شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ آپکے جلسہ میں پڑھے جاتے تھے آخر جب اس مقام پر پہنچے ہیں کہ عالم کی دو قسمیں ہیں۔ فرمایا کتاب ہند کر وحدت نقطہ سے زیادہ نہیں ہے کیا کسی شخص نے کہا ہے ؎

گفتم بجرم صاحب ایں خانہ کدام است ؎ آہستہ بمن گفت کہ بیگانہ کدام است

ایک روز آپ کی زبان مبارک پر یہ رباعی تھی۔

اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید ؎ معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید
آنانکہ طلب گار خدائند خدائند ؎ حاجت بطلب نیست شمائید شمائید

شیخ محمد حضرت شاہ مدار صاحب کے مرید ہیں انہوں نے عرض کیا کہ قلندر کسکو کہتے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا قلندر وہ ہوتا ہے جو صفات الٰہی کیساتھ متصف بعنوائے حدیث پاک واتصفوا بصفات اللہ یا تخلقوا باخلاق اللہ اوکما قال یعنی خدا کی عادات

اور صفات کے ساتھ تمکو اپنی عادات کرنی چاہیئے ایک روز شیخ فرید نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کچھ پڑھوں حضرت شاہ مدار صاحب نے فرمایا دل کی حفاظت کرو شاہ بدھن نے عرض کیا کہ موحد کسے کہتے ہیں آپنے فرمایا موحد و واحد یکے است۔ اسی وقت کسی شخص نے دریافت کیا کہ سالک کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ سالک وہ ہوتا ہے کہ چاہتا ہے آسمان پر چلا جائے مطلب یہ ہے کہ وہ ہر وقت قرب خداوندی کی جستجو میں رہتا ہے کسی شخص نے دریافت کیا کہ منصور کس مقام میں قتل کئے گئے فرمایا انکی یہ حالت تھی کہ محبوب کو اپنے لباس میں دیکھتے تھے اور اس لباس کو حجاب سمجھتے تھے بقول شخصے ؎

حجاب چہرۂ جاں میشود غبار تنم   خوش آں دمے کہ ازاں چہرہ پردہ برافگنم

شاہ بولا نے جو آپ کے خادم ہیں عرض کیا کہ میرا سینہ حضور کی نسبت سے روشن ہو رہا ہے علمائے شریعت مجھ پر طعن کرتے ہیں فرمایا کچھ مضائقہ نہیں ہے تم اپنے کام میں رہو ایک روز مولانا حسام الدین بغیر اذن حضرت شاہ مدار صاحب کے حجرہ میں چلے آئے۔ آپ نے فرمایا ہیچ بے ادب بجذا نرسیدہ کسی بے ادب کو خداوندی دربار میں رسوخ نہیں ہوا۔ مولانا حسام الدین نے چند شعر فی البدیہہ کہے جسمیں حضرت کی زیارت کے شوق کو ظاہر کیا تھا اور عرض کیا اگر من کردے از جمال اللہ مرحوم بودے اکنوں کہ ترک ادب کردم بجذا رسیدم آپ یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا سلامتی سلامتی اسی روز سے حضرت مولانا حسام الدین کا لقب سلامتی ہو گیا۔ ایک روز حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے کے قریب تشریف رکھتے تھے ایک سوداگر نے اپنا مال کشتی میں بھرا اور روانہ ہو گیا تھوڑی دیر میں کشتی دریا میں غرق ہو گئی

ایک دہقانی شخص اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا اس نے واویلا مچانا شروع کیا اور بھاگ کر حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا آپ نے ایک مٹھی خاک اسکو دی اور فرمایا دریا میں ڈال دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا معاً وہ کشتی نمودار ہو گئی اس تاجر نے جو یہ کرامت دیکھی حاضر خدمت بابرکت ہوا اور اپنے عقائد سے توبہ کی اور مع اپنے ہمراہیوں کے مسلمان ہو گیا نیشاپور میں کفار نے بروز نوروز ایک عورت کی مورت بنا کر زیور و لباس سے آراستہ کر کے ایک جگہ رکھ دیا تھا اور اس نے پوجتے تھے مخلوق گرد اسکے جمع رہتی تھی حضرت شاہ مدار صاحب نے عبد اللہ مصری کو حکم دیا کہ اس بت کے ہاتھ میں کانٹا چبھو دینا اور ہمارے پاس واپس آنا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا خدا کی شان پتھر کے ہاتھ میں کانٹا چبھو دیا گیا یہ بھی حضرت شاہ مدار صاحب کا تصرف تھا عبد اللہ مصری جبھی وہاں سے ہٹے ہیں کہ اس بت سے ایک آواز نکلی اور زمیں دھنس گئی۔ کفار نے جو اپنے معبود کو نہ دیکھا تلاش کرنا شروع کیا آخر معلوم ہوا کہ ایک شخص نے اسکے ہاتھ میں کانٹا چبھویا تھا اسی وقت سے وہ غائب ہو گئی تو یہ خیال کیا کہ اس نے جادو کیا بڑے جوش کے ساتھ عبد اللہ کے پیچھے ہوئے اور تلاش کرتے کرتے حضرت قطب المدار کے دروازہ پر پہونچے آپنے جو شور و غل سنا باہر تشریف لائے۔ اور دریافت فرمایا کہ کیا غل ہے کفار نے عرض کیا جس شخص نے جادو کے ذریعہ سے ہمارے معبود کو چھپا دیا ہے وہ آپ کے یہاں ہے ہم اس سے بدلہ لینا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا مجھے سخت تعجب ہے کہ تم لوگ پتھر کے بت کو پوجتے ہو جو خود اپنی حس و حرکت پر قادر نہیں ہے اس سے تم اپنی حاجتیں مانگتے ہو کسقدر نادانی کی بات ہے آپ کی نصیحت سے ان کا غصہ اور زیادہ

ہوا آپ نے خیال فرمایا کہ کفر کی ظلمت نے ان لوگوں کے قلوب کو بالکل سیاہ کر دیا ہے
جب تک پورے طور پر اس کا ازالہ نہ کیا جائے گا یہ لوگ شرارت سے باز نہیں آئیں
گے اسی وقت نقاب چہرۂ مبارک سے ہٹا دیا اور فرمایا کہ میرا معبود مخلوق نہیں ہے بلکہ وہ
خالق وحدہٗ لا شریک ہے جو کچھ تم لوگ دیکھ رہے ہو سب اسی کا پیدا کیا ہوا ہے میں
ایک خدا کا عاجز بندہ ہوں جو احکام اسکے تم کو پہنچا رہا ہوں بمعاینہ انوار و برکات حضرت
شاہ مدار صاحب رضا وہ لوگ سراسیمہ و بیہوش ہو کر سجدہ میں گر پڑے اور تمام غصہ وغیرہ ان کا جاتا
رہا حضرت شاہ مدار صاحب رضا نے ان کی بیہوشی دیکھ کر اپنے مریدوں سے فرمایا کہ با آواز بلند
تکبیر کہو تکبیر کی آواز سے وہ لوگ ہوش میں آئے اور سب کے سب مشرف بہ اسلام ہوئے
یہ تھے حضرت شاہ مدار صاحب رضا کے تصرفات اس طرح انہوں نے اسلام کو پھیلایا رحمۃ اللہ
علیہ و رحمۃً واسعۃً حضرت شاہ حیات پانی پتی اور ان کے برادر عم زاد محمد اصغر میں باہم
مباحثہ ہوا شاہ حیات کہتے تھے کہ حیات ابدی ہے محمد اصغر کہتے تھے کہ یہ نفوس چند
روز مستعار ہیں غرض یہ دونوں حضرت شاہ مدار صاحب رضا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے
حضرت شاہ مدار بے حجابانہ اُن سے ملے حضرت کی نسبت سے اول تو ان پر ایک بیخودی
کی شان ظاہر ہوئی اسکے بعد فرمایا کہ کیا تمھاری بحث ختم ہو گئی اور وہ مسئلہ حل ہو گیا عرض
کرنے لگے کہ ہمارا مسئلہ حل ہو گیا وہ یہ ہے کہ جبتک ہم اپنے آپ میں ہیں خودی میں مبتلا
ہیں اور جب اپنے آپ میں نہ رہیں گے بیخودی ظاہر ہو گی بلکہ کچھ بھی نہ رہے گا صرف وہ
ذات جو حی ہے جسکو فنا نہیں ہے رہ جائے گی بلکہ اس بیخودی کی حالت میں ڈھانچہ بدن
کا نہیں رہتا صرف روح ہی روح رہ جاتی ہے روح کو اعضا بدنی کی احتیاج ہی نہیں
البتہ روح حیوانی بدن سے متاثر ہوا کرتی ہے جب انسان روحانی بدن سے متاثر ہوتا ہے

یعنی اس روح سے جو ایک لطیفۂ ربانی اور امر ربی ہے اسکو حیات ابدی حاصل ہو جاتی
ہے بقول شخصے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

لا تقولوا اموات ایسے ہی لوگوں کی شان میں ہے. ایک روز حضرت شاہ مدار صاحب
یاران طریقت کیساتھ ایک مسجد میں معتکف تھے. مسجد میں جب اذان ہوئی تو مولانا حسین
بھی نماز کے لئے آئے حضرت شاہ مدار صاحب نے جماعت سے نماز پڑھی جس وقت حضرت
شاہ مدار صاحب کی زبان مبارک سے اللہ اکبر نکلا ہے مولانا حسین کے قلب پر اسقدر عظمت
و جلال باری تعالیٰ نے اثر کیا کہ بیہوش ہو گئے اور جسقدر لوگ اس جماعت میں تھے
سب پر ایک کیفیت طاری تھی جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ مولانا حسین
کو پکڑے ہوئے خدمت میں لائے آپ نے سینہ پر ہاتھ پھیرا سب بیچینی ان کی سکون کے
ساتھ مبدل ہو گئی حضرت شاہ مدار صاحب سے بیعت کی اور اس مرتبہ پر پہنچے کہ خلافت
حاصل ہوئی. مولانا کامل اپنے استاد مولانا حسین کو ڈھونڈتے ہوئے آئے انہوں نے
جب استاد کی یہ کیفیت دیکھی وہ بھی سلسلہ میں داخل ہو گئے.

حضرت شاہ فضل اللہ بدخشانی کو خدا طلبی کا شوق ہوا حضرت مخدوم میر اشرف
جہانگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تمھارا حصہ ہمارے یہاں نہیں ہے یہ سنکر
نہایت بے تاب ہوئے آخر خبر سنی کہ حضرت شاہ مدار صاحب جونپور میں رونق افروز
ہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے ان کی تسلی و تشفی کی اور فرمایا کہ اے
عزیز تم نے اس کوچے میں قدم رکھا ہے جو ایک دریائے ناپیدا کنار ہے جسمیں بلا اندر بلا ہے
جو لوگ ہشیار ہوتے ہیں و جرارت و ہمت کو اپنا شعار کر کے پار ہو جاتے ہیں اور حیات ابدی

حاصل کرتے ہیں آپمیں راحت و آرام کو خیرباد کہنا ہوتا ہے اور جیتے جی مصیبت میں مبتلا ہونا ہوتا ہے۔ حضرت شاہ مدار صاحب کے اس ارشاد سے ان کو اور اشتیاق پیدا ہوا آخر بخلوص تمام داخل سلسلہ ہوئے اور اس مرتبہ پر پہونچے کہ آپ کے خلیفہ ہوئے بکثرت خوارق و عادت کا آپ سے ظہور ہوتا تھا۔

حکیم ایک متبحر طبیب تھے۔ مصر کے رہنے والے تھے ایک روز کشتی میں سوار تھے اور چند طلبا بھی ان کے ساتھ تھے۔ ایک شاگرد نے دریافت کیا کہ اسوقت ہوا کا مزاج اعتدال پر ہے کہ نہیں کہنے لگے کہ اس ساعت میں تو اعتدال پر ہے مگر عنقریب بدل جائے گا۔ اور شر سمیت کا نمودار ہو گا اور فوراً حکم دیا کہ کشتی کو لوٹاؤ غرض بہت جلد کشتی کنارے لگی حکیم صاحب بہت جلد کشتی سے اترے اور شاگردوں سے کہا کہ اب تدبیر ایسی کرنی چاہیے کہ ہوا کا مزاج درست ہو انہوں نے بہت سی تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی ورہا پچھلی صبح کے وقت حکیم صاحب اپنی چھت پر ٹہل رہے تھے دور سے دیکھا دریا کے کنارہ پر کچھ خیمے نصب ہیں ایک شاگرد کو دریافت حال کے لیے بھیجا دایا اور اس نے دریافت کیا کہ حضرت قطب مدار صاحب تشریف فرما ہیں اور جسقدر آدمی ہمراہ ہیں سب آپکے مرید ہیں حکیم صاحب بکمال اشتیاق حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر اسوقت حضوری سے محروم رہے پھر دوسرے وقت حاضر ہوئے قطب صاحب نے ارشاد فرمایا حکیم صاحب بلائے آسمانی کا آپ کیا تدارک کر سکتے ہیں حکیم صاحب یہ سنکر شرمندہ ہوئے اسکے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا اگر قہر الٰہی کی یہی حالت رہی تو کیا عجب ہے یہ تمام آبادی ہلاک ہو جائے اسوقت حکیم صاحب نے دست بستہ عرض کیا کہ اب نجات کی کیا صورت ہے حضرت نے

ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کو ہدایت کی جائے کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور ایک یتیم کا مال جو ظلماً لے لیا ہے اسکو واپس دیدیں اور اس سے دعا کرائیں اور آئندہ ایسے کام کے مرتکب نہ ہوں انشاء اللہ یہ بلا جاتی رہے گی حکیم صاحب یہ سن کر شہر میں گئے اور لوگوں کو تنبیہہ کی سب لوگ حاضر دربار مداری ہوئے اور تائب ہوئے یتیم کا مال واپس کیا اللہ کی شان وہ بلا وہاں سے دور ہوئی۔ حکیم صاحب نے بخلوص تمام بیعت کی آخر خلافت کے مرتبہ پر پہونچے حضرت شاہ لطف اللہ صاحب نے ابتدائے سن شعور میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔

آپ فرماتے ہیں اے لطف اللہ قطب مدار کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادت کونین حاصل کر۔ یہ فوراً بستر خواب سے اٹھے اور حضرت قطب مدار کی تلاش میں چل دیئے۔ ایک تاجر سے ملاقات ہوئی ولایت نیمروز کا قصد کر رہا تھا چوں حضرت قطب مدار اسی زمانہ میں بحکم ربی نیمروز میں مخلوق ہدایت فرما رہے تھے یہ بھی اس تاجر کے ساتھ ہو لئے غرض حضرت قطب مدار کی خدمت میں پہنچے اب ان کی یہ حالت تھی کہ کسی سے بات نہ کرتے تھے نہایت ادب سے ایک گوشہ میں بیٹھے رہتے تھے ایک روز حضرت قطب مدار کی نظر رحمت ان پر پڑ گئی عجیب کیفیت طاری ہوئی کہ وجد کرنے لگے آخر بیعت ہوئے جب ان پر کیفیت طاری ہوتی تو ہوش و حواس باختہ ہو جاتے تھے۔ ان کے دوست حجرہ میں بند کر دیا کرتے تھے عرصہ تک حضرت کی خدمت میں رہے اس کے بعد نجف اشرف چلے گئے پھر یہ حالت ہو گئی تھی کہ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے جب کپڑے میلے ہو جاتے آگ میں ڈال دیتے پھر صاف شدہ نکال لیا کرتے تھے۔ حضرت قطب مدار کو بھی ان سے خاص انس تھا آپ ان کو لطف مدار

فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبدالواحد آپ کے خلفاء میں سے تھے ایک روز ان کی خدمت میں فغفور چین حاضر ہوا وہ سخت ظالم تھا آپ کی اسکی طرف قطعاً متوجہ نہ ہوئے اسکو غصہ آیا اور ان کے پاس حکم بھیجا کہ ہماری سلطنت سے چلے جائیں آپ نے فرمایا وہ کون حکم دینے والا ہے وہ اور تمام دنیا ہمارے حاکم کے زیر حکم دینے والا ہے وہ اور تمام دنیا ہمارے حاکم کے زیر حکم ہے یعنی حضرت قطب مدار کی حکومت ہے فغفور چین نے جب یہ سنا تو اس نے ان کو برا بھلا کہا فوراً اس کی زبان متورم ہو گئی اور باہر نکل پڑی آخر وہ سمجھا کہ اس فقیر کی بددعا کا اثر ہے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگی فرمایا کہ ظلم کرنا چھوڑ دے اچھا ہو جائے گا اس نے ظلم سے توبہ کی اور اچھا ہو گیا۔ حضرت حاجی

• حضرت حاجی عبدالنعیم حضرت شاہ مدار صاحب کے خلیفہ تھے قاضی فخرالدین جو حضرت حاجی عبدالنعیم کے خلیفہ ہیں بیان کرتے ہیں کہ انتیس سال میں حاجی صاحب کی خدمت میں رہا انواع انواع کے تصرفات میں نے دیکھے ایک روز فرمانے لگے کہ ہمارے پیر و مرشد کے حالات سے تم لوگ کچھ واقف ہو لوگوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ قطب مدار ہیں مگر افسوس ہم لوگوں نے زیارت نہیں کی فرمایا آنکھیں بند کرو پھر فرمایا کھول دو دیکھتے کیا ہیں کہ ہم لوگ حضرت قطب مدار کی خدمت میں حاضر ہیں ہم سب نے قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ یہ تھے حضرت قطب مدار صاحب کے خادموں کے تصرفات۔

• حضرت قاضی مسعود خزینۃ الابرار میں لکھتے ہیں کہ میں جب صغیر سن تھا

دریا کے کنارہ پر پڑا تھا۔ کہ میرا پیر پھسلا میں ڈوبنے لگا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بزرگ آئے اور مجھ کو پکڑ کر کنارہ پہ لا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرتؒ کا اسم مبارک فرمایا یحییٰ، میں نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں ہمرکاب رہوں فرمایا ابھی نہیں علم تحصیل کرو انشاءاللہ تم سے پھر ملاقات ہو گی غرض میں تحصیل علم میں مشغول ہوا مگر حضرت مولانا یحییٰ کا تصور میرے دل میں ہر وقت رہتا تھا تیرہ سال کے بعد جب میری دستاربندی کا وقت آیا تو میں نے دیکھا کہ حضرتؒ مولانا یحییٰ تشریف لائے اور امتحان لینے میں شریک ہوئے اور باتفاق علماء میرے سر پہ دستار فضیلت باندھی اور میرے والد سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ سیر و سیاحت کیلئے مجھ کو لیا نجف اشرف پہنچے وہاں حضرت قطب مدار صاحب تشریف فرما تھے مجھ کو حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیا حضرت شاہ مدار صاحب کے دست مبارک میں اسوقت سیب تھا فرمایا کہ لو یہ سیب سونگھو۔ میں نے اس کی خوشبو سونگھی تمام دماغ معطر ہو گیا پھر میں نے اسکو کھایا ایسی شیرینی تھی کہ اب تک میں اس شیرینی اور خوشبو کو بھولا نہیں اسکے بعد حضرتؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے عزیز انسان کی جوہر میں بھی خوشبو ہے اگر وہ خوش و ظاہر نہ ہو تو کچھ نہیں ہے حسن صورتؒ اور عبا قبا سے کچھ فائدہ نہیں ہے میں نے جرات کر کے عرض کیا کہ معرفت خداوندی کسطرح حاصل ہوتی ہے فرمایا اے مسعود اپنے آپ کو پہچانو خدا کو پہچان لوگے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ تم کو یہ خیال کرنا چاہئے۔ کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کہاں سے جانا ہے۔ اس عالم میں کیوں آئے تھے اور خداوند اعلیٰ نے تمکو کس لئے پیدا کیا اور نیک بختی اور بدبختی کیا ہے اول تم کو ان چیزوں سے آگاہ ہونا چاہئے اور تمہاری صفات بعض حیوانی ہیں بعض شیطانی بعض ملکی۔ تم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمہاری اصلی صفات کون ہیں۔ یاد رکھو کھانا۔ پینا۔ سونا فربہ ہونا غصہ کرنا یہ حیوانی صفات ہیں۔ مکر و فریب کرنا فتنہ برپا کرنا یہ شیطانی صفات ہیں۔ اگر ان صفات

کے تابع ہوگے تو حق تعالیٰ کی معرفت تم کو حاصل نہیں ہو سکتی ہاں اگر صفات ملکوتی تم حاصل
کرلوگے تو کیا عجب کہ معرفت خداوندی سے تمہارا قلب روشن ہوجائے تم کو کوشش
کرنا چاہئے کہ صفات حیوانی و شیطانی سے نکل کر صفات ملکوتی حاصل کرو دیکھو اللہ تعالیٰ
نے کو کوشش کرنا چاہیے کہ صفات حیوانی و شیطانی سے نکل کر صفات ملکوتی حاصل کرو دیکھو
اللہ تعالیٰ نے تم کو دو چیزوں سے بنایا ہے ایک بدن اور دوسری روح۔ روح کی
دو قسمیں ہیں۔ حیوانی۔ انسانی روح حیوانی۔ انسانی۔ روح حیوانی تمام جانوروں کو
عنایت ہوئی ہے اور روح انسانی انسان کے ساتھ خاص ہے جبتک روح انسانی سے
کامل نہ ہوگے انسان نہیں ہو سکتے اور نہ معرفت خداوندی حاصل کر ہو سکتی ہے غرض حضرت
قطب مدار صاحب نے ایسی دلچسپ تقریر فرمائی کہ میں خواب غفلت سے بیدار ہوگیا۔ اسوقت
مجھ کو معلوم ہوا کہ اگر میں نے خداوندی معرفت حاصل نہ کی تو مجھ میں اور حیوانوں میں کچھ فرق
نہیں رہیگا میں نے بیعت کی درخواست کی حضرت نے نہایت شفقت و مہربانی سے
مجھ کو سلسلہ میں داخل کیا بیالیس سال حضرت کی خدمت میں رہا آخر کو خرقہ خلافت
سے ممتاز ہوا۔

● حضرت احمد اعردنا بڑے شہسوار تھے ایک روز گھوڑا کودائے پھرتے تھے
اور یہ خیال کر رہے تھے۔ کہ جو آرام و آسائش مجھ کو حاصل ہے وہ کسی کو بھی نہیں ہے کہ یکایک
گھوڑے کا پیر پھسلا اور گرا اور بائیں پیر پر صدمہ پہنچا میں بیہوش ہوگیا اتنے میں حضرت
شاہ مدار صاحب تشریف لائے اور فرمایا احمد جبوری بیہوشی میں کب تک پڑے رہوگے
اٹھو اور توبہ کرو میری جب آنکھ کھلی تو اپنے خیالات پر تضرع کی اور توبہ کی اور چاہا کہ حضرت
کے قدم کو بوسہ دوں مگر تکلیف کی وجہ سے حرکت نہ کر سکا حضرت شاہ مدار صاحب نے میرے

گھوڑے کو آواز دی وہ دوڑتا ہوا آیا حضرت مجھ کو ایک گاؤں میں لے گئے وہاں ایک جراح
تھا اسکو بلا کر آپ نے فرمایا کہ اس جوان کا علاج کرو اس نے عرض کیا کہ یہ علاج میرے
امکان سے باہر ہے یہ شخص نہ بچے گا نہیں آپ نے فوراً انار کے چھلکے جو وہاں پڑے
ہوئے تھے پسوا کر زخموں پر چھڑکے فوراً خون بند ہوگیا اور زخم اچھا ہونے لگا اور
چند روز میں بالکل تندرست ہوگیا پھر اس نے بیعت کی درخواست کی آپ نے سلسلہ
میں داخل کیا اور مکہ معظمہ کے سفر میں ساتھ رہا یہ تھے بزرگان دین کے اخلاق اس طرح
نور محمدی سے لوگوں کے قلوب منور کیا کرتے تھے۔

● مولانا نظام الدین نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن سید اکمل مازندرانی
۷۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ دایہ ان کو دودھ پلاتی تھی اس کے بعد ایک لڑکا ننھا ایک
پستان سے وہ پیتا تھا اور ایک سے یہ اتفاقاً اس کا لڑکا مر گیا اسکو سخت رنج ہوا۔
پھر خیال کہ میں عبدالرحمٰن کو دودھ پلادوں ایسا نہ ہو کہ بھوکے رہیں غرض اس بچہ کی
تجہیز و تکفین سے پہلے وہ دایہ ان کے دودھ پلانے کے لئے آئی بہتیرا چاہا کہ دودھ
پلائے مگر عبدالرحمٰن نے دودھ نہ پیا اب اور وہ پریشان ہوئی عبدالرحمٰن کی والدہ نے
دریافت کیا کہ کیوں پریشان ہے اس نے کہا کہ آپ کا صاحبزادہ دودھ نہیں پیتا
والدہ عبدالرحمٰن نے طبیب کو بلایا طبیب نے کہا کہ اس لڑکے کو کوئی مرض
نہیں معلوم ہوتا۔ اتفاقاً حضرت یادگار محمد خلیفہ حضرت قطب المدار سیر کرتے ہوئے یہاں
تشریف لائے ان کے والدہ نے ان کو دکھایا اور دعا کی درخواست کی حضرت مخدوم نے
ان کو دیکھا اور فرمایا کہ یہ نہ بیمار ہے اور نہ آسیب کی خلش ہے کوئی اور سبب ہے
انہوں نے عرض کیا وہ آپ فرمائیں فرمایا کہ دایہ کو بلاؤ۔ دایہ جب آئی تو آپ نے

فرمایا کہ تیرا بچہ کہاں ہے اس نے عرض کیا کہ سو رہا ہے آپ نے فرمایا جبتک تو اپنے بچہ کو نہ لائے
گی یہ بچہ دودھ نہ پیئے گا دایہ سن کر رونے لگی اور عرض کیا کہ میرے بچہ کا ابھی انتقال
ہو گیا فرمایا کہ تو اس کو جلد اٹھا لا چنانچہ وہ دایہ اپنے بچہ کو لے آئی اور تختے پر لٹا دیا آپنے
اسکے ہاتھ کو جنبش دی بچہ نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرانے لگا دایہ دونوں بچوں کو غایت
محبت سے اٹھا کر لے گئی اسوقت عبدالرحمن نے دودھ پیا انکے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے ان کے
رضاعی بھائی کو زندہ کر دیا اسکے بعد حضرت نظام الدین نقشبندی نے فرمایا کہ یہ بچہ سعید ازلی
ہے چنانچہ مولانا عبدالرحمن بڑے عالم ہوئے اور قنوج آکر حضرت شاہ مدار صاحب سے بیعت
کی اور خلافت کے مرتبہ پر پہنچے۔ یہ فرمایا کرتے تھے کہ قبل از بیعت اکثر مجھ کو حضرت شاہ
مدار صاحب سے فیض پہونچتا رہا ہے حضرت قطب مدار صاحب ان کو عبدالرحمن مکرم کے
لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے ان کے ساتھ آپکو خاص انس تھا۔ محمود آباد میں مدفون ہیں
حضرت شاہ مدار صاحب اور آپکے خلفاء کے تصرفات اس کثرت سے ہیں کہ اگر مفصل لکھے
جائیں تو ایک دفتر چاہیے میں نے نہایت اختصار سے لکھا ہے۔ آب میں حضرت کے
خلفاء کے حالات۔ بطور اختصار لکھتا ہوں قبل اس کے کہ میں حضرت شاہ مدار صاحب
کے خلفاء کے حالات لکھوں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ مثال جو زبان زد خاص و عام
ہے کہ مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار اسکے کیا معنی و مطلب ہیں وہ عرض کرتا ہوں۔

مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار

عوام میں یہ مثال ایسے موقع پر بولا کرتے ہیں کہ جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے
اور ستمگر کو ظلم کرے تو بولا کہا کرتے ہیں کہ مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار اصل
میں یہ صوفیائے کرام کے رموز تھے جنکو عوام نے توجیہہ القائل بما لا یرضیٰ بہ قائلہ

یہ یہ معنی منگھڑت کر لئے ہیں ان لوگوں کی اور غرض تھی اور انہوں نے اسکے خلاف معنی
لئے جیسے مولانا رومؒ نے لکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے حُبّ الوَطَن مِنَ الاِیمان یعنی
وطن اصلی محبت ایمان کی نشانی ہے مگر عوام وطن سے یہ عارضی وطن کی محبت لیتے
ہیں حالانکہ یہ نہیں ہے کیوں کہ اصلی وطن تو ہمارا وہی ہے جہاں سے ہم آئے ہیں
اور وہیں ہماری بازگشت ہو گی دنیا میں تو ہمارا قیام چندے ہے یہ تو ایسا ہے
جیسے مسافر خانہ تو اس عارضی جگہ کو وطن اصلی نہیں کہہ سکتے اور اس کی محبت سے
اور ایمان سے تعلق بھی کیا اسی طرح اس مثال کی حالت ہے کیوں کہ حضرت شاہ مدار صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کو خداوندی دربار میں وہ مرتبہ حاصل تھا کہ آپ ان لوگوں کو جو سلوک
کی حالت میں فنایت کا مرتبہ حاصل کرتے تھے آپ اس فنا کو بھی فنا کر کے مقام بقا میں
پہنچا دیا کرتے تھے اور ان تعینات سے نکال کر لاتعین کے مرتبے سے سرفراز فرما
دیا کرتے تھے کیوں کہ فنا کے یہ معنی ہیں کہ انسان کی صفات بشریہ حسد غرور۔ غصہ بخل
طمع۔ طوال امل وغیرہ جاتی رہیں جب یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو موتوا قبل ان تموتوا
کا لطف آجاتا ہے اور انسان مثل مردے کے ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد
فرمایا من اراد ان ینظر الیٰ میت یمشی علی وجہ الارض فلینظر الیٰ ابن ابی قحافہ
یعنی جو شخص چاہے کہ کسی مردے کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے وہ ابو قحافہ کے بیٹے کو دیکھے
لے یعنی حضرت صدیق اکبرؓ تمام خصائل رذیلہ سے پاک صاف ہو گئے تھے اور متخلق
باخلاق اللہ تھے چنانچہ کلام پاک میں ہے۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْن یعنی حضور
سرور عالم تمام صفات بشریہ سے پاک اور صاف تھے۔ اور متخلق باخلاق اللہ تھے

ورنہ ظاہر ہے کہ آپکی موت کو نعوذ باللہ حیوانات کی موت کیساتھ تشبیہہ تھوڑا ہی دے سکتے ہیں نیز آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی صفات بشریت وخصائل رزیلہ سے صاف تھے اہل دل اس موت سے جسکی بابتہ کلام پاک میں ارشاد ہے حیوانوں کی سی موت مراد نہیں لیتے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضور کے وصال کے تحت یہ فرمانا کہ جو کوئی شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت کی موت ہوگئی میں اس کی گردن مار دوں گا اسی بنا پر تھا. اسوقت آپ پیر روحانیت کا غلبہ تھا باقی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ظاہری جسم کی بنا پر تھا چونکہ آپ پر تو نبوت اثر کئے ہوئے تھا جب آپ نے تقریر فرمائی ہے اور خدا کی توحید بیان کی ہے اسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حالت میں تزدلی شان ظاہر ہوئی اور آپ نے حضرت صدیق اکبر کے بیان کو تسلیم کیا. غرض صوفی جبتک صفات باری تعالیٰ جو ننانوے ہیں متصف نہیں ہوتا کامل نہیں ہوتا اور جب صفات باری تعالیٰ کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے تو پھر اس کی موت کو موت نہیں کہہ سکتے بقول حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ.

جان جیست جنین لطف صلب قضا — دنیا رحم است مشیمہ است فروا

تلخی ترعش ولادت مادر طبع — دین مردان زادن است در دار لقا

پس اولیاء اللہ کی موت کے یہ معنی ہیں کہ وہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں کیوں کہ انسان دنیا میں عالم علوی سے بغرض تحصیل کمالات آیا ہے جب یہ کمالات حاصل ہو جاتے ہیں تو وہ پھر اپنی اصلی جگہ روانہ ہو جاتا ہے اس کو موت نہیں کہیں گے بقول شخصے.

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

پس فنا کے معنی خصائل رزیلہ سے صاف ہونے کے ہیں اور فنا الفنا کے معنی یہ ہیں کہ اس فنا کا بھی علم نہ رہے اور جب باری تعالیٰ میں مستغرق ہو جائے اور مقام بقا میں سیر کرنے لگے یہ بات سالک کو حضرت شاہ مدار صاحب کی صحبت سے حاصل ہو جاتی تھی کیونکہ آپ مقام بقا میں تھے اور دوں کو بھی آپ اسی مقام پر پہنچا دیا کرتے تھے اسی وجہ سے یہ بات زبان زد خلائق ہو گئی کہ مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار یعنی جو صوفی مرتبۂ فنا میں ہوتے تھے آپ اس مقام سے نکال کر مرتبۂ فنا الفنا میں پہونچا دیا کرتے تھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ مدار صاحب کو روحانی قوت سے مالامال فرمایا تھا ظاہری قوت میں بھی آپ یکتائے زمانہ تھے کیا کسی شخص نے کہا ہے.

حضرت شاہ بدیع الدین مدار — آنکہ شمشیریں بوقت کارزار

از وجود کافراں خوں ریختہ — کفر را از جان برآوردہ دمار

صاحب عالم ۲۴۲ آپکی پیدائش کی تاریخ ہے اور ساکن بہشت ۸۳۸ وفات کی اس حساب سے آپ کی عمر پانچسو چھیانوے سال کی ہوتی ہے لوگ تعجب کرتے ہیں کہ اتنی عمر ہونا ناممکن ہے مگر تاریخ پر اگر گہری نظر کی جائے گی تو ایسے عمر رسیدہ لوگ حضور کی امت میں متعدد ملیں گے. حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اکثر اعمار امتی بین ستین وسبعین یعنی اکثر میری امت کے لوگوں کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہوں گی اس سے اکثریت کا پتہ چلتا ہے باقی ایسے لوگ بھی نکلیں گے جنکی عمریں زیادہ ہوں گی اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے کہ حضور کے زمانہ میں اور آپ کے اصحاب میں ایسے ایسے لوگ تھے جنکی عمریں زیادہ تھیں چنانچہ ذیل میں ان حضرات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے. ۱. حضرت ربیع بن صبح بن وہب بن بغیض بن مالک

بن سعد بن عدی بن غزارۃ الفرازی انکی عمر تین سو سال کی ہوئی ساٹھ سال اسلام میں رہے بعض کہتے ہیں کہ آپ اسلام نہیں لائے مگر یہ قول قابل اعتبار نہیں. کیونکہ آں حضرت کے زمانہ ہی میں تمام عرب میں اسلام پھیل گیا تھا کوئی کافر نہیں رہا تھا چہ جائیکہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں اور عبد الملک بن مروان کے زمانہ تک زندہ رہے ان کا قول ہے.

اذا عاش الفتی مائتین عاما ؛ فقد ذهب اللذاذة والفناء

یعنی جب زندہ رہے جوان دو سو سال تک پس تحقیق جاتی رہے خواہش اور فنا

عبد الملک بن مروان کے پاس جب یہ گئے ہیں تو انہوں نے پچھلی لڑائیوں کا حال دریافت کیا تھا اسوقت یہ شعر پڑھا تھا عبد الملک کہنے لگے جب میں بچہ تھا اس وقت میں نے یہ شعر پڑھا تھا اچھا اب تم بیان کرو کہ تمہاری کتنی عمر ہے حضرت ربیع نے کہا کہ میں دو سو سال حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دین پر رہا اور ساٹھ سال جاہلیت میں گذرے اور ساٹھ سال زمانہ اسلام میں اسلام کی حالت میں گذرے ہیں ذیل کا شعر بھی انھیں کا ہے

اذا جاء الشتاء فادفنونی ؛ فان الشیخ یهرمه الشتاء

یعنی جب جاڑے کا موسم آوے تو مجھے زمین میں چھپا دو کیوں کہ بوڑھے کو جاڑا ضعیف کر دیتا ہے. (اصابہ ج ۱ صـ۳۶۲)

(۲) حارثہ بن عبید الکلبی. ان کی عمر پانچسو سال کی ہوئی

(۳) حیدہ بن معاویہ بن القشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری آنحضرت کے صحابی ہیں. ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد کہتے تھے کہ میں نے خراسان میں حیدہ کو دیکھا تھا. یہ بہتر بن حکیم الفقیہ کے دادا ہیں یہ زمانہ جاہلیت میں تھے. اور شہر

جو حاکم عراق تھے ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں ۹۶ھ میں وفات پائی انہوں نے زمانہ جاہلیت میں جب یہ عمرہ کرنے کو مکہ معظمہ گئے ہیں تو دیکھا تھا کہ ایک بوڑھے شخص طواف کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے.

یا رب رد راکبی محمدا ؛ اردده رب واصطنع عندی یدا

یعنی اے پروردگار میرے سوار محمد کو واپس کر دے اے رب اس کو لوٹا لا اور میرے اوپر احسان کر دے میں نے کہا کہ یہ کون شخص ہیں لوگوں نے کہا یہ سادات بنی ہاشم کے سردار عبد المطلب ہیں. میں نے کہا یہ محمد کون ہیں لوگوں نے کہا محمد ان کے پوتے ہیں اور وہ ان کے محبوب ہیں. تھوڑی دیر میں نے وقفہ کیا میں نے دیکھا کہ وہ صاحبزادے یعنی حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والثنا تشریف لے آئے. ابو حاتم سجستانی کہتے ہیں کہ حیدہ ایک ہزار مرد عورت کے علم تھے اس حساب سے اس کی عمر کا اندازہ لگا لینا چاہئے کہ جناب عبد المطلب کا زمانہ اور ولید بن عبد الملک کا زمانہ کس فاصلہ پر تھا ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ ہشام بن عبد الملک کی خلافت میں انتقال ہوا جبکہ اسد بن عبد اللہ قشری کی حکومت خراسان پر تھی. (اصابہ ج ۱ صـ۶۴۲)

امانات بن قیس بن شیطان بن عاتک بن معاویۃ الاکرمین الکندی طبری و شاہین نے ان کو صحابی لکھا ہے ان کی عمر تین سو بیس سال کی ہوئی ایک شاعر ان کی طویل العمری کا اشعار میں ذکر کرتا ہوا اپنی محبوبہ کی طول عمر کی تمنا کرتا ہے وہ اشعار یہ ہیں

الا یا لیتنی عمرت یا ام مالک ؛ کعمر امانات بن قیس بن شیبان

لقد عاش حتی قیل لیس بمیت ؛ وافنی فئاما من کهول وشبان

یعنی اے کاش اے ام اے مالک تیری اتنی عمر ہوتی جتنی امانات بن قیس

بن شیبان کی ہوئی وہ اتنا زندہ رہا کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ مرنے کا نہیں ہے اس نے بہت سے گروہ اد ھیڑ آدمیوں کے اور جوانوں کے فنا کر دیئے۔

آمد بن ابد حضری کی تین سو سال کی عمر تھی جب ان کو امیر معاویہ نے بلایا اور ان سے دریافت کیا کہ تم نے ہاشم بن عبد مناف اُمیہ بن عبد شمس کو دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ یہ کیا کام کرتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ تجارت کرتے تھے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ تمہاری کچھ خواہش ہے کہ میں اس کو پورا کروں انہوں نے کہا کہ میری جوانی لوٹا دیجئے امیر معاویہ نے کہا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے حضرت امد نے کہا تو مجھ کو جنت دلوا دیجئے امیر معاویہ نے کہا یہ بھی میرے اختیار میں نہیں ہے اسوقت حضرت امد بولے کہ تمہارے اختیار میں نہ دنیا ہے نہ آخرت پھر تم سے سوال کرنا فضول ہے آپ مجھ کو میرے گھر پہنچا دیجئے امیر معاویہ نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے اور انکو انکے مکان پر پہنچا دیا گیا (اصابہ ج صہ ۱۱۳)

ابن رباح بن حارث بن مخاشن بن معاویہ بن شریف بن جبردۃ بن رسید بن عمرو بن تمیم الحکیم المشہور بن حنظلہ بن ربیع بن صیفی الصحانی کے چچا تھے ابو حاتم کہتے ہیں کہ ان کی عمر تین سو تیس سال کی ہوئی اور ان کے والد صیفی کی دو سو ستر سال کی ہوئی بعض کہتے ہیں کہ اکثم کی عمر ایک سو نوے سال کی ہوئی۔ مگر یہ قول ضعیف کر کے لکھا ہے جب حضور سرور عالم مبعوث ہوئے ہیں تو اکثم نے چاہا کہ حاضر دربار نبوی ہو مگر ان کی قوم نے منع کیا آخر انہوں نے دو شخصوں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا یہ دونوں جب حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ ہم اکثم بن صیفی کے رسول ہیں وہ آپ سے دریافت کرتے کہ آپ کون ہیں اور آپ کا کیا دعویٰ ہے۔ اور کس لئے آپ آئے ہیں۔

حضور نے یہ سُنکر فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ ہاشمی ہوں اور میں خدا کا بندہ اور اسکا رسول ہوں اس کے بعد آنحضرت نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ یہ سن کر ان دونوں نے آکر سب حال اکثم کو سنایا اکثم نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا یہ صاحب اچھی باتوں کو تعلیم دیتے ہیں تم لوگ جاؤ اور اسلام قبول کر کے سردار بن جاؤ پیچھے نہ رہ جانا اس کے بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا مرتے وقت یہ نصیحت کی کہ تم لوگوں کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور صلہ رحمی کی ہدایت کرتا ہوں۔ (اصابہ ج ۱ صہ ۹۲)

حضرت ابو عبداللہ سلمان فارسیؓ کی عمر تین سو پچاس سال کی ہوئی دو سو پچاس سال میں تو کسی کو شک نہیں ہے ذہبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمانؓ فارسی کی عمر کے متعلق بہت سے اقوال دیکھے سب سے معلوم ہوتا ہے کہ دو سو پچاس سال سے زائد عمر ہوئی باقی اختلاف جو ہے وہ اس زیادتی میں ہے چنانچہ میری تحقیق یہ ہے کہ اسی سال اور زندہ رہے اس حساب سے تین سو تیتس سال کی عمر ہوتی ہے حضرت سلمانؓ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کو دیکھا ہے آپ کے مناقب بہت ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ شب کے وقت حضرت سلمان حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اسوقت اور کوئی نہیں ہوتا تھا اور اتنی دیر حاضر رہتے تھے کہ ہم سمجھتے تھے کہ ہم پر کبھی غالب ہو گئے۔ (اصابہ ج ۱ صہ ۵۳۴)

حضرت خواتین رتن بن ساہوک بن حکیند ربو بعض کہتے ہیں رتن بن نصر بن کربال ایک زمانہ تک چھپے رہے چھٹی صدی میں ظاہر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت کی صحبت پائی ہے ان کے بیٹوں محمود عبداللہ نے ان سے روایتیں کی ہیں

بہت لوگوں نے ان پر اعتراض کئے تھے صاحب اصابہ لکھتے ہیں کہ میں نے مورخ
شمس الدین محمد بن ابراہیم جزری کی تاریخ میں دیکھا وہ لکھتے ہیں کہ میں نے نجیب
عبدالوہاب بن اسمٰعیل فارسی صوفی سے مصر میں سنہ ۶۱۲ھ سنا کہ وہ کہتے تھے کہ شیراز
میں ایک بوڑھے شخص جن کا نام محمود تھا آئے یہ بابا رتن کے بیٹے تھے وہ کہتے کہ ان کے
والد بابا رتن نے معجزہ شق القمر دیکھا۔ اسی وجہ سے انہوں نے عرب کا سفر کیا تھا اور
حضور کی خدمت میں پہنچے تھے اور شہر مدینہ حضور میں پیش کی تھی جنکو حضور نے
تناول فرمایا تھا اس کے بعد بارتن کی پشت پر آپ نے ہاتھ رکھا تھا اور طول عمر
کی دعا دی تھی اسوقت ان کی عمر سولہ سال کی تھی اسکے بعد یہ رخصت ہو کر ہندوستان
آئے اور ۶۳۲ھ تک زندہ رہے۔

امام ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ ہمسے علی بن محمد بن ابی المجد نے خبر بیان
کی کہ وہ روایت کرتے ہیں دماغی سے انہوں نے حدیث بیان کی کہ جلال الدین
بن محمد سلیمان سے جو دمشق کے منشی تھے انہوں نے کہا کہ ہم کو قاضی نورالدین علی
بن حسینی حنفی نے ۷۱۲ھ بمقام قاہرہ میں نیز امام العلامہ شمس الدین محمد بن
عبدالرحمن صائغ الحنفی نے انہوں نے کہا ہم کو قاضی معین الدین عبدالمحسن بن قاسم
قاضی جلال الدین بن ہشام نے ۷۳۲ھ میں خبر دی انہوں نے کہا۔ کہ ہم کو قاضی
نورالدین نے خبر دی انہوں نے کہا ہم سے ہمارے جد حسین بن محمد نے حدیث بیان کی انہوں
نے کہا کہ میری عمر ۱۷ سال کی تھی کہ میں نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ خراسان سے
ہندوستان کا سفر کیا یہ سفر لغرض تجارت تھا ہم جب ہندوستان پہنچے تو ہمارا گذر
ایک گاؤں پر ہوا لوگوں نے کہا کہ یہ ایک گاؤں ہے جہاں شیخ رتن رہتے ہیں وہاں

ہم نے ایک درخت ایک درخت دیکھا جو بہت بڑا تھا کثرت سے لوگ اسکے سایہ
میں بیٹھے تھے اتنے میں دیکھا کہ بہت سے آدمی اس درخت کے نیچے جمع ہو رہے ہیں ہم لوگ
بھی ان کے پاس گئے انہوں نے ہماری آؤ بھگت کی ہم نے اس درخت میں ایک بڑی زنبیل
دیکھی کہ جو درخت میں لٹک رہی ہے ہم نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے جواب
دیا کہ شیخ رتن اس زنبیل میں جنھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے
اور ان حضرت نے ان کے لئے درازی عمر کی چھ بار دعا کی تھی ہم نے کہا کہ شیخ کو
نیچے اتارا جائے تاکہ ہم زیارت کریں اور ان کا کلام سنیں۔ یہ سنکر ان میں سے ایک
بوڑھا شخص اٹھا اور اس زنبیل کو اتارا جو تمام دھنی ہوئی روئی سے بھری ہوئی تھی
اور شیخ اس روئی کے بیچ میں تھے اس شخص نے زنبیل کا منہ کھولا اور شیخ کے منہ پر
اپنا کان رکھا اور کہا دادا جان یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں ان میں شرفا ہیں
جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ آپ بیان کیجئے۔
کہ آپ نے آں حضرت کو کیسے دیکھا اور آنحضرت سے آپ سے کیا کیا باتیں ہوئیں
اس سوال کے سننے سے شیخ نے بہت لمبا سانس کھینچا اور مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح
فارسی زبان میں کلام شروع کیا ہم سنتے اور سمجھتے تھے شیخ رتن نے کہا کہ میں نے
اپنے والد کیساتھ جوانی کے زمانہ میں سفر کیا اور ہندوستان میں ملک حجاز میں پہنچا
جب ہم مکہ معظمہ کے جنگل میں پہنچے ہیں تو مینہہ بہت برسا کہ تمام راستے پانی سے
بھر گئے ہم نے دیکھا کہ ایک صاحبزادے نہایت خوبصورت وہاں ایک جانب کھڑے
ہیں اور ان کا اونٹ دور کھڑا ہے درمیان میں چونکہ پانی بہت زور سے جا رہا تھا
اسی وجہ سے آپ اونٹ کے پاس تک نہ جا سکتے تھے اور آپ کو پانی کے زور کیوجہ سے

پژمردگی سی ہو رہی ہے مجھے یہ دیکھ کر بہت خیال ہوا اور میں آپکے پاس آیا اور آپکو سوار کر کے آپ کے اونٹ کے پاس پہنچا دیا یہ کام میں نے محض ہمدردیٔ انسانی کیا جب آپ اونٹ کے قریب پہنچے تو میری طرف نظر محبت سے دیکھا اور عربی زبان میں یہ الفاظ فرمائے بارک اللہ فی عمرک بارک اللہ فی عمرک بارک اللہ فی عمرک پھر میں آپ سے علیحدہ ہو گیا اور ہم لوگ مکہ معظمہ پہونچے اور ہم جس غرض سے آئے تھے یعنی تجارت اسکو پورا کر کے ہندوستان واپس آ گئے بہت عرصہ کے بعد ہم لوگ ایک شب صحن میں بیٹھے ہوئے تھے چاندنی رات تھی اور چاند بھی پورا تھا یکایک ہم نے دیکھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ایک مشرق میں چھپ گیا اور مغرب میں اور خوب اندھیرا ہو گیا اسکے بعد نصف حصہ مشرق سے نکلا اور نصف مغرب سے اور دونوں مل گئے اور پھر ویسی ہی چاندنی ہو گئی۔ ہم کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا چاند کے پھٹنے کا سبب ہم کو نہ معلوم ہوا۔ مسافروں سے ہم نے دریافت کرنا شروع کیا کہ چاند کے پھٹنے کا کیا سبب ہوا تھا آخر چند آدمیوں نے ہم سے کہا کہ مکہ میں ایک ہاشمی خاندان کے شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں ان سے مکہ والوں نے کہا کہ اگر آپ چاند کے دو ٹکڑے اس طرح کر دیں کہ ایک مشرق میں چلا جائے اور ایک مغرب میں چلا جائے اور پھر آپس میں مل جائیں تو ہم آپ کی رسالت کے قائل ہو جائیں گے آپ نے دعا فرمائی اس سبب سے ایسا ہوا۔ جب ہم نے یہ سنا تو ہم کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونیکا اشتیاق ہوا اور ہم نے سامان سفر درست کیا اور چل دیئے یہاں تک کہ مکہ معظمہ پہونچے اور آنحضرت کا مکان دریافت کیا لوگوں نے پتہ بتایا ہم لوگ آنحضرت کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے اور اندر آنے

کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی ہم اندر گئے تو دیکھا کہ آپ وسط مکان میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے چہرہ سے انوار ٹپک رہے ہیں۔ چونکہ ریش مبارک آپ کے نکل آئی تھیں اور بچپن کے زمانہ سے بہت تغیر ہو گیا تھا اسوجہ سے میں نے آپکو نہ پہچانا جب میں نے سلام کیا ہے تو آپ نے جواب دیا اور مسکرائے اور فرمایا آؤ بیٹھو اسوقت آپکے سامنے کھجوروں کا بھرا ہوا خوان رکھا تھا اور آپ کے اصحاب آپکی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس طرح مودب تھے کہ میرے دل میں اسوجہ سے آپکی ہیبت بہت زیادہ ہوئی اور میں نے آپ سے دور بیٹھنا چاہا مگر آپ نے حکم دیا کہ قریب بیٹھو اور کھجوریں کھاؤ غرض میں آگے بڑھا اور کھجوریں کھانے لگا حضور خود کھجوریں اپنے دست مبارک سے مجھے دیتے جاتے تھے اس کے بعد حضورؐ نے مجھے نظر محبت سے دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا کہ تم نے ہمیں پہچانا نہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تم نے مجھ کو فلاں سال میں جب رو نے مجھے اپنے اونٹ سے دور کر دیا تھا تم نے مجھے سوار کر کے اسکے پاس پہونچا دیا تھا اس وقت میں نے چہرہ مبارک پر غور سے نظر کی اور عرض کیا بیشک اب میں نے آپ کو پہچان لیا۔ اس کے بعد حضور نے ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کیا اور فرمایا کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں نے آپکے حکم کی تعمیل کی اسکے بعد میں آپ سے رخصت ہو کر باہر آیا جب میں چلنے لگا تو حضور نے دعا کی بارک اللہ فی عمرک بارک اللہ فی عمرک بارک اللہ فی عمرک پھر میں آپ سے رخصت ہوا اور ہر دعا کے ساتھ مجھ کو سو برس کی عمر ہوئی اس حساب سے اب میری عمر چھ سو سال کی ہے اس میرے گاؤں میں سب میری اولاد آباد ہے اور مجھ پر ہر طرح خدا کا فضل ہو رہا ہے یہ سب حضور کی ہی برکت ہے۔ اسکے بعد

احادیث بیان کیں (خواجہ رتن موضع حاجی رتن مضافات بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ میں مدفون ہیں لوگ فیضیاب ہوتے ہیں)

میری غرض اسکے لکھنے سے یہ ہے کہ اگر حضرت شاہ مدار صاحب کی عمر پانچسو چھیانوے برس کی ہوئی تو کیا تعجب کی بات ہے علاوہ اسکے جو شخص ستہ ضروریہ سے فارغ ہو اور نہ کھاتا ہو اور نہ پیتا ہو نہ اس کا کپڑا میلا ہوتا ہو نہ بدن پر مکھی بیٹھتی ہو اور وہ بالکل نور کا پتلا بن گیا ہو اس کا تغذیہ تمتہ نور الٰہی سے ہوتا ہے اسکی جسقدر عمر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام ابتک زندہ ہیں اور لوگوں کو ابتک فیض پہنچاتے ہیں اگرچہ بعض محدثین نے اسمیں اختلاف کیا ہے اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا ان علی راس مائۃ سنۃ لا یبقی علی وجہ الارض ممن ھو علیھا احد یعنی سو برس کے بعد جو لوگ زمین پر ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ اس حدیث سے وہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت خضر بھی انتقال کر گئے مگر بہت سی حدیثوں سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہوا ہے چنانچہ عبداللہ بن عمرو بن عوف اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ایک بار مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے یہ کہتے سنا تھا وہ یہ دعا کر رہا تھا۔ اللھم اعنی علی ما ینجینی مما خوفتنی یہ سنکر حضور نے ارشاد فرمایا کہ ان الفاظ کیساتھ کے لفظ تو کہو اس شخص نے یہ الفاظ کہے اللھم ارزقنی شوق الصالحین الی ما شوقتھم الیہ یہ سن کر آں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے انس تم اس شخص کے پاس جاؤ اور یہ کہو کہ رسولِ خدا یہ فرماتے ہیں کہ میرے لئے خدا سے مغفرت طلب کرو حضرت انس بن مالک یہ پیام لے کر اس شخص کے پاس آئے اور جو کچھ حضور نے ارشاد فرمایا تھا ان سے کہا یہ

یہ سنکر بولے کہ اے انس تم رسول اللہ کے سفیر ہو۔ تم واپس جاؤ اور یہ عرض کرو کہ وہ شخص یہ کہتا ہے کہ آپ اسکی توبہ قبول ہونیکی دعا کیجئے حضرت انس آئے اور عرض کیا آپنے فرمایا اچھا تم جاکر ان سے کہدو حضرت انس نے آکر کہدیا وہ صاحب بولے کہ اب تم جاؤ اور آنحضرت سے عرض کرو کہ خداوند عالم نے آپ کو تمام انبیاء علیہ السلام پر بزرگی دی ہے جیسے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر اور آپکی امت کو تمام امتوں پر ایسی فضیلت دی ہے جیسے روز جمعہ کو اور تمام دن پر حضرت انس یہ سن کر ان کو دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

ابن عساکر نے علی بن حسین بن ثابت الدوری سے ہشام بن خالد سے روایت کی ہے اور انہوں نے حسن بن یحییٰ سے اور انہوں نے ابن ابی داؤد سے وہ کہتے تھے کہ حضرت خضر حضرت الیاس بیت المقدس میں اکثر رہتے ہیں اور روزہ دار رہتے ہیں اور ہر سال حج کیلئے مکہ معظمہ آتے ہیں اور آب زمزم پیتے ہیں نیز عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں دیکھا انہوں نے بروایت ابو داؤد لکھا ہے کہ حضرت الیاس و حضرت خضر رمضان میں روزہ رکھتے ہیں اور قیام بیت المقدس میں رکھتے ہیں اور حج کے موسم میں ہر سال مکہ معظمہ جاتے ہیں ابن جریر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت خضر فارسی النسل ہیں اور حضرت الیاس بنی اسرائیل سے ہیں ہر حج میں باہم ملاقات کرتے ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد امام باقر کے ہمراہ مکہ میں عشرہ ذی الحجہ میں تھا۔ میرے والد نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ایک شخص جسکے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے آئے اور میرے والد کے پہلو میں بیٹھ گئے انہوں نے نماز کو ہلکا کر دیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے دیکھا کہ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ آپ سے دریافت کروں کہ خانہ کعبہ کی بنا کیسی ہوئی امام صاحب نے کہا تم کون ہو اس شخص نے کہا کہ میں مغربی ہوں۔ امام نے کہا کہ ابتدا خانہ کعبہ کی اسطرح

ہوئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ ایسی مخلوق کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد کرے گی۔ اس سے خداوندی جلال کا ظہور ہوا تو فرشتوں نے عرش کا طواف شروع کیا اور معافی مانگی اس کے بعد حکم ہوا کہ اسکے مقابلے زمین پر میرا گھر بناؤ تاکہ جن بندوں پر مجھے جلال آئے اور وہ اس کا طواف کریں تو میں راضی ہو جاؤں یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ آپ سے بڑھ کر مجھے کوئی عالم نظر نہیں آتا اس کے بعد وہ چلا گیا امام جعفر صادق کہتے ہیں کہ مجھ سے والد صاحب نے فرمایا کہ دیکھو وہ شخص کہاں گیا میں باہر آیا اور بہتیرا تلاش کیا مگر پتہ نہ لگا میں نے آکر عرض کیا کہ وہ شخص تو غائب ہو گیا آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کون شخص تھے میں نے کہا نہیں فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ حضرت امام علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں طواف کعبہ کر رہا تھا کہ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ بیت اللہ کا پردہ پکڑے ہوئے یہ دعا مانگتا ہے۔

یا من لا یشغلہ شیء عن سمع یا من لا یغلطہ السائلون یا من لا یتبرم بالحاح الملحین اذقنی برد عفوک وحلاوۃ رحمتک حضرت ولایت مآب نے فرمایا اے شخص ایک مرتبہ تم اپنی دعا کو اور پڑھو۔ اس شخص نے کہا کیا آپ نے اس دعا کو سنا تھا انہوں نے فرمایا کہ ہاں اس شخص نے کہا کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں خضر کی جان ہے۔ اگر اسقدر گناہ ہوں جیسے ستارے اور زمین کی کنکریاں تو خداوند عالم طرفۃ العین میں بخشش دے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیساتھ ایک جماعت مجاہدین کی تھی۔ انہوں نے ابو محجن کو دیکھا کہ انہوں نے خوب جہاد کیا ان لوگوں نے کہا یہ حضرت خضر تھے۔

امام جعفر صادق اپنے باپ سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے غلام نے دریا کا سفر کیا وہ کشتی جسمیں یہ سوار تھا ٹوٹ گئی یہ بھی ایک تختہ کے سہارے کنارے

کیطرف جا رہا تھا تو اس نے یہ دیکھا کہ دریا کے کنارہ پر ایک شخص بیٹھا ہے کہ آسمان کے ایک لئے کھانا اترا اس نے اسمیں سے کھایا پھر وہ کھانا جیسے آیا تھا اٹھ گیا اس نے ان صاحب سے عرض کیا آپ کون ہیں انہوں نے کہا میں حضرت خضر ہوں اس نے کہا یہ کھانا کیسا آیا انہوں نے فرمایا اسم اعظم میں نے پڑھا تھا۔

ابو سعید نے اپنی کتاب شرف المصطفیٰ میں احمد بن محمد بن ابی ہریرہ سے روایت بیان کی اور انہوں نے محمد بن قراتہ سے اور انہوں نے میرہ بن سعید سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حسن کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا جسکو آنکھیں سبزی لئے ہوئے تھیں اس شخص نے حسن سے دریافت کیا کہ یہ آنکھیں تمہاری خلقی ہیں یا کوئی بیماری کا باعث ہے اس نے کہا اے ابو سعید آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ قرات کہتے ہیں کہ اسوقت سب نے ان کو پہچان لیا ان سے دریافت کیا تمہارا کیا قصہ ہے۔ اس نے کہا اے ابو سعید میں اپنا مال لیکر چین کو بغرض تجارت چلا جہاز پر سوار ہوا ہوا نہ موافق آئی ہوا اور میرا جہاز غرق ہو گیا مگر ایک تختہ کے سہارے ایک جزیرہ میں پہنچا چار مہینہ میں اس جزیرہ میں رہا کوئی صورت وہاں سے نکلنے کی نہ معلوم ہوتی تھی درختوں کے پتوں پر میری گذر تھی اور چشموں سے پانی پیتا تھا ایک دن میں نے سوچا اسطرح پڑے پڑے کیسے زندگی بسر ہوگی بہتر یہ ہے کہ جدھر کو منہ اٹھ جائے چلدینا چاہیے یا تو کسی آبادی کا پتہ لگے گا یا مر جاؤں گا کسطرح اس تکلیف سے تو نجات ملے غرض میں چلدیا چلتے چلتے دیکھتا کیا ہوں کہ ایک جگہ بڑا محل بنا ہوا ہے جب میں اندر گیا تو وہاں میں نے بڑے بڑے طاق دیکھے ہر طاق میں ایک صندوق مقفل رکھا ہوا ہے۔ ایک صندوق کو میں نے کھولا تو اسمیں نہایت عمدہ خوشبو معلوم ہوئی۔ دیکھا تو ایک آدمی نظر آیا جو سر [illegible] تھے ایک آدمی کو میں نے ہلایا معلوم ہوا وہ تو مردہ ہے مگر ساری علامات زندوں کی سی ہیں

آخر میں نے اس صندوق کو بند کر دیا اور میں اس مکان سے باہر آیا اور دروازہ مقفل کر دیا اور میں ایک طرف کو چل دیا تھوڑی دور رہو گیا ہونگا کہ دو سوار نظر آئے میں نے ایسے خوبصورت سوار نہیں دیکھے تھے مجھسے انہوں نے دریافت کیا کہ تم یہاں کیسے ہو میں نے سب قصہ کہا۔ انہوں نے دریافت کیا چلے جاؤ آگے چل کر تم کو ایک درخت ملے گا وہاں ایک بزرگ خوبصورت تم کو ملیں گے وہ نماز پڑھتے ہوں گے تم اپنا قصہ ان سے کہنا۔ غرض میں چلدیا چلتے چلتے میں ایک درخت کے پاس پہنچا اور وہاں ایک بزرگ کو دیکھا میں نے سلام کیا انہوں جواب دیا اور مجھ سے میرا حال دریافت کیا میں نے سب قصہ کہا جب صندوق کھولنے کا تذکرہ کیا تو وہ گھبرائے دریافت کرنے لگے پھر تم نے کیا کیا میں نے کہا کہ صندوق بند کر دیئے اور دروازہ بند کر کے میں باہر آ گیا کہنے لگا اچھا بیٹھ جاؤ کہ یکایک ایک بادل آیا اور اسمیں سے آواز آئی السلام علیک یا ولی اللہ انہوں نے جواب دیا اور دریافت کیا کہ یا کہاں کا قصد ہے جواب دیا کہ فلاں فلاں شہر کا غرض بہت سے بادل آئے ایک بادل جو آیا تو اس نے کہا میں بصرہ جاؤں گا انہوں نے کہا آپ نیچے آیئے اور اس ہمارے مہمان کو بصرہ پہونچا دیجئے پس وہ بادل اترا مجھے اسپر بٹھالیا اسوقت میں نے دریافت کیا کہ مہربانی فرما کر مجھے یہ بتا دیجئے کہ وہ محل کیا تھا اور وہ صندوق کیسے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جو خدا کے بندے دریا میں غرق ہو کر شہید ہو جاتے ہیں انپر فرشتے مقرر ہیں وہ انکو اٹھا کر صندوق میں رکھ دیتے ہیں اور حریر کا کفن پہنا دیتے ہیں اور وہ جو دو سوار ملے تھے وہ دو فرشتے ہیں جو صبح شام کران شہدا کو دیکھ جاتے ہیں اور میں خضر ہوں میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ میرا حشر حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والثنا کی امت میں ہو وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں بادل پر سوار ہوا تھا تو مجھے بیحد خوف معلوم ہوا یہاں تک کہ میں یہاں

آ پہنچا اور یہ جو میری حالت تم دیکھتے ہو اسی خوف کی وجہ سے ہے۔

اس قصہ سے آپ حضرات نے معلوم کر لیا ہوگا کہ اسطرح اصحاب خدمت حضرات کا کام کرتے ہیں۔ طبرانی نے ابوعبد بن النغام رقاسی سے بہ روایت لکھی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک اموی نے کہا کہ مجھے فلاں شخص سے اندیشہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے قتل کر دوں۔ اسکے بعد سلیمان نے اسکی گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے۔ وہ شخص بھاگ گیا مگر جہاں جاتا تھا موت اسکے سامنے تھی آخر وہ ایک جنگل میں گیا نہ وہاں کوئی درخت تھا اور نہ پانی تھا اس نے اچانک دور سے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھتے ہیں وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے اسکو دیکھ کر بہت خوف ہوا کہ یہ مجھ کو گرفتار نہ کرے پھر میں نے خیال کیا کہ اسوقت نہ میرے پاس کوئی سواری ہے اور نہ کوئی اور ذریعہ ہے۔ آخر بھاگ کر کہاں جاؤنگا چلو انھیں کے پاس چلکر کچھ بات چیت کریں۔ جب میں ان کے قریب پہونچا تو وہ میرے نماز سے فارغ ہو چکے تھے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا شاید اس بادشاہ نے تم کو ڈرایا ہے میں نے عرض کی جی ہاں فرمایا پھر تم نے سات تسبیحیں کیوں نہیں پڑھیں میں نے کہاں وہ کونسی فرمایا یہ ہیں سبحان الواحد الذی لیس غیرہٗ الٰہ سبحان القدیم الذی لا بادی ہلہ سبحان الدائم الذی لا نفاد لہٗ سبحان الذی کل یوم ھو فی شان سبحان الذی یحی و یمیت سبحان الذی خلق ما تری وما لا تری سبحان العالم کل شیئ بغیر تعلیم اسکے بعد فرمایا یاد کر لو میں نے یاد کر لیا پھر جو دیکھتا ہوں تو ان کا پتہ نہیں تھا مگر میرے قلب میں اطمینانی حالت تھی میں اسی حالت میں اپنے گھر جاتا تھا خیال آیا کہ دربار خلافت میں چلنا چاہئے اتفاق سے وہ دن اذن عام کا تھا میں بھی اندر گیا اور امیر المومنین سلیمان بن عبد الملک فرش پر لیٹے ہوئے تھے

مجھے دیکھ کر بیٹھ گئے پھر میری طرف اشارہ کیا کہ آگے آؤ یہاں تک کہ اپنے فرش پر مجھ کو بٹھا لیا
اسکے بعد فرمانے لگے کیا تونے مجھ پر جادو کیا ہے نیز ان لوگوں پر جو تیری خبر یا مجھ تک پہنچانے تھے
میں نے کہا امیر المومنین میں ساحر نہیں ہوں اور نہ میں اسکو جانتا ہوں نہ میں نے آپ پر کچھ سحر کیا
کہنے لگے کہ یہ کیسے کیوں کہ میں نے تمہارے قتل کر دینے کے احکام تمام ملک میں پہنچا دیئے
تھے باوجود اسکے خیمے میں اپنے تم کو دیکھا ہے تم دیکھ رہے ہو کہ اسقدر تمہاری محبت
ہوگئی ہے کہ جب تک تم کو اپنے فرش پر نہ بٹھا لیا چین نہیں آیا اسکے بعد کہنے لگے کہ سچ سچ
تم اپنا حال کہو میں نے سب واقعہ سنا دیا سلیمان بن عبد الملک کہنے لگے خدائے وحدہ لا
شریک کی قسم وہ خضر تھے جنھوں نے تم کو یہ کلمات تعلیم کئے. اسکے بعد منشی کو حکم دیا کہ اس
شخص کو امان دی گئی سب سلطنت میں اس کی اطلاع کرادو اور حکم دیا اس کو خلعت فاخرہ
دے کر رخصت کر دیا جائے امیر المومنین ابو جعفر عبد اللہ المنصور عباسی کہتے ہیں کہ ایک بار
میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کہتا تھا خداوندا میں تیرے دربار میں
یہ عرض کرتا ہوں کہ بغاوتوں اور فساد کا بہت ظہور ہو رہا ہے امیر المومنین نے حکم دیا کہ اس
شخص کو بلاؤ جب وہ آئے تو ان کو بہت آزادی کیساتھ نصیحتیں کیں اسکے بعد چلے گئے
پھر بہت تلاش کیا نہ ملے امیر المومنین نے فرمایا یہ خضر تھے غرض تمام اولیاء و سلاطین
اس کے قائل ہیں کہ حضرت خضرؑ زندہ ہیں چنانچہ حضرت الیاسؑ حضرت خضر زمین پر اور حضرت
ادریسؑ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں بہت سی حدیثوں سے ان کا زندہ ہونا ثابت
ہوتا ہے چنانچہ حافظ عبد الفضل محدث عراقی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ عبد اللہ ابن اسعد
یافعی اسکے معتقد تھے کہ حضرت خضر زندہ ہیں میں نے ان سے عرض کیا کہ امام بخاری حربی وغیرہ انکی
حیات کے منکر ہیں یہ سن کر ان کو جلال آگیا اور فرمایا کہ جو شخص اسکا قائل ہوگا کہ حضرت

خضر کا انتقال ہو گیا میں اس سے سخت ناراض ہونگا یہ سنکر ہم لوگوں نے اپنے خیال سے رجوع کیا
اور حضرت خضر علیہ السلام کی حیات ابدی کا کے قائل ہوئے پس اس حدیث سے یہ مطلب ہوگا کہ
جسقدر لوگ اسوقت حاضر تھے ان کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ یہ اکثری حکم ہے کیونکہ بعض بعض
حضرات صحابہ میں سے بہت عرصہ تک بقید حیات رہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے نیز عبد اللہ مکی
جو علمبردار تھے وہ بہت عرصہ تک زندہ رہے جن کا ذکر آگے آئے گا محدثین میں سے سید شریف
عبد الواحد عباسی الہاشمی حنبلی حضرت خضر کی حیات کے قائل تھے. قاضی علیم الدین بڑے
محدث تھے یہ بھی ان کی حیات کے قائل تھے قاضی علیم الدین تمام صوفیاء کرام ان سب کا
اتفاق ان کی حیات پر ہے چنانچہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو جو ذکر
نفی اثبات کا تعلیم کیا تھا وہ حضرت خضرؑ ہی کا بتایا ہوا ہے یہ وہ وقت تھا کہ چودہ برس
تک حضرت خواجہ صاحب نے جناب باری میں دعا کی تھی کہ مجھے وہ طریقہ اپنے قرب کا عنایت
فرما جو آسان ہو جسمیں مشاہدہ بغیر مجاہدہ کے ہو چنانچہ آپ کو یہ طریقہ نقشبندیہ عنایت
ہوا اور حضرت خضر نے حبس دم کیساتھ ذکر کا طریقہ تعلیم کیا ان تمام حالات پر نظر کرتے
ہوئے حضرت شاہ مدار صاحب کی عمر کو جو دیکھا جاتا ہے تو بعید از قیاس نہیں ہے اسی طرح
حضرت عبد اللہ علمبردار کی عمر تین سو سال کی ہوئی ہے. بعض حضرات کہتے ہیں کہ چھ سو
سال کی ہوئی ہے اور کبھی ایسے لوگ ملیں گے جنکی اسقدر عمر ہوئی ہو. اب میں حضرت شاہ
مدار صاحب کے خلفاء کا حال لکھتا ہوں مگر اس سے پہلے ایک غزل ہدیۂ ناظرین ہے.

غزل

یا خواجہ بدیع الدینؒ ہستم بہ ہوائے تو	سوزیم چو پروانہ واللہ برائے تو
شد قابل رحم اکنوں این حالت زارِ من	از عاشق دیوانہ تا چند موجائے تو
از دیدہ نمی بینم در سینہ نمی یابم	واللہ سوائے تو باللہ سوائے تو

از نار بری ایما وز عشوہ دلاویزی　　چشم تو کند بیخود اے جاں بفدائے تو
بر درگہ تو خواجہ افتادہ دل مخزون　　باشد زدرت یا ہم انعام گدائے تو

حضرت شاہ مدار صاحب کے خلفا

آپ کے خاندان کے حضرات جنکو حضرت شاہ مدار صاحب کی خلافت و جانشینی کا رتبہ حاصل ہوا یہ تین حضرات ہیں جن کو اہل اللہ کنفس واحد کا اپنے ہیں اور ایک ہی لقب سے تینوں کو ملقب کرتے ہیں گروہ خادمان انھیں سے جاری ہے وہ یہ ہیں حضرت خواجہ سید محمد ارغون حضرت سید ابو تراب فنصور حضرت سید ابو الحسن طیفور

ذکر حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی سید ابو محمد ہے۔ لقب خواجہ ارغون۔ آپ خلیفہ و جانشین حضرت قطب مدار ہیں علم ظاہری و باطنی میں آپ یکتائے زمانہ تھے قطب مدار کے محبوب تھے۔ آپ جسوقت ذکر کرتے تھے آپ کے اعضا سے عجیب دلکش آواز سنائی دیتی تھی اس وجہ سے حضرت قطب مدار صاحب نے ارغون کے لقب سے ملقب فرمایا تھا۔ ارغون مخفف ارغنون کا ہے جو ایک نفیس باجا ہوتا ہے آپ جسوقت تلاوت کلام مجید کیا کرتے تھے جانور بیہوش ہو کر آپکے گرد جمع ہو جاتے تھے باقی جو سنتا تھا اس کی حالت دگرگوں ہو جاتی تھی ایک روز شاہ حامد اصفہانی اس حالت میں آپکے پاس چلے آئے معائنہ جسوقت یہ آئے ہیں حضرت کی نظر ان پڑی فوراً مست ہو گئے اور غشی کی حالت طاری ہو گئی جب خواجہ صاحب تلاوت سے فارغ ہو گئے آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کیوں کیا حالت ہے انھوں نے سر پر پاؤں رکھ دیا حضرت ممدوح نے سینہ سے لگا لیا وہ جوش مبدل بسکون ہو گیا غرض ہمیشہ سید ابو محمد صاحب سے تصرفات بکثرت سرزد ہوتے تھے اہل حاجت آپکے معتقد ہوتے تھے آپکے

خدام ہمیشہ تجرید و تفرید میں بسر کرتے جب حضرت قطب مدار کا زمانہ وفات آیا ہے تو آپکو جانشین خاص کیا اور وصیت فرمائی کہ فقرا مداری دور دور دلایتوں میں رہتے ہیں ایک گروہ خادموں کا ایسا ہونا چاہیئے جو ان کی خبر لیتا رہے چنانچہ حضرت سید ابو محمد ارغون رحمۃ اللہ علیہ کا جب زمانہ وفات قریب آیا تو آپ نے بھی اپنے خدام کو یہ وصیت کی اور رحلت فرمائی۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت سید ابو محمد ارغون رحمۃ اللہ علیہ

قبلۂ دیں　　خواجۂ ارغون　　حجۃ العارفین واسوۂ دین
حامئ دین　　وماحئ بدعت　　متکی ار کبر تلقین
چوں بہ ششم جمادی الثانی　　عزم فرمود سوئے خلد بریں
سال نقلش شد از سر الہام　　شد بدار النعیم قدوہ دین
۸۹۱

ذکر حضرت سید ابو الحسن طیفور رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید ابو محمد ارغون کے چھوٹے بھائی ہیں۔ طیفور ایک کبوتر کو کہتے ہیں جسکی پرواز بہت بلند ہوتی ہے چونکہ منازل سلوک کے آپ بہت جلد جلد طے کرتے تھے اسوجہ سے حضرت شاہ مدار صاحب ان کو طیفور فرمایا کرتے تھے آپ بھی جامع کمالات تھے تقوی و طہارت و قناعت میں آپ بے مثل تھے۔ یاضت و مجاہدہ آپ نے بہت کیا تھا ایک زمانہ میں آپ کی موجودگی میں قحط شدید پڑا۔ بہتیرے لوگوں نے دعائیں کیں مگر نہ قبول ہوئیں آخر حضرت طیفور کی طرف رجوع کیا آپ نے صحن مسجد میں کھڑے ہو کر دعا کی آپ کا دعا کرنا تھا کہ چاروں طرف سے ابر محیط ہوا اور بسرعت کثرت سے پانی

برسا کہ سب خشک سالی رفع ہو گئی ایک روز آپ سیر کرتے ہوئے مقام سدھن میں پہونچے وہاں ایک جوگی ہوا میں معلق بیٹھا ہوا نظر آیا حضرت ممدوح سے جبھی چار آنکھیں ہوتی ہیں وہیں زمین پر گر پڑا اور آپ سے بزبان سنسکرت باتیں کرنے لگا آپ نے بھی اس کی ہی زبان میں جواب دیا حالانکہ آپ سنسکرت نہیں جانتے تھے وہ شخص آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مشرف باسلام ہوا۔ غرض آپ کے تصرفات کبھی بکثرت ہیں آپ سے سلسلہ جاری ہے اور گروہ خادمان سے مشہور ہے۔ قطعہ تاریخ وفات یہ ہے۔

شریو الحسن شاہ طیفور ذیشاں	زونیا چہ شد عزم فرمائے عقبیٰ
بگفتا بسالے وصالس سروشے	شدہ زیب افزائے فردوس اعلیٰ

۸۸۸ھ

ذکر حضرت سید ابو تراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید ابو تراب فنصور جامع علوم صوری و معنوی تھے بوجہ وفور علم کے آپ کو لوگ ملک العرفا کہتے تھے یہ تینوں بھائی چندے آفتاب، و چندے ماہتاب تھے۔ تینوں سید عبد اللہ کے صاحبزادے تھے سید عبد اللہ بن سید ابراہیم بن سید جعفر بن سید محمود الدین حلبی برادر حضرت قطب مدار سید بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سید محمود الدین سید علی حلبی کے صاحبزادے ہیں سید علی حلبی والد بزرگوار حضرت شاہ مدار کا نسب یہ ہے سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید اسمٰعیل بن سید احمد بن سید اسمٰعیل بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امام علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ حضرت سید ابو تراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت خوارق عادات سرزد ہوئے ہیں اور کیوں نہ ہوتے کیسے بڑے شخص یعنی حضرت قطب مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سے فیضیاب تھے۔ ایک تاجروں کا قافلہ جا رہا تھا ایک شخص نے جب وہ لوگ مقیم ہوئے ہیں کھانے میں زہر ملا دیا ان میں سے ایک شخص باہر گیا ہوا تھا اس نے جو آ کر دیکھا کہ سب نیمجان پڑے ہوئے ہیں آہ و واویلا کرنا شروع کیا حضرت ابو تراب کا گذر اس طرف کو ہوا آپ نے حال دریافت کیا اس نے آپ سے عرض کی کہ آپ ان لوگوں کے لئے دعا فرمایئے حضرت کو رحم آیا اور جناب باری میں نہایت عاجزی سے دعا کی خدا کی شان ان سب پر زہر کا اثر جاتا رہا اسکے بعد وہ لوگ واویلا مچانے لگے کہ ہمارا مال جاتا رہا آپ نے فرمایا گھبراؤ مت اپنے اپنے اسباب میں دیکھو سب مال دستیاب ہو گیا اور وہ لوگ خوشی خوشی اپنے اپنے شہروں میں چلے گئے سلطان ابراہیم شرقی نے حضرت قطب مدار صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو چند دیہات ان صاحبزادوں کو بلا کر مشورہ کیا حضرت خواجہ فنصور نے عرض کیا کہ ہم لوگوں نے نعمت لازوال کی کوشش کی ہے اور اسی کوشش میں رہتے ہیں۔ ہم یہ دولت جو زائل ہونے والی ہے لیکر کیا کریں گے حضرت قطب مدار صاحب نے یہ جواب سنکر مرحبا فرمایا اور بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعا فرمائی حضرت خواجہ فنصور ہر وقت عالم محویت و استغراق میں رہتے تھے۔ مساکین کی بہت خدمت کرتے تھے رحمۃ اللہ علیہ واسعۃ

قطعہ تاریخ وفات

قطب آفاق خواجہ فنصور رح	رخت ہستی چو زیں جہاں بربست
سال نقلش بگفت ہاتف غیب	عمدۃ الواصلین بحق پیوست

۸۹۴ھ

گروہ طالبان میں سے حضرت قاضی محمود خلیفہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ

حضرت قاضی محمود ملقب بہ تیغ برہنہ گرگ دانشمنداں. آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے صاحب تصانیف تھے. کنتور کے رہنے والے تھے حضرت شاہ مدار رضی اللہ عنہ جب جونپور سے کنتور تشریف لے گئے ہیں تو مسجد میں آپنے قیام فرمایا نماز کا وقت آیا آپنے فوراً بلا انتظار اپنے رفقاء کے ساتھ نماز جماعت سے پڑھ لی تھوڑی دیر کے بعد قاضی صاحب موصوف نماز کے لئے آئے انہوں نے جب دیکھا کہ اس مسافر فقیر نے جماعت کر لی اور انکا انتظار نہ کیا ان کو سخت غصہ آیا چونکہ جماعت ثانیہ کو وہ مکروہ سمجھتے تھے تو حضرت شاہ مدار صاحب سے اعتراض کیا کہ آپنے کیوں ہم لوگوں کی نماز خراب کی. آپنے فرمایا حدیث میں آیا ہے کہ نماز اول وقت پڑھنی چاہیے تم نے کیوں آنے میں دیر کی وہ یہ سنکر اور گفتگو کرنے لگے حضرت شاہ مدار صاحب نے خیال فرمایا یہ بالکل بحث و مباحثہ کے لئے تیار ہیں بغیر جھگڑا کے نہیں مانیں گے آپنے فرمایا شاید تم نے قرآن شریف پڑھا. انہوں نے کہا واہ حضرت میرا جو قول ہے وہ موافق کلام پاک کے ہے. آپنے فرمایا شاید تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا. انہوں نے کہا واہ حضرت میرا جو قول ہے وہ موافق کلام پاک کے ہے یا کہ آپنے فرمایا ذرا کلام پاک کو اٹھا تو لایئے جب قرآن پاک ہاتھ میں آیا آپنے فرمایا پڑھیے اب قاضی صاحب جب ورق گردانی کرتے ہیں تو کچھ نظر نہیں آیا سب ورق سفید نظر آتے ہیں قاضی صاحب سخت متحیر تھے جب یہ حالت ہوئی تو عرض کرنے لگے کہ جناب کا اسم گرامی آپنے فرمایا فقیر کو بدیع الدین کہتے ہیں. معاً ان کو حضرت شیخ ابوالفتح شطاری کا وہ قول یاد آیا کہ جب یہ ان کی خدمت میں بیعت کیلئے گئے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بڑے

نصیبہ ور شخص ہیں ان کو حضرت سید بدیع الدین قطب مدار سے فیض حاصل ہوگا پس یہ فوراً پیروں پر پڑ گئے اور معافی چاہی اور بیعت کی درخواست کی آپ نے نہایت شفقت سے بیعت کیا مگر آپنے فرمایا کہ اپنے علم کو بھلا دو انہوں نے عرض کیا کہ میرے اختیار میں نہیں ہے آپنے فرمایا کہ ذرا منہ کھولو جب ہی انہوں نے منہ کھولا آپ نے اپنا لعاب دہن انکے منہ میں لگا دیا اسی وقت سے تمام پوشیدہ حالات ان کو روشن معلوم ہونے لگے آپ کی اس سے یہ غرض تھی کہ ذرا علم باطن کا ان کو کچھ چسکا لگ جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ مدار صاحب کو وہ قوت مرحمت فرمائی تھی کہ بہت جلد حجابات رفع فرما دیا کرتے تھے پھر آپکو اس موقع پر تامل کیوں ہوتا. غرض پھر تو قاضی صاحب کی یہ حالت تھی کہ ہر وقت مخمور رہا کرتے تھے جہاں کسی نے کوئی شعر پڑھ دیا اور یہ وجد کرنے لگے آخر سماع سننے لگے اور اسکے بہت مداح تھے اور فرماتے تھے کہ سماع میں منتہوں میں عروجی شان حاصل ہو جاتی ہے اور جب مست ہو جاتے تو یہ اشعار پڑھتے.

ماز بالائیم بالا میرویم	ماز دریائیم دریا میرویم
ما ازین جا و ازان جا نیستم	ماز بیجائیم بیجا میرویم
قل تعالو آیت است از جذب عشق	ما بجذب حق تعالے میرویم
لا الٰہ اندر پے الا اللہ است	ہمچو لا ما ئیم باللہ میرویم
ہمت عالی است در سرہائے ما	از علی تارب اعلی میرویم
کشتی توحیم در دریائے روح	لاجرم فوق ثریا میرویم
راہ حق تنگ است چوں سم الخیاط	ما مثال رشتہ یکتا میرویم
ایں سخن خاموش کن بابا مبا	بین کہ ما از پیکے ما میرویم

ذکر حضرت میٹھے مدار علیہ الرحمۃ المخلص از سجبر فخار

حضرت میٹھے مدار یہ صاحبزادگان حضرت قاضی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وطن آپ کا کنتور ہے آپ اجلۂ اولیاء اللہ میں سے ہیں جس زمانہ میں حضرت شاہ مدار صاحب جونپور سے مکنپور تشریف لئے جاتے تھے تو راستہ میں چند روز حضرت قاضی محمود صاحب کی خاطر سے اور نیز یہاں کے لوگوں کو فیضیاب فرمانے کیلئے کنتور میں بھی آپنے قیام فرمایا تھا ایک روز قاضی صاحب نے حضرت شاہ مدار صاحب کو مسرت کی حالت میں دیکھا تو عرض کیا کہ حضرت کی ذات بابرکات کیواسطے سے خاکسار کو رحمت الٰہی و انوار و برکات محمدی سے جسطرح نوازا گیا ہے۔ ایک تمنا اور میرے دل میں ہے کہ خدا اس سے بھی مشرف فرماتا مگر حضور کی ہیبت اسقدر ہے کہ عرض کرنیکی جرات نہیں کرسکتا آپنے فرمایا کہ یہ وقت نزول رحمت کا ہے جلد کہو انہوں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے ایک لڑکا ہوتا جو حضور کے مقام و حالات سے سرفراز ہوتا اور مثل حضور کی ہوتا حضرت شاہ مدار صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند رشید میری پشت میں ودیعت رکھا تھا لیکن میں متاہل نہیں ہوا اور یہ تقدیر معلق تھی اس فرزند کو میں نے تم کو دیا اور جیسا تم چاہتے ہو انشاء اللہ وہ ایسا ہی ہوگا اس کا نام میٹھے مدار رکھنا۔ قاضی صاحب نے یہ خبر مسرت اثر سنکر بارگاہ خداوندی میں سجدۂ شکر ادا کیا اسکے بعد حضرت شاہ مدار صاحب مکنپور کو تشریف لے گئے اور قاضی صاحب کو حکم دیا کہ آپ کنتور میں رہیں جب آپ کے لڑکا پیدا ہو تو مجھے اطلاع کرنا کہ جو امانت میں نے اس فرزند کے لئے رکھ چھوڑی ہے وہ میں تم کو دیدوں غرض اس واقعہ کے تین سال بعد میٹھے مدار پیدا ہوئے قاضی صاحب حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں گئے اور یہ مژدہ سنایا۔ حضرت شاہ مدار صاحب یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا

کہ میٹھے مدار فرزند متولد شد پس مارا و ربہا دیار ماندن چہ کا و ست۔ غرض حضرت شاہ مدار صاحب نے ان کو مشرف فرمایا۔ بس اب کیا تھا ہو بہو حضرت شاہ مدار صاحب امانت حضرت شاہ مدار صاحب سے ان کو مشرف فرمایا۔ بس اب کیا تھا ہو بہو حضرت شاہ مدار صاحب کی زندہ مثال ہو گئی پھر اسقدر ریاضت کی کہ تیس سال تک ایک مسجد میں جو ویران پڑی تھی قیام کیا آخر فضل خداوندی شامل حال رہی اور حضرت شاہ مدار صاحب کی پیشین گوئی سچی ہوئی کہ قطب مدار کے مرتبہ سے سرفراز ہوئے۔ اسی وجہ سے ان کو حضرت شاہ مدار صاحب کی فرزندی سے منسوب کرتے ہیں۔ اور حضرت شاہ مدار صاحب کے عرس کے روز ان کا بھی عرس ہوتا ہے۔ چنانچہ قاضی محمود صاحب نے اپنے خدام کو جہاں اور وصیتیں فرمائی تھیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھی کہ جو شخص عرس میں مکنپور نہ جاسکے وہ میرے فرزند میٹھے مدار کے عرس میں آئے وہی بات حاصل ہوگی۔ حضرت میٹھے مدار بڑے عالم ظاہر و باطن کے تھے اور صاحب تصرفات تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے خدام میں سے ایک شخص کو پولیس نے گرفتار کر لیا اور ایسا قصور اسکے ذمہ لگایا کہ اس کی سزا یہ تجویز ہوئی کہ دیوار میں چن دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کسی نے حضرت میٹھے مدار صاحب کو اطلاع کی آپ نے فرمایا وہ دیوار میں زندہ ہے جاؤ نکال لاؤ لوگ گئے اور دیوار کو کھودنا شروع کیا مگر سخت تعجب سے کھود رہے تھے کہ کسطرح زندہ نکلے گا۔ آخر دیکھا تو زندہ برآمد ہوا لوگوں نے دریافت کیا کہ بھائی تم کیسے زندہ رہے اس نے کہا کہ ایک شخص آتا تھا اور مجھے کھانا کھلا دیتا تھا اور میرے سانس آنے کے لئے روزن رہ گئے تھے یہ سب تصرفات حضرت میٹھے مدار کے تھے اسی طرح آپکی اولاد میں شیخ طٰہٰ تھے جو حاجی شہاب الدین بن میٹھے مدار

کے فرزند تھے۔ وہ تمام علوم میں دستگاہ کامل رکھتے تھے علم سیمیا و کیمیا و ریمیا جانتے تھے غرض حضرت شاہ مدار صاحب کا تصرف نہ صرف ان پر ہی ہوا بلکہ ان کی اولاد در اولاد میں نسبت مداری جاری رہی اور ہر شخص ان کی اولاد میں سلسلۂ مداریہ کے اجرا میں پورا پورا حصہ لیتا رہا باقی حالات ان کی اولاد کے بحر ذخار میں مفصل ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے کشف المحجوب میں ہے کہ ابوالعباس احمد بن مسروق خراسان کے بزرگوں میں سے تھے اور سب اولیاء اللہ کا اتفاق ہے کہ وہ اوتاد الارض میں سے تھے اور ان کو حضرت شاہ مدار صاحب سے صحبت حاصل ہوئی تھی۔ بعض قلمی کتابوں میں تحریر ہے کہ ابوالعباس خلیفہ اور مرید حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ کا قول ہے من کان سرورہ لغیر الحق فسرورہ یورث الهموم ومن لم یکن انسہ فی خدمۃ ربہ فانسہ یورث الوحشۃ یعنی جو شخص بغیر خداوند تعالیٰ کے خوش ہو اس کی خوشی سراسر غم کا باعث ہوتی ہے اور جس کو خداوند تعالیٰ کی عبادت سے محبت نہ ہو اور ما سوی اللہ سے محبت ہو وہ باعث وحشت ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ فانی چیزوں سے محبت نہ کرنی چاہئے اور جو خدا سے محبت رکھتا ہے سب چیزیں اسکی مطیع ہو جاتی ہیں۔ یہ نفسانی شرارتیں خدا سے غافل کر کے پریشانی کا باعث ہوتی ہیں۔

ذکر حضرت شیخ حمید بن شیخ جلال بن شیخ ثابت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حمید نے فیض مداری حاصل کیا اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت شیخ بن ثابت سے اور انہوں نے حضرت میٹھے مدار سے آپ کے خوارق عادات میں سے یہ ہے آپکے گھر میں حاملہ تھی آپ نے فرمایا تمھارے لڑکا پیدا ہوگا۔ چنانچہ شیخ عبداللہ پیدا ہوئے

جو بڑے صوفی تھے اور صاحب سماع تھے شاعر تھے جب حضرت شاہ مدار صاحب کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے تھے تو یہ غزل پڑھی۔

میروم و شاہ گویان میروم ۔۔۔ قبلۂ حاجات جویان میروم
بست مارا جذبۂ عشق بدو ۔۔۔ باہمہ ایں راہ پویان میروم
از غبار معصیت آلودہ بود ۔۔۔ روئے خود از لنگ شویان میروم
بہر زماں از روضۂ قطب مدار ۔۔۔ از شمیم خلد بویان ے روم
اے مداری ہر چہ داری گو مدار ۔۔۔ چون بدیع الدین گویان میروم

ذکر حضرت سید اجمل جونپوری خلیفہ حضرت شاہ مدار

حضرت سید اجمل باوجود مال و دولت کے نسبت باطنی سے اس طرح مستفید ہوئے ہیں کہ جیسے لوگ ترک تجرید کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سید اجمل کو جہاں علوم ظاہری و باطنی میں ایک کمال عنایت فرمایا تھا مال و دولت سے بھی نوازا تھا۔ علم انساب میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ حضرت شاہ اشرف جہانگیر کو اسکے متعلق جب کوئی مسئلہ پیش آتا تھا تو آپ انھیں سے دریافت کیا کرتے تھے آپ کے خلفا میں سے حضرت سید اجمل ہی تھے۔ کہ کتاب عوارف المعارف آپکے سامنے پڑھتے اور یہ جب پڑھا کرتے تو حجرہ کا دروازہ بند ہو جاتا تھا پھر انکی یہ حالت ہوتی تھی کہ دھاڑیں مار مار کر رویا کرتے تھے تو اسکے درس کے بعد کھانا کھاتے جب عوارف المعارف ختم ہو گئی تو انہوں نے عرض کیا فصوص الحکم اسکے بجائے پڑھوں تو حضرت شاہ مدار صاحب نے فرمایا کہ علم تصوف کی کتابیں پڑھنے سے یہ علم حاصل نہیں ہوتا یہ علم تو سینہ بسینہ حاصل ہوتا ہے۔ حضرت سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی

اسلام کے پھیلانے میں پورا حصہ لیا ہے۔ بکثرت مساجد بنوائیں۔ چنانچہ بنارس کی جامع مسجد جسمیں آج کل جمعہ ہوتا ہے وہ حضرت ہی کی بنوائی ہوئی ہے اسی طرح جونپور میں ساحل دریا پر مسجد بنوائی اب خراب ہوگئی ہے روضہ مبارک آپ کا اور آپ کی اولاد عزیز کا محلہ سپاہ جونپور میں ہے۔

گروہ دیوانگان میں سے حضرت سید جمال الدین المعروف بہ میر سید حمن جنتی رح

حضرت سید جمال الدین قدس سرہٗ یہ خواہر زادہ ہیں حضرت محبوب صمدانی میران سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت بی بی نصیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بطن سے ہیں اور انکے برابر خورد سید محمد حضرت شاہ مدار صاحب رضا کی دعا سے پیدا ہوئے تھے جیسا کہ پہلے تحریر ہوچکا ہے اصل میں آپکا نام مبارک سید محمد تھا حضرت شاہ مدار صاحب رضا جب ایک عرصہ کے بعد بغداد واپس آئے ہیں تو اس روز کا یہ واقعہ ہوا کہ یہ بالاخانہ سے گر کر مردہ ہوگئے حضرت بی بی نصیبہ نے اس گھبراہٹ میں حضرت شاہ مدار صاحب رضا کو اطلاع کی حضرت شاہ مدار صاحب رضا نے جو یہ حالت دیکھی آپ بیتاب ہوگئے اور فوراً آپ نے نہایت عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی آپ کی دعا مقبول ہوئی اور سید جمال الدین میں حرکت پیدا ہوئی اور یہ اٹھ بیٹھے حضرت شاہ مدار صاحب رضا نے فرمایا جانمن جنتی است جب سے آپ کو لوگ اسی لقب سے پکارنے لگے عوام میں یہ میر سید حمن جنتی کے نام سے مشہور رہے آپ بڑے عالم ہوئے اور صوفی عالی مقام تھے۔ آپ سے سلسلہ جاری ہے آپکے خلفاء اور مرید بکثرت ہیں۔ یوں تو آپ کے تصرفات بہت ہیں ایک ادنیٰ تصرف جو آپ کا ہوا ہے اس کو حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھا ہے کہ ایک بزرگ شیر پر سوار اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں لئے چلے آتے ہیں شیخ سعدی کہتے ہیں کہ مجھ پر یہ حالت دیکھ کر بیحد رعب

طاری ہوا۔ ان بزرگ نے ان کی بہت تسکین و تشفی کی اور فرمایا۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ	که گردن نه پیچد ز حکم تو ہیچ

یہ بزرگ حضرت سید جمال الدین جانمن جنتی تھے اسی طرح ان کی ملاقات حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے بھی ہوئی تھی۔ حضرت سید جمال الدین جب جنگل میں تشریف لیجاتے تو تمام درندے باطاعت تمام آپکے ہمراہ ہوتے تھے۔ آپ کی عمر بہت ہوئی ہے شیر شاہ کے وقت تک آپ نے بقید حیات تھے۔ آپ سے گروہ دیوانگان جاری ہوا جسکے بہتر شعبہ کے قریب ہیں چنانچہ دیوانگان حسینی دیوانگان سلطانی دیوانگان رشیدی وغیرہ خواجہ محمد رشید کا سلسلہ اوپر لکھا گیا ہے وہ حضرت سید جمال الدین جانِ من جنتی ہی سے ملتا ہے۔ حضرت سید جمال الدین جنتی کا مزار بلیسہ میں ہے جو نواح بہار میں ہے تاریخ وفات انکی یہ ہے۔

اہل حق سید جمال الدین حسن	عازم عقبیٰ چو گشتہ ناگہاں
سال او از انتہائے رنج شد	اہلِ باطن حیف رفتہ از جہاں

گروہ عاشقان میں حضرت سلطان الاولیاء قاضی مطہر علیہ الرحمۃ ہیں

حضرت قاضی مطہر رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ مدار صاحب کے جلیلہ خلفا میں سے ہیں۔ یہ جب حضرت شاہ مدار صاحب رضا کی خدمت میں آئے ہیں وہ دو سو طلبہ ان کے ساتھ تھے اور غرض یہ تھی کہ حضرت سے مباحثہ کریں اول وحدت الوجود کے متعلق چھیڑ چھاڑ کی ایک ہفتہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ آٹھویں روز حضرت شاہ مدار صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اے لڑکے میرا معبود ایک ہے اور یہ فرما کر نقاب چہرہ سے اٹھا دیا جس وقت قاضی کی نظر جمال مبارک پر پڑی بیہوش ہوگئے اور تین روز تک اسی حالت میں رہے

جب ہوش آیا تو معافی مانگی اور حضرت شاہ مدار سے بیعت کی۔ حضرت قاضی مطہرؒ بڑے عالم تھے اور باطنی علم میں تو حضرت شاہ مدار صاحب رضا کے طفیل وہ مرتبہ حاصل ہوا تھا، کہ بہت کم لوگوں کو وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ گروہ عاشقان آپ ہی سے جاری ہوا۔ آپ کے جانشین اور خلیفہ قاضی حمید ہیں۔ قاضی حمید قاضی مطہر کے عم بزرگوار تھے جب یہ حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں آئے بیعت کیلئے آئے ہیں تو آپ نے فرمایا قاضی مطہر کے پاس جاؤ انہوں نے عرض کیا وہ میرے بھتیجے ہیں مجھ سے ان کے سامنے آداب مریدانہ کیسے عمل میں آئیں گے آپ نے فرمایا اگر طلب صادق ہے تو ان باتوں کا خیال نہ ہونا چاہیے یہ عشق کی باتیں ہیں یہاں چھوٹے بڑے کا حساب نہیں ہے

درکیش جان فروشان فضل و ہنر نہ زیبد

ایں جا حسب نباشد اینجا نسب نہ باشد

غرض یہ قاضی مطہر صاحب رضا کی خدمت میں آئے اور فیض حاصل کیا اور سلسلہ جاری ہوا۔ اسی طرح حضرت قاضی مطہر کے خلیفہ حمید ہوئے اور ان کے خلیفہ شیخ عبدالغفور ہوتے جنکو صاحب اخبار الاخیار نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالغفور بابا کپور کے نام سے مشہور تھے آپ اصل میں کالپی کے رہنے والے تھے ابتدا رحال میں علم باطن کے حصول میں آپ نے بہت سفر کیا اور بہت مجاہدہ۔ آخر حضرت قاضی حمید مداری کی خدمت میں جاکر تسکین ہوئی اور بیعت کی اور سلوک مداری طے کیا آپ اکثر استغراق کی حالت میں رہتے تھے۔ بعد چند روز کے چینولے آپ کھاتے تھے بکثرت آپ کی طرف لوگ رجوع ہوتے تھے اور خوراق عادات کا بکثرت ظہور ہوتا تھا۔ آخر میں آپ نے گوالیار میں قیام فرمایا اور وہیں آپ کا مزار ہے جو مشہور ہے۔ کپور مجذوب آپکے وصال کی

تاریخ ہے حضرت سید طاہر یہ وہ بزرگ ہیں کہ ہمیشہ حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں رہتے تھے۔ ایک ہفتہ کے بعد نیم کے پتے خشک کرکے کھالیا کرتے تھے۔ اسی طرح شیخ مطہر ایک ہفتہ میں ایک مٹھی چاول کھایا کرتے تھے۔ بہت عرصہ تک حضرت شاہ مدار صاحب رضا کی خدمت میں بحالت سفر رہے ہیں۔ جب حضرت قطب مدار ماوراالنہر پہونچے ہیں تو ان سے فرمایا کہ کھانے کی بو نے دماغ پریشان کر دیا تم یہیں رہو۔ چونکہ علیحدگی برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔ غرض حضرت شاہ مدار صاحب رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ترک و تجرید اور آپکے خلفاء اور مریدوں کی ترک و تجرید کی کیفیت کیا بیان کی جائے یہ خدا کے شیر تھے انہوں نے اس کی محبت میں تمام لذات دنیا کو خیر آباد کہہ دیا تھا اس کے عشق و محبت میں ہر وقت سرشار رہتے تھے۔ پہ سچ ہے

عاشقی چیست بگو بندہ جانان بودن ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ دل بدستے وگرے دادن و حیران بودن

آپ کے خلفاء جن کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جن کو دیگر سلاسل کیساتھ نسبت مداری بھی حاصل ہے منجملہ انکے حضرت جانباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنکو فیض مداری حاصل ہوا اپنے مرشد حضرت شاہ عبدالسلام صاحب جونپوری سے ان کو شیخ الاسلام شیخ عبدالسلام عرف شاہ علی قلندر سے اور انکو قطب الاقطاب شیخ محمد قطب قلندر سے اور ان کو اپنے پدر بزرگوار قطب الدہر قطب الدین بنیا دل قلندر جونپوری سے اور ان کو قطب الاقطاب حاجی حرمین شریفین حضرت حاجی بڈھن مداری سے اور ان کو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شیخ ابوالفتح سرمست رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کو

حضرت مصدر فیوصات و الکرامات حضرت شاہ قاضن المعروف بہ قاضی منیر سے اوران کو عمدۃ العارفین حضرت شاہ حسام الدین سلامتی سے اور ان کو قطب الاقطاب غوث الافراد مخزن اسرار حضرت شاہ سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ سے

ذکر حضرت قطب جہاں کمال الدین امام سید عبد الرحمٰن عباسی الہاشمی ملقب بہ شاہ عبد الرحمٰن جانباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

یوں تو حضرت جانباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ تمام سلاسل کے جامع تھے چنانچہ سلسلۂ قلندریہ کے آپ کے رکن اعظم تھے مگر آپ کو تمام سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی جن سلاسل میں آپ کو خلافت حاصل تھی وہ یہ ہیں۔ سلسلۂ قلندریہ مکیہ علویہ طیفوریہ چشتیہ نظامیہ قادریہ سہروردیہ نظامیہ سلسلۂ فردوسیہ سلسلۂ سہروردیہ بہائیہ سلسلۂ مداریہ چونکہ حضرت جانباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اویسیہ طریقہ سے بھی فیض حاصل تھا۔ چنانچہ جب آپکی رحلت کا وقت قریب آیا ہے تو حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا ہم تمھارے آخرت کے مکان کے لئے ایک جگہ خط کھینچے دیتے ہیں یہیں تم اپنی قبر بنوانا چنانچہ صبح کو جو اٹھے دیکھا کہ اس جگہ جہاں ارشاد فرمایا تھا نشان بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت شاہ مدار صاحب کے ارشاد کے موافق ہی جگہ اپنا مزار بننے کی ہدایت فرمائی اور اپنی بیوی سیدہ کا مزار وہیں بنوایا اسطرح خاندان مداری کے حضرات ہمیشہ آپ کے عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے چنانچہ حضرت شاہ مجی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عرس کے موقعہ پر چند مداری طریقہ

کے لوگ حاضر ہوئے ان میں سے بعضے آدمیوں کی ظاہری حالت پراگندہ تھی مجھے ناگوار گذرا میں نے ان کو نکلوا دیا شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ مدار صاحب فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے متوسلوں کی ظاہری حالت کا خیال کیا اور میرا خیال نہ کیا حضرت شاہ مجی فرماتے ہیں فوراً میں گیا اور ان کو بلا لایا اور جو ان کا معمول تھا وہ ان کو دیکر رخصت کیا میری غرض اس کے لکھنے سے یہ ہے حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خاص حضرت جانباز قلندر سے انس و محبت ہے۔

حضرت جانباز قلندر کا نام و نسب

حضرت جانباز قلندر رحمہ اللہ کا اسم گرامی کمال الدین ہے امام عبد الرحمٰن کے نام سے مشہور ہیں جانباز قلندر آپ کا لقب ہے آپ نسباً سادات بنی عباس سے ہیں آپ کا سلسلہ نسب بیاسی کرسیوں سے حضرت سلطان التارکین مولانا سیدنا امام سید سلیمان سنجری عباسی سہروردی بغدادی تک پہونچتا ہے اور ستائیس کرسی سے خیر الناس حضرت ابو الفضل سیدنا عباس بن عبد المطلب ہاشمی عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے اور مادری سلسلہ آپ کا حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے اسی طرح آپکے آباؤ اجداد کا اکثر مادری سلسلہ سادات حسینی سے ملتا ہے حضرت جانباز قلندر اباً عن جدٍ دونوں طرف سے ہاشمی ہیں تفصیل یہ ہے۔

حضرت قطب جہاں جانباز قلندر کا آبائی سلسلہ

امام عبد الرحمٰن ابن سید شاہ علاء الدین عباسی بن حضرت سید نصیر الدین عطاء اللہ

عباسی بن قطب الاقطاب حضرت سید ظہیر الدین ثانی عباسی بن حضرت سید خیر الدین قطب الاقطاب عباسی بن قطب الاقطاب سید شاہ ظہیر الدین احمد عباسی بن حضرت مولانا و سیدنا سلطان التارکین سید سلیمان امام شرف الدین عباسی مستنجدی بن امیر عبد اللہ عباسی ابن امیر المومنین ابو المظفر سید یوسف الملقب بہ مستنجد باللہ عباسی بن امیر المومنین ابو عبد اللہ سید محمد الملقب بہ مقتفی باللہ عباسی بن امیر المومنین سید احمد الملقب بہ مستظہر باللہ عباسی بن امیر المومنین ابو جعفر سید عبد اللہ الملقب بہ قائم بامر اللہ عباسی بن امیر سید اسحٰق بن امیر المومنین ابو الفضل سید جعفر المقتدر باللہ عباسی بن امیر المومنین ابو العباس سید احمد المعتضد باللہ عباسی بن امیر سید ابو احمد موفق باللہ عباسی بن امیر المومنین ابو الفضل سید جعفر متوکل علی اللہ عباسی بن امیر المومنین ابو محمد اسحٰق معتصم باللہ عباسی بن امیر المومنین سید ہارون الرشید عباسی بن امیر المومنین سید محمد مہدی عباسی بن امیر المومنین سید عبد اللہ ابو جعفر منصور عباسی بن امام محمد ذو الثفنات بن سیدنا ابو ابراہیم امام علی سجاد زین امام المحدثین بن فقیہ الاصحاب ترجمان القرآن بحر العلوم مولانا و سیدنا عبد اللہ خیر الناس حضرت ابو الفضل سیدنا عباس عم النبی بن سید البطحا و سید القریش عبد المطلب بن سید العرب عمر العلا الملقب بہ ہاشم بہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

سلسلہ روحانی حضرت جانباز قلندر

حضرت قطب جہان امام عبد الرحمٰن جانباز قلندر نے خرقۂ کرامت و خلافت

حضرت شیخ الاسلام شیخ عبد السلام صاحب سے حاصل کیا اور انہوں نے شیخ عبد السلام عرف شیخ علن قلندر فاروقی جونپوری سے انہوں نے اپنے بزرگوار قطب الاقطاب شیخ محمد قطب قلندر سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار قطب الدہر قطب الدین بینا دل قدس سرہ سے اور انہوں نے غوث الدہر سید السادات سید نجم الدین قلندر سے انہوں نے سید السادات سید خضر رومی قلندر سے انہوں نے عبد اللہ بن عبد العزیز مکی صاحب علمبردار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ سے انہوں نے حضور سرور عالم سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

ضمیمہ

حضرت شاہ محی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علمبردار رضی اللہ عنہ کی عمر تین سو سال کی ہوئی ہے بعض روایتوں میں چھ سو سال کی عمر لکھی ہے حضرت شاہ محی قلندر فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ مکی حبس دم بہت کرتے تھے اس وجہ سے انکی عمر اس قدر طویل ہوئی اصل یہ ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بمضمون حدیث پاک اکثر اعمار امتی بین ستین و سبعین کے بموجب بعض بعض حضرات کی عمر طویل ہونیکی نسبت جو لوگ دور از قیاس خیال کرتے ہیں یہ ٹھیک نہیں کیوں کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں بعض بعض صحابہ کی عمر تین تین سو سال کی ہوئی ہے چنانچہ اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے کہ حضرت اماناۃ بن قیس کی عمر تین سو برس سال کی ہوئی ہے تو اگر حضرت عبد اللہ علمبردار کی عمر تین سو یا چھ سو سال کی ہوئی تو کیا تعجب ہے یوں تو قرآن پاک سے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ساڑھے نو سو سال کی نکلتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عبد العزیز فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ایک پہاڑ میں گوشہ نشیں ہو گئے جب حضرت امیر المومنین علی ابن

ابی طالبؓ کی خلافت کا زمانہ آیا تو آپ گوشہ سے نکلے اور بیعت کر کے پھر اپنی جگہ چلے گئے سلسلہ قطب جہاں امام جانباز قلندر کا چند واسطوں سے حضرت عبداللہ بن عتبہ العزیز مکی تک پہونچتا ہے جیسا اوپر لکھا گیا۔

حضرت امام جانباز قلندر عباسی کی ولادت اور زمانہ طفولیت

حضرت شاہ مجی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ والدہ حضرت قطب جہاں امام عبدالرحمن جانباز قلندر اپنے زمانہ کی رابعہ تھیں اور ولیہ تھیں اور ایسا سیدہ بی بی خاندان سادات کنتور سے تھیں۔ حضرت جانباز قلندر ۸۶۱ھ میں سیدہ بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے وہ زمانہ سلطان بہلول لودی شاہ دہلی کا تھا۔ حضرت جانباز قلندر کے والد بزرگوار حضرت سید علاء الدین عباسی اپنے وقت کے قطب تھے ایک روز ان کی زبان سے نکلا کہ میری اولاد میں قطب جہاں پیدا ہوگا۔ حضرت سیدہ بی بی کی عمر اسوقت پینتالیس سال کی ہو چکی تھی انہوں نے خیال کیا کہ شاید دوسری بی بی کے بطن سے ہو۔ شیخ پر یہ خطرہ ولی وقت کا منکشف ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بی بی تم اطمینان رکھو۔ قطب جہاں جو میری اولاد میں ہوگا وہ تمہارے ہی بطن سے پیدا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جب حضرت قطب جہاں جانباز قلندر کا حمل ہوا تو شیخ نے اپنی بی بی سیدہ سے فرمایا کہ لو مبارک ہو قطب جہاں حمل میں آگیا بی بی سیدہ یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئیں غرض نو مہینہ کے بعد حضرت جانباز قلندر پیدا ہوئے آپکی پیدائش کے وقت بکثرت انوار و برکات کا نزول ہوا جب آپکی عمر پانچ برس کے قریب ہوئی تو آپ کے والد صاحب حضرت شیخ وقت

علاء الدین صاحب نے بسم اللہ کی تقریب کی۔ خدا نے کچھ ایسا ذہن رسا عنایت فرمایا تھا کہ بہت جلد آپ نے قواعد کی کتاب ختم کر کے قرآن شریف شروع کر دیا۔ غرضکہ چودہ سال کی عمر میں آپ عالم متبحر ہو گئے۔ اسکے بعد علم باطن کی طرف متوجہ ہوئے اور سہروردیہ خاندان کی نسبت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ بتیس سال تک اپنے والد صاحب کے سامنے درس و تدریس میں مشغول رہے اور مخلوق کو مسائل فقہ سکھاتے رہے اور فتوے لکھتے رہے۔ غرض آپ کی ذات سے دین متین کو بہت رونق ہوئی خصوصاً قصبہ لاہرپور میں علم کا خواب چرچا ہوا حضرت شاہ علاء الدین صاحب نے تمام ظاہری و باطنی فیض و فیضان اور درس و تدریس وغیرہ سب حضرت قطب جہاں جانباز قلندر کی سپرد کر دیا تھا اور آپ گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ حضرت قطب جہاں کا سلسلہ سہروردیہ سات واسطوں سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار نے آخر عمر میں ارشاد فرمایا کہ اے عبدالرحمن تجھ کو عالم امر سے مرتبہ قطبیت عنایت ہونے والا ہے اور تجھ سے علاوہ اس کے دوسرا خاندان روشن ہونے والا ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے غرض حضرت قطب جہاں اپنے والد صاحب کے وصال کے بعد پچاس سال کی عمر میں سلطان سکندر لودی کے وقت میں دہلی گئے اور وہاں ملا الہ داد صاحب مصنف بدیع المیزان کی خدمت میں گئے یہ اس زمانہ میں مشہور و نامور علماء میں سے تھے ملا الہ داد صاحب نے جب قطب جہاں کو دیکھا کہ یہ تو جامع علوم نقلی و عقلی ہیں تو مدرسہ دارالخلافت دہلی میں آپ کو مقرر فرمایا۔ اور طلباء کو آپ کے سپرد کر دیا۔

غرض آپ کی لیاقت کا اسقدر شہرہ ہوا کہ آپ بھی مثل الہ داد مشہور ہو گئے

یہاں تک کہ بادشاہ کے مقرب ہو گئے بعض کہتے ہیں کہ سکندر لودی نے امامت آپ کے متعلق کی اور بعض کہتے ہیں کہ ہمایوں بادشاہ نے اپنا امام بنایا۔ پانچوں وقت ہمایوں بادشاہ حضرت قطب جہاں کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ان دونوں روایتوں کی تطبیق حضرت سلطان العرفا شاہ مجی قلندر نے فرمائی ہے کہ جب ہمایوں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حضرت قطب جہاں سکندر لودی کے امام تھے۔ ہمایوں بادشاہ نے ان کو طلب کیا اسی وقت سے آپکا لقب امام دانشمند ہوا۔ بارہ برس حضرت قطب جہاں دہلی میں رہے پھر آپکو اپنی والدہ صاحبہ کی قدمبوسی کا خیال آیا بادشاہ کی خدمت میں اس کو ظاہر کیا۔ بادشاہ نے چند دیہات واسطے مصارف ذاتی و طلبا و فقرا و مسجد و خانقاہ کے بنام حضرت قطب جہاں کے مقرر فرما دیئے اور حضرت قطب جہاں کو با اعزاز تمام رخصت کیا۔ کہتے ہیں کہ ولیہ وقت بی بی سیدہ کی عمر ایک سو دس سال کی ہو گئی تھی۔ جب قطب جہاں با جاہ و حشم مع طلبا کے حاضر خدمت ہوئے ہیں تو آپکی والدہ صاحبہ اپنے مصلے عبادت پر بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہو گئیں۔ حضرت قطب جہاں دیر تک منتظر رہے کہ سر اٹھائیں تو دولت قدمبوسی حاصل کریں۔ مگر اس ولیہ وقت نے توجہ کی اور نظر نہ اٹھائی حضرت قطب جہاں نہایت افسردگی اور معمولی کی حالت میں دست بستہ کھڑے رہے آخر بہت دیر کے بعد عرض کیا کہ یہ فقیر دولت پابوسی کے حصول کی تمنا میں کھڑا ہے اب تو چشم رحمت و نظر عنایت سے اسکو مشرف فرما دیا جائے آخر بی بی سیدہ نے سر مراقبت اٹھایا اور ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا اے عبدالرحمٰن تیرے باپ دادا کی میراث دوسرا علم ہے۔ ظاہری او منصب افتاد قضا برابر خو کی نہ سمجھتے تھے تو انھیں مراتب اونی میں رہا اور انھیں تو مدارج اقصیٰ سمجھا اگر تو چاہتا ہے کہ اپنے باپ دادا کا خلف

ہو تو خدا کی طلب میں مشغول ہو اور انکی اعتبارات دنیا سے فارغ ہو حضرت قطب جہاں نے عرض کیا جو ارشاد ہو گا تعمیل کروں گا فرمایا اپنے والد کی روح پاک کی طرف رجوع کرو جو کچھ ہو چنانچہ حضرت قطب جہاں نے بروحانیت حضرت شیخ الشیوخ شاہ سید علاء الدین صاحب رحمۃ اللہ کے رجوع کیا آپ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن وقت درس و دفاتر نہیں ہے تم کو چاہیے کہ سروختہ جہاں ہو عالم امرت تم کو مرتبہ قطبیت کا حاصل ہونیوالا ہے تم جونپور جاؤ اور شیخ الشیوخ شیخ الاسلام حضرت شیخ عبدالسلام کی بیعت سے مشرف ہو وہ تمہارے منتظر ہیں انہیں کے ذریعہ سے یہ مرتبہ حاصل ہوگا یہ معلوم کرکے حضرت قطب جہاں نہایت ذوق و شوق کے ساتھ تمام تعلقات درس و تدریس وغیرہ چھوڑ کر حسب ارشاد اپنے والد بزرگوار راہ خدا طلبی میں جونپور پہنچے حضرت شاہ مجی قلندر نے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ الاسلام شیخ عبدالسلام نے چالیس روز بیشتر یاران طریقت کو اس کی اطلاع کر دی تھی کہ طالب خدا خاندان نبوت و ولایت سے آتا ہے حضرت قطب جہاں جونپور کے قریب کنارہ دریائے گومتی پہنچے تو دریا بہت طغیانی پر تھا اسوقت کوئی کشتی بھی نہ تھی آپ رتھ میں سوار تھے رتھبان نے دریا کا زور دیکھ کر رتھ کو روکا حضرت قطب جہاں نے بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا پڑھ کر فرمایا کہ اگر اعتقاد کامل میرا رہبر ہے اور پیر میرا سچا ہے اور حکم خدا سے دریا طالبان خدا کے راستے کو یہ فرما کر حکم دیا کہ رتھ کو دریا میں ڈال دیا اور چنانچہ رتھ کو دریا میں ڈال دیا گیا بخیر و عافیت دریا سے اتر گئے جب جونپور قریب آ گیا تو حضرت قطب جہاں با پیادہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے

حضرت شیخ الاسلام نے قطب جہاں کو دور سے دیکھا اور فرمایا آؤ میرے جانباز جب قطب جہاں نزدیک پہونچے اور ہاتھ قدمبوسی کو دراز کئے شیخ الاسلام

حضرت شیخ الاسلام
اٹھ کھڑے ہوئے اور چھاتی سے لگا لیا اور جانباز کے لقب سے ملقب فرمایا اور اپنے
مکان پر ٹھہرایا اور تعلیم شروع کر دی۔ حضرت قطب جہاں پچیس ۲۵ روز شیخ الاسلام کی
خدمت میں رہے اور نعمت چودہ سلسلوں کی حاصل کر لی۔ ایک روز حضرت شیخ الاسلام صحن
مکان میں بیٹھے ہوئے تھے صحن میں چمن بندی تھی۔ پھول سبزہ کو دیکھ رہے تھے اور
اور گھاس پھولوں سے چن رہے تھے حضرت قطب جہاں بھی شیخ کی متابعت میں گھاس چمن
سے چننے لگے شیخ نے فرمایا میاں گھاس پوس اور پھول میں فرق ہے ایسے ہی
بندگان خدا میں مراتب کا فرق ہوتا ہے اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ حضرت قطب جہاں
اس کلمہ کو سنتے ہی بیہوش ہو گئے اور اسی وقت حضرت شیخ الاسلام نے برکت دعا
سے مرتبۂ علیا پر پہونچا دیا۔ پھر اسقدر کیفیت میں ترقی ہوئی کہ مرتبۂ قطبیت پر
پہنچے۔ ایک روز حضرت قطب جہاں نے خدمتِ شیخ الاسلام میں عرض کیا کہ دنیا سے
دل سرد ہو گیا جی چاہتا ہے کہ کسی گوشۂ صحرا میں تنہا بیٹھ کر اپنے حال میں مستغرق ہو
جاؤں حضرت شیخ الاسلام نے اجازت نہ دی اور فرمایا تمہارے لئے یہ حکم ہے کہ ارشاد
باطنی اور تعلیم ظاہری جاری کرو اور سنت نبوی یعنی نکاح کو ترک نہ کرنا۔ آخر حضرت قطب
جہاں کو جب رخصت مرحمت ہوئی تو آپ جونپوری سے روانہ ہو کر لاہر پور پہنچے اور اپنی
والدہ صاحبہ کی قدمبوسی کے قصد سے چلے آ۔ حضرت بی بی سیدہ نے جو سنا کہ میرا بیٹا شیخ الاسلام
کی خدمت میں سے معمور الولایت ہو کر آیا ہے۔ نہایت خوشی سے اٹھیں اور جسوقت یہ پہونچے یہ
کھڑی ہوئیں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور دوگانہ شکر ادا کیا اور وصیت فرمائی کہ اب تم
کو نکاح کرنا چاہیئے بعد چند روز کے بی بی سیدہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت شاہ علاء الدین احمد

سہروردی کے مزار کے پاس آپ کا مزار بنا حضرت قطب جہاں جانباز قلندر اجلۂ خلفاء
شیخ الاسلام میں سے ہیں سلسلہ قلندریہ میں آپ سے بہت رونق ہوئی حضرت
جانباز قلندر جب سے حضرت شیخ عبدالسلام کی خدمت سے رخصت ہو کر لاہر پور آئے
ہیں بکثرت لوگ داخل سلسلہ ہوئے تھے بڑے بڑے علماء و فضلاء آپ کے مرید ہوئے
چنانچہ حضرت شیخ محمود قلندر لکھنوتی سید خضر بن سید اللہ دیا شہید سالار ملک جاند
بہرائچی علوی قاضی الہ داد جونپوری وغیرہ بہت سے علماء و شرفاء داخل سلسلہ ہوئے
حجۃ العارفین میں ہے کہ قاضی الہ داد جونپوری عالم متبحر تھے مگر فقراء کے قائل
نہیں تھے اور ہمیشہ حضرت امام جانباز قلندر پر اعتراض کیا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے
تھے کہ یہ فرقہ صوفیا کا بہت ہی دیا کار ہوتا ہے ایک مرید حضرت امام جانباز قلندر
کا اس مجلس میں بیٹھا تھا اس نے یہ خبر سنکر حضرت امام جانباز قلندر کی خدمت میں یہ سب
باتیں عرض کر دیں حضرت امام جانباز قلندر پر اسوقت کیفیت طاری تھی اسی حالت
میں آپ کی زبان پر یہ لفظ جاری ہوئے اور کہ من علم قاضی را محو کردم۔ یہاں تو آپ
کی زبان پر یہ لفظ جاری ہوئے اور وہاں قاضی صاحب طلباء کو درس دے رہے تھے انہوں نے
دیکھا کہ قطب جہاں کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمھارا علم تمہارے غرور کی وجہ سے
محو کر دیا گیا۔ قاضی صاحب نے جو اپنی طرف دیکھا تو بالکل اپنے آپ کو جاہل مطلق
پایا اسی وقت گھر بار چھوڑ کر لاہر پور روانہ ہو گئے۔ اور حضرت امام جانباز قلندر
کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور آپکے فیض صحبت سے مراتب اعلیٰ پر پہنچے
ا۔ بتمام عمر حضرت جانباز قلندر کی ہی خدمت میں رہے اور یہیں وفات پائی
نیز آپکی مقابل دروازہ روضۂ قطب جہاں ہے حضرت جانباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

نے بوجہ وصیت اپنی والدہ صاحبہ کے بی بی سیدہ رائے ملک سے نکاح کیا۔ یہ سید اللہ دیا شہید
ساماتی ترمذی کی صاحبزادی تھیں ان کا سلسلہ نسب حضرت زید بن امام زین العابدین
تک پہونچتا ہے ان کے جد بزرگوار سید کمال کیتھیلی کے ہمعصر تھے یہ ہمایوں بادشاہ کے زمانہ
میں دہلی آئے تھے جس وقت ہمایوں بادشاہ اور شیر شاہ سے جنگ ہوئی تھی آپ بہرایچ بغرض
جہاد گئے تھے جیکو سم آئے لکھیں گے اور وہیں وفات پائی سید اللہ دیا کی صاحبزادی بی بی سیدہ رائے
ملک سے سات صاحبزادے پیدا ہوئے جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ سید عبد السمیع عباسی سید عبد اللطیف
عباسی۔ سید امین الدین عباسی سید ابو الفضل عباسی سید ابو الفضائل عباسی سید امین الدین عباسی۔
سید رفیع الدین عباسی سید اللہ دیا کے ایک صاحبزادے سید خضر اور ایک دختر سیدہ رائے ملک تھیں
سلطان وقت کی طرف سے بہرایچ میں بغرض جہاد آئے تھے۔ یہاں لڑائی ہوئی۔
اور آپ زخمی ہوئے لڑتے لڑتے قصبہ تنبوَ تک آئے حضرت قطب جہان کو جب معلوم ہوا
تو یہ بھی ان کی ملاقات کو گئے سید صاحب نے سر بوقت قرب شہادت لاہر پور موضع ٹیا میں
پہونچایا اور اپنے فرزند و دختر کو حضرت قطب جہان کے سپرد کیا اور حفاظت نسب کی
وصیت فرمائی اور انتقال فرمایا۔ حضرت قطب جہان کو اس وصیت کا خیال تھا اور
آپ اس فکر میں تھے کہ ان دونوں کا عقد کہاں کر دل ایک روز خواب میں حضور سرور
عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا اے عبد الرحمن سید اللہ دیا میرے
فرزند تھے تم ان سے ہم پیوند ہو حضرت قطب جہاں یہ مژدہ سنکر بہت خوش
ہوئے اور سیدہ بی بی سے اپنا نکاح کیا اور سید خضر کا نکاح اسی دوسری بی بی سے
جو لڑکی تھی کر دیا جب اس لڑکی کا انتقال ہو گیا تو دوسری صاحبزادی بی بی صاحبہ
کا نکاح سید خضر سے کر دیا اور سید خضر کو تعلیم ظاہری و باطنی سے سرفراز فرما کر اپنا طبقہ

سید خضر کا جب آخری وقت ہوا ہے تو آپ نے تجہیز و تکفین کا انتظام کر کے چادر
اوڑھ کر لیٹ گئے اور اس جہان فانی سے رحلت فرمائی حضرت امام عبد الرحمن جانباز
قلندر کی عمر ایک سو پندرہ سال کی ہوئی ۹۷۶ھ میں وفات پائی

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ سید عبد الرحمن عباسی جانباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

چوں شہنشاہ جہان معرفت	ذات او مستغنی از مدح و صفت
گوہر درج ولایت شاہ دین	اختر برج کرامت بالیقین
واقف اسرار حق بے انتہا	محرم راز حریم کبریا
بادشاہ شرع سلطان سلوک	خاکپائے سرمۂ چشم ملوک
درۃ التاج کرام اولیا	قطب در خو بشیں بود آں مقتدا
رحمت سربست از جہا سوئے بہشت	واصل حالی شدہ داخل بہشت

عقل را پرسیدم از سالش نشاں
گفت برخوان در بہشت جاداں ۹۷۶ھ

ذکر نسب حضرت قطب الاقطاب سید العرفا شاہ سید محمد مجتبیٰ عرف شاہ مجیؔ قلندر عباسی الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ لاہر پوری

حضرت شاہ مجیؔ قلندر کا نسب پدری حضرت امام عبد الرحمن جانباز قلندر کے واسطہ
سے حضرت حبر الامت بحر العلم امام عبد اللہ بن عباس ہاشمی تک پہنچتا ہے جو ذیل میں
لکھا جاتا ہے حضرت قطب الاقطاب شاہ سید مجتبیٰ عرف شاہ مجیؔ قلندر عباسی بن حضرت

شاہ سید مصطفےٰ عباسی بن حضرت شاہ سید امین الدین عباسی بن قطب جہاں امام عبدالرحمٰن جانباز قلندر عباسی بن شاہ سید علاء الدین سہروردی عباسی شاہ ولایت لاہرپور بن شاہ سید عطاء اللہ عباسی بن شاہ سید ظہیر الدین ثانی عباسی بن شاہ سید خیر الدین احمد عباسی بن شاہ ظہیر الدین عباسی بن شاہ امام سید سلیمان مستنجدی عباسی۔ باقی سلسلہ نسب حضرت جانباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں درج ہے۔

حضرت شاہ مجی قلندر نے اپنے اجداد سے آٹھ شخصوں کے نام پر لفظ ولی لکھا ہے حضرت شاہ امین الدین سے لیکر حضرت امام سلیمان عباسی تک ہر صاحب اپنے زمانہ میں ولی کامل و قطب وقت گذرے ہیں۔

نسب مادری

حضرت شاہ مجی قلندر کا نسب مادری چند طریقوں سے ائمہ علیہم السلام تک پہونچتا ہے ایک یہ کہ ایک صاحبزادی اولاد حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام سے امیر عبداللہ عباسی کیساتھ نکاح ہوا جن سے ابو محمد امام سیلمان عباسی پیدا ہوئے دوسرے یہ کہ والدہ حضرت شاہ سید عطاء اللہ عباسی بنت سید مفاخر الدین کنتوری کی ہیں جن کا سلسلہ یہ ہے۔ والدہ سید عطاء اللہ عباسی بنت مفاخر الدین بن ابو طالب بن سید محمد محروق بن سید ابوالقاسم بن سید حمزہ بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سید مفاخر الدین کے اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک دختر فاطمہ تھیں جو حضرت شاہ سید ظہیر الدین عباسی کو بیاہی گیئں جن سے حضرت سید عطاء اللہ عباسی پیدا ہوئے تیسرے یہ کہ بیڈرائے ملک والدہ حضرت شاہ امین الدین بنت سید اللہ دیا شہید سیاسانی جو اولاد حضرت سید زید صؒ بن

امام زین العابدین سے تھیں۔ انکا نکاح حضرت امام جانباز قلندر سے ہوا جنسے شاہ امین الدین پیدا ہوئے حضرت شاہ مجی شاہ قلندر عباسی حضرت مخدوم سید اللہ دیا حسینی کے نواسہ ہیں۔ والدہ آپکی بنت مخدوم سید جمال بن مخدوم سید اللہ دیا خیر آبادی بن سید نظام الدین عرف مخدوم شیخ اللہ دیا خیر آبادی بن سید میرن سید نور بن قاضی شاہ بن سید امام الدین بن سید رکن الدین بن سید محمد بن سید نور بن سید تیمور شجاع بن سید ابراہیم بن سید ابوالقاسم بن سید زید بن سید حضرت ملقب بہ جعفر کذاب بن امام حسن عسکری علیہ السلام باقی نسب مادری مخدوم سید اللہ دیا کا حضرت امام موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے غرض یہ ہے کہ حضرت امام سلیمانؒ سے لیکر حضرت شاہ مجی قلندر تک جتنے بزرگ ہوئے دونوں طرف سے ہاشمی ہوئے اور نجیب الطرفین ہوئے ہیں اور سب اپنے اپنے زمانہ میں قطب وقت ہوئے ہیں۔

حضرت شاہ مجی صاحب کا زمانہ طفولیت

حجۃ العارفین میں حضرت شاہ مجی قلندر نے تحریر فرمایا ہے کہ بچپن کے زمانے میں میرے ماموں سید ابوسعید مجھ کو اپنے پاس رکھتے تھے اور قطعاً اپنے پاس سے جدا نہ کرتے تھے یہاں تک کہ میری عمر اٹھارہ سال ہوگئی اور صرف نحو پڑھ چکا حضرت شاہ مجی قلندر نے ایک مکتوب میں جو اپنے چھوٹے بھائی شاہ یٰسین قلندر کو لکھا تھا یہ تذکرہ کیا ہے کہ ایک دن لڑکپن میں اپنے ماموں شیخ ابوسعید کی خدمت میں تھا ایک فقیر مونڈا نے بیٹھے خانقاہ میں آیا شیخ ابوسعید نے اپنی کرامت سے اسکا حال دریافت کیا کہ اس فقیر نے کچھ کھایا نہیں ہے پس مجھ سے فرمایا کہ کچھ لاؤ یہ بھوکا ہے حسب الحکم میں گھر گیا دیکھا کچھ موجود نہ تھا۔ کھچڑی اور نمک لے آیا آپنے فرمایا اس فقیر کو دیدو پھر فرمایا

میں نے۔
کھچڑی پکائی اور کھائی جب کھانے سے فراغت پائی تو ہاتھ اٹھا کر اسطرح دعا کی۔
کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ ہم بھوکے تھے اس لڑکے نے کھانا دیا خوب آسودہ ہو کر ہم نے
کھایا اسکو بزرگ کر اس فقیر کی اس دعا سے شیخ ابو سعید بہت خوش ہوئے عزیز من
جو کچھ عنایت حق مجھ پر ہے وہ فقیروں کی دعا سے ہے مراد المریدین میں ہے کہ حضرت
شاہ مجی قلندر لکھنؤ میں مولوی عبدالقادر صاحب کے کہ عالم متبحر تھے شرح وقایہ ہدایہ
پڑھتے تھے ایک دن مطالعہ کرتے کرتے ناگاہ ایک آواز آئی کہ مجی کتاب کو رکھ دے
خدا کو پہچان جب ادھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر مطالعہ کرنے لگے پھر وہی آواز کان
میں آئی متحیر ہوئے تلاش کیا کسی کو نہ پایا پھر کتاب میں مشغول ہو گئے تیسری بار
پھر وہی آواز سنی اس مرتبہ یقین آیا کہ یہ آواز منجانب اللہ ہے اسوقت قلب پر ایک
کیفیت محسوس ہوئی اور علم ظاہری سے دل سرد ہو گیا اور علم معرفت کا شوق
ذوق معلوم ہونے لگا آپ کتاب بند کر کے مولوی صاحب کی خدمت میں پہونچے اور کتاب
رکھدی مولوی صاحب نے فرمایا خیر ہے عرض کیا کہ علم ظاہر کی تحصیل سے دل سرد ہو گیا
مولوی صاحب نے ہر چند سمجھایا مگر ان کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا ارادہ لاہور جانے کا کیا وہاں
ایک شیخ بہت مشہور تھے جن کا نام نامی حضرت شاہ میر لاہوری تھا اور یہ حضرت سید
ابو المکارم عباسی بن سید ابو المعالی عباسی بن قطب جہاں امام عبدالرحمن جانباز قلندر کے
پیر تھے۔ غرض اسی خیال میں نواح دہلی میں پہونچے اتنے میں گرد و غبار اٹھا اور ابر سخت
گھر آیا جنگل میں ایک درخت کے نیچے ٹھیر گئے اور مراقبہ میں بیٹھ گئے دیکھتے کیا ہیں
کہ بہت سے آدمی نظر آئے ان میں سے ایک شخص نے ان سے آ کر کہا کہ اٹھو حضرت

شاہ میر آتے ہیں یا یہ سمجھے ہیں کہ شاہ میر لاہوری تشریف لاتے ہیں۔ آپکے اس خیال کے آتے
ہی اس نے کہا کہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لاتے ہیں فی الفور یہ
اٹھے اور استقبال کیا اور قدمبوس ہوئے حضرت غوث الاعظم نے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے
انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا تمھارا حصہ جونپور میں ہے انہوں عرض کیا
کہ اب میں کہاں کہاں مارا مارا پھروں گا امیدوار ہوں کہ حضور ہی سے فیض حاصل ہو
آپنے فوراً دائرہ غوثیہ بطریق معمول تلقین فرمایا اور ارشاد کیا کہ کشود کار تمھارا جونپور
میں ہو گا سلطان العرفا حضرت شاہ مجی نے وہاں سے جونپور کا قصد کیا اور منزلیں
طے کرتے ہوئے قریب جونپور پہونچے۔ راہ میں دریا ملا حیران تھے کہ کسطرح پار
اتریں اتنے میں ایک شخص بلباس جوہریان آئے اور دریافت کیا کہ کیسے خاموش
بیٹھے ہو انہوں نے جواب دیا پانی بہت ہے اور کشتی ہے نہیں۔ جوہری نے کہا پانی
زیادہ نہیں میں چلتا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ غرض جوہری صاحب
آگے ہو اور آپ پیچھے۔ دریا پایاب ہو گیا صرف ایڑیاں تر ہوئیں اور اس پار ہو گئے
جوہری صاحب نے ایک ٹکڑا خشکہ روٹی کا نکالا اور ان کو دیا یہ بھوکے تھے اس کو
کھایا اور پانی پیا جوہری صاحب جونپوری کا راستہ بتا کر غائب ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ
خواجہ خضر علیہ السلام تھے۔
القصہ حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس قلندر قبل آپکے پہونچنے کے جہل
قدمی فرماتے رہتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ میاں بندگی کا پوتا نعمت باطنی لینے کے
لئے آتا ہے یہانتک کہ حضرت شاہ مجی پہونچ گئے انہوں نے حاضر ہوتے ہی
قدمبوسی کی آپ نے نہایت مہربانی سے ٹھہرایا اور داخل سلسلہ کیا چونکہ سادات

نبی ہاشم ہیں قدرتی طور پر قابلیت ہوتی ہے یہ لوگ بہت جلد بہت اور لوگوں کے بہت جلد باطنی ترقی حاصل کرلیا کرتے ہیں، کیونکہ ان لوگوں کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی اور روحانی دونوں تعلق ہوتے ہیں اسوجہ سے بہت جلد ان کے مراتب میں ترقی ہوجاتی ہے آپ کو بہت تھوڑے عرصہ میں نسبت قلندریہ چشتیہ قادریہ حاصل ہوگئی چونکہ اذکار قلندریہ میں بہت محنت ہوتی ہے آپ نے جو محنت کی تو منہ سے خون آنے لگا تھوڑے عرصہ میں صحت آگئی حضرت قطب عالم عبد القدوس قلندر نے اجازت عطا فرمائی اور ساتھ میں ایک نسخہ کیمیا کا بھی تاکہ جمعیت خاطر رہے۔ فرمایا آپ نے عرض کیا کہ جو کیمیا باطنی آپ نے عنایت فرمائی ہے کہ حادث سے قدیم اور ممکن سے واجب ہوجا یہ سونا چاندی بنانے سے لاکھ درجہ بڑھ کر ہے مجھے اس نسخہ کی ضرورت نہیں قطب عالم نے یہ سنکر سینہ سے لگایا اور فرمایا تیرا مرتبہ مجھ سے بھی بلند ہو گیا کیوں کہ میں نے نسخہ سیکھا مگر عمل نہیں کیا اور تم نے سرے سیکھا ہی نہیں اس کے بعد آپ لاہر پور آئے پھر حاضر خدمت قطب عالم ہوئے اور سات روز رہے اور انوار و برکات باطنی سے مالا مال ہوئے پھر تھوڑے عرصہ کے بعد تین دن خدمت میں رہے پھر قطب عالم کا وصال ہوگیا۔ ایک سو دس سال کی آپکی عمر ہوئی آپ طے الارض فرما کر حج کر آیا کرتے تھے حضرت شاہ جمی دوسر کلمر تبہ جب سات روز جونپور میں قیام کیا ہے تو اسوقت خلافت تمام خاندانوں کی عنایت ہوئی پھر تو اسقدر کثرت سے آپ کا فیض جاری ہوا کہ چہار اطراف سے جوق در جوق لوگ آتے تھے اور بیعت ہوتے تھے۔ بوجہ کثرت اشغال کے آپکے تمام مخصوص مقام پہ تکلیف ہوگئی تھی کہ چارپائی پر بیٹھنے سے آرام ملتا تھا اسوقت سے چارپائی پر تشریف رکھا کرتے تھے چنانچہ جب حضرت شیخ نظام الدین عثمانی امیٹھی شریف ضلع نواب گنج کے مزار پر حاضر ہوئے ہیں

وہاں بھی اسی صورت سے مراقبہ کیا۔ لوگوں نے بہت اعتراض کئے۔ مگر شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہ سجادہ نشین تھے انکو حضرت سے اعتقاد تھا۔ انہوں نے بہت خدمت کی۔ آخر سجادگی باوجود مخالفت کے انھیں کو حاصل ہوئی شیخ جنید لاہرپوری بھی حاضر ہوئے تھے۔ آپ نے تمام سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ نقل مثال جو آپ کی خاص بیاض میں تھی وہ ہدیہ ناظرین ہے

نقل مثال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایں درویش مجتبیٰ بن مصطفےٰ لاہرپوری کہ آل و اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہست شیخ جنید ثانی ابن شیخ عبد الواحد جانشین حضرت قطب العارفین شیخ نظام الدین عثمانی امیٹھی را اجازت مریدگرفتن ایں سلاسل سلسلہ قلندریہ قدس اللہ اسرارہم وسلسلہ مداریہ قدس اللہ اسرارہم وسلسلہ سہروردیہ قدس اسرارہم وسلسلہ قادریہ قدس اللہ اسرارہم دادہ است حق تعالیٰ موفق گرداند۔

بیاض مذکورہ میں مثال کے بعد تمام خاندان کے سر طائفہ حضرات کے اسمار گرامی بھی مرقوم ہیں جیسے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سید معین الدین چشتی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حضرت امیر سید نجم الدین قلندر غوث الدہر وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خلفار آپکے بہت ہوئے ہیں جو مشہور ہیں ان کے نام یہ ہیں حضرت شاہ عبد الرسول گھندوی حضرت شاہ فتح قلندر جونپوری حضرت شاہ محمد ماہ الہ آبادی شاہ قاسم دہلوی شاہ بہار الحق بن شاہ فتح قلندر شاہ ابو نجیب عاشق قلندر ساکن امیٹھی شاہ محی الدین

بلگرامی شاہ مظفر اودھی۔ امیر سید دانیال ہرگامی امیر سید مسعود ابن سید دانیال شاہ محمد رضا
شاہ محمد قطب شاہ محمد آفاق شاہ عبد الرسول ستھرکی شاہ عبد الرسول بنارسی شاہ یوسف قلندر
غرض تیئیس ۲۳ خلفا آپکے بڑے زبردست ہوئے جنہیں بہت دور دور سلسلہ آپکا پہنچ گیا
کاکوری شریف میں آپکا سلسلہ نہایت آب و تاب سے جاری ہے چنانچہ حضرت شاہ فتح قلندر ابن
شاہ محمد لیین بن حضرت شاہ محمد مصطفےٰ ابن حضرت شاہ امین الدین امین ابن حضرت شاہ امام
عبد الرحمٰن جانباز قلندر لاہر پوری ہوئے آپ کے خلیفہ حضرت امیر سید شاہ باسط علی قطب اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے خلیفہ حضرت شاہ سید کاظم رحمۃ
اللہ ہوئے آپکے خلیفہ حضرت شاہ سید تراب علی ہوئے کاکوری کی تکیہ شریف بھی عجیب برکت کی
جگہ ہے آجکل وہاں کے سجادہ نشین حضرت شاہ سید حبیب حیدر صاحب علوی قلندر ہیں اللہ
تعالیٰ تا دیر ان کو سلامت بابرکت رکھے آپکے والدہ صاحب حضرت شاہ
علی انور صاحب بڑے پایہ کے بزرگ اور قطب وقت تھے۔

ذکر حضرت زبدۃ الواصلین واقف اسرار خفی و جلی مولینا سید احمد علی شاہ عباسی الہاشمی چشتی صابری قدس سرہ

آپ نسبتاً سادات بنی عباس سے ہیں سلسلۂ نسب آپ کا حسب ذیل ہے حضرت سید
احمد علی شاہ عباسی بن مولانا سید سعادت علی عباسی بن مولینا مولوی سید عبد الغنی عباسی بن
مولینا سید عبد الرحیم عباسی بن مولینا سید محمد عنایت اللہ عباسی بن مولانا سید منور
محمد صاحب عباسی بن مولانا سید محمد صالح عباسی بن مولانا سید محمد عباسی بن مولانا سید

ما بن عباسی بن مولانا سید رکن الدین عباسی بن مولانا سید نظام الدین عباسی بن مولینا
سید شمس الدین عباسی بن مولانا عمدۃ الملک سید شرف الدین عباسی بن مولانا ملک سید
معین الدین عباسی بن مولانا ملک سید تاج الدین عباسی بن مولانا سید محمد یوسف عباسی
بن مولانا سید محمد حمزہ عباسی بن مولانا سلطان سید محمد اسحاق عباسی بن مولانا سلطان سید
محمد اسمٰعیل عباسی بن مولانا سلطان سید قطب الدین عباسی بن مولانا سلطان سید محمد تقی عباسی
بن مولانا سلطان محمد موسیٰ عباسی بن مولانا امیر المومنین امام محمد امین باللہ عباسی بن امیر
امیر المومنین مولانا الامام ہارون الرشید عباسی بن امیر المومنین خلیفہ رسول رب العالمین
امام محمد مہدی عباسی بن امیر المومنین مولانا امام ابو جعفر عبد اللہ المنصور عباسی بن حضرت امام محمد
عباسی بن امام علی سجاد عباسی بن حضرت حبر امۃ سیدنا امام عبد اللہ بن مولانا و سیدنا
امام ابو الفضل حضرت عباس بن حضرت شیبۃ الحمد عبد المطلب بن حضرت عمرو العلا الملقب
بہ ہاشم رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

سلسلۂ روحانی قادری حضرت سید احمد علی شاہ صاحب عباسی الہاشمی

حضرت سید احمد علی شاہ عباسی حضرت حافظ محمد موسیٰ حضرت سید محمد اعظم حضرت محمد سالم حضرت میران
سید شاہ بھیک حضرت شاہ سید ابو المعالی حضرت شیخ داؤد گنگوہی حضرت شیخ محمد صادق
گنگوہی حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی حضرت شیخ نظام الدین بلخی حضرت شیخ جلال الدین
محمود تھانیسری حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی حضرت شیخ درویش
محمد قاسم محمد اودھی۔ حضرت میران شاہ سید بڈھن بہرائچی۔ حضرت میران سید اجمل
بہرائچی۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری حضرت

شیخ محمد عیسیٰ قادری حضرت شیخ عبید فاضل حضرت شیخ فاضل ابوالمکارم قادری حضرت شیخ قطب الدین محمد ابوالغیث قادری حضرت شیخ شمس الدین علی حداد قادری حضرت شیخ المشائخ محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی. حضرت شیخ ابوسعید ابن المبارک حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری. شیخ ابوالفرح طرسوسی. شیخ عبدالوہاب بن عبدالعزیز شیخ عبدالعزیز تمیمی حضرت محمد ابوبکر شیخ شبلی حضرت سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی. حضرت خواجہ سری سقطی حضرت خواجہ معروف کرخی حضرت امام علی موسیٰ رضا حضرت امام موسیٰ کاظم حضرت امام جعفر صادق حضرت امام محمد باقر حضرت امام زین العابدین حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امیرالمومنین قبلۂ العارفین مولانا و سیدنا امام علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ حضور سرور کائنات سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مجبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

سلسلۂ چشتیہ صابریہ

حضرت حاجی حرمین شریفین سید احمد علی شاہ حضرت حافظ محمد موسیٰ۔ حضرت سید محمد اعظم حضرت محمد سالم حضرت میران سید شاہ بھیک حضرت شاہ سید ابوالمعانی حضرت شیخ داؤد گنگوہی حضرت شیخ محمد صادق حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی حضرت شیخ نظام الدین بلخی حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس حضرت شیخ درویش محمد قاسم اودھی شیخ محمد عارف شیخ عبدالحق ردولوی شیخ جلال الدین پانی پتی شیخ شمس الدین ترک پانی پتی حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری حضرت بابا فرید شکر گنج حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری حضرت خواجہ عثمان ہارونی۔ حضرت خواجہ شریف زندنی

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف چشتی حضرت خواجہ ابو محمد چشتی حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی۔ حضرت خواجہ ابواسحٰق چشتی حضرت خواجہ ابواسحٰق دینوری حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری حضرت خواجہ سدید الدین خذیفہ مرعشی حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی حضرت فضیل بن عیاض۔ حضرت عبدالواحد بن زید حضرت خواجہ حسن بصری حضرت امیرالمومنین سیدنا علی ابن ابی طالب حضور سرور عالم سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سلسلہ مداریہ

یوں تو فقیر مولف کے جد امجد حضرت حاجی سید احمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جامع طرق تھے مگر چونکہ غلبہ چشتیہ قادریہ کو تھا۔ اسوجہ سے ان دونوں سلسلوں پر اکتفا کیا گیا ہاں مداری سلسلہ وہ بھی آپ کو پہونچا تھا وہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

حضرت حاجی سید احمد علی شاہ عباسی حضرت حافظ محمد موسیٰ حضرت سید محمد اعظم حضرت محمد سالم حضرت میران سید شاہ بھیک حضرت شاہ ابوالمعالی حضرت شیخ داؤد گنگوہی حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی حضرت شیخ نظام الدین بلخی۔ حضرت جلال الدین تھانیسری حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی حضرت درویش محمد قاسم اودھی حضرت سید بڈھن بہرائچی حضرت شاہ سید اجمل بہرائچی حضرت بدیع الدین قطب مدار حضرت طیفور شامی۔ حضرت علین الدین شامی۔ حضرت یمین الدین شامی۔ حضرت عبداللہ علمبردار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

فقیر مولف کے جد امجد بقدر ضرورت جب علم ظاہری حاصل کر چکے تو علم باطن کے حصول کا شوق پیدا ہوا حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے اور خاندان چشتیہ و قادریہ میں بیعت کی اسکے بعد ذکر و شغل مجاہدہ و ریاضت کرنی شروع کی۔ آبادی میں آنا قطعاً بند کر دیا تھا۔ جب تمام سلوک طے ہو گیا اور وقت آیا کہ خلافت کے مرتبہ سے سرفراز ہوں حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے عرصہ تک حاضر رہے اور فیض لیتے رہے لنگر خانہ کی خدمت آپکے متعلق تھی سب صوفیوں کو نہایت اہتمام سے اور خلوص سے کھانا کھلاتے تھے جب حضرت صاحب کو الہام ربانی ہوا اسوقت پیروں کی امانت انکے سپرد کی اور خاندان چشتیہ صابریہ قادریہ میں خصوصاً باقی سہروردیہ نقشبندیہ مداریہ میں عموماً اجازت و خلافت مرحمت فرمائی بعد ازاں جب مکان پر اور وہ آئے ہیں تو آپکی والدہ صاحبہ نے باصرار تمام آپکی شادی کر دی مگر آپ کو ترک و تجرید کا لطف ایسا تھا کہ آپ پھر چلے گئے اور شیر پور ایک جگہ تھی چلہ کشی میں مشغول ہو گئے اس درمیان میں جب کبھی مکان پر تشریف لاتے تو نقاب چہرہ پر پڑا رہتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ عالم مثال آپ پر روشن تھا ہر شخص کے جیسے اعمال ہوتے تھے ویسی ہی اس کی صورت مثالی سامنے آتی تھی اسوجہ سے آپ کسی کو دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔

جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت حافظ موسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت ہے آپ اور مولوی سید امانت علی صاحب حاضر خدمت ہوئے یہ ایسا وقت تھا کہ آپکے سب خلفاء حضرت حافظ بانکے صاحب حاجی غلام علی شاہ صاحب۔ حضرت شاہ خاموش صاحب سب آپکی خدمت میں موجود تھے اسوقت حافظ صاحب نے چاہا، کہ سجادہ نشین انمیں سے کسی کو کر دوں سب سے اول میرے جد امجد علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ احمد علی

کو یہ عمامہ باندھا تو یہاں میری جگہ بیٹھنا۔ انہوں نے بوجہ ادب کے عرض کیا کہ حضرت میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا پھر حضرت مولانا سید امانت علی صاحب سے فرمایا انہوں نے بھی یہی جواب دیا پھر اور حضرات خلفاء سے یکے بعد دیگرے فرماتے رہے سب یہی جواب دیتے رہے اسوقت حضرت حافظ صاحب پر ایک کیفیت طاری تھی جب ان سب حضرات نے انکار کر دیا تو آپ نے ایک خادم کو جو خانقاہ میں جھاڑو دیا کرتا تھا فرمایا اے فلانے ان میں کوئی پگڑی نہیں باندھتا آ تیرے سر پر پگڑی باندھ دوں وہ سنتے ہی بھاگا ہوا آیا اور آپکے سامنے سر جھکا دیا آپنے فوراً پگڑی اس کے سر پر باندھ دی اور سب خلفاء کو حکم دیا کہ اس کو نذریں دیدو سب نے فوراً نذریں دیدیں فرماتے تھے اسوقت ہماری نذر جو اس شخص پر پڑی ہے تو حضرت حافظ صاحب کی اور اسکی صورت میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔ آخر کو ہم سب نے اس کا افسوس کیا۔ اسکے بعد آپ اور حضرت شاہ خاموش صاحب حج کو روانہ ہو گئے۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے عرصہ تک وہاں حاضر رہے اکثر حضوری ہو جاتی تھی اس درمیان میں ہر طرح کی جسمانی تکلیفیں بھی ہوتی رہیں مگر جب حضوری ہو جاتی تھی ساری کوفت رفع ہو جاتی تھی ایک بار جو حضوری ہوئی تو آپنے ارشاد فرمایا کہ احمد علی تم کو ہمارے شہر میں بہت تکلیف ہوئی آج سے ہم نے پانچ روپے تمہارے مقرر کئے فرماتے تھے اس کے بعد پھر ہم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی مطلب یہ تھا کہ پنجتن پاک کے سائے میں آ گئے اور ان کے باطنی مراتب کے پرتو سے مشرف ہوئے اسکے بعد بخیر و عافیت آپ مکان کو واپس آئے حضرت جد امجد فرمایا کرتے تھے کہ ہم جب عرصے کے بعد مکان پر آتے تو ہماری والدہ صاحبہ بہت خوش ہوتیں دس پانچ دن تو ہنسی خوشی رہتیں پھر فرمائیں

احمد علی دیکھو تمہارے بھائی نائب تحصیلدار ایک سب انسپکٹر ہیں تم کب تک اس حالت میں رہو گے ماشاء اللہ اب تو تم صاحب اولاد بھی ہو گئے ہو بس دو ایک دن تو میں یہ باتیں سنتا اور پھر عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاتا ایک بار حضرت مولوی سید امام الدین صاحب سے سفارش کرائی اور مجھے سمجھانے کی کوشش کی مولوی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میاں تمہاری والدہ کا یہ پیام ہے میں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کیا آپ کو اسکو پسند کرتے ہیں کہ آپ خالق سے غافل ہو جاؤں اور اس کا حق ادا نہ کروں یہ سنکر مولوی صاحب خاموش ہو گئے میرے پیر و مرشد کے والد صاحب اور میرے جد امجد[۴۵] یہ دونوں ترک و تجرید کو بہت پسند کرتے تھے بڑے بڑے مجاہدے کئے تھے۔ ایک ہفتہ یا اور زیادہ دونوں میں باہم ملاقات ہوا کرتی تھی اور جو باتیں باطنی اسرار کی ہوتی تھیں ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے۔ ایک بار فرماتے تھے کہ میں سنبھل چلا گیا وہاں ان کے بڑے بھائی مولوی سید اسد علی صاحب عباسی نائب تحصیلدار تھے فرمایا کرتے تھے کہ جب میں گیا ہوں تو لوگوں کی تو یہ حالت تھی کہ کوئی ہاتھ چومتا تھا کوئی پیر چومتا تھا اور کھانے پر پر تکلف کھانے میں آئے ان باتوں سے نفس میں سرکشی کے آثار ظاہر ہونے لگے یہ دیکھ کر معاً یہ تدبیر سمجھ میں آئی کہ ایک جھولی گلے میں ڈال کر بازار میں جانا چاہیئے ان لوگوں کو دنیاوی عزت اور نام و ننگ کا کچھ پاس تو ہوتا ہی نہیں فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور گلے میں ایک جھولی ڈال لی اور ایسے موقع پر بازار میں پہونچے جو آدمیوں کے ہجوم کا وقت ہوتا ہے لباس صاف ہی پہنے ہوئے تھے چونکہ خلقتاً خوبصورت تھے سرخ سفید رنگ تھا اونچی ناک بڑی بڑی آنکھیں اور اسپر عبادت کا نور جب بھی کسی دوکاندار کے سامنے کھڑے ہوتے وہ بغیر سوال کے جھولی میں ڈال دیتا ترکاری والی عورتوں نے بھر بھر مٹھی ترکاری کے دینے شروع کر دیئے آخر وہ جھولی جتنی بھی تھی ذرا

[۴۵] جب حضرت سید محمد امین اللہ شاہ صاحب

دیر میں بھر گئی کچہری کے لوگوں نے جو یہ حالت دیکھی دانت تلے انگلی دینے لگے اور کہنے لگے یہ تو پیشکار صاحب کے بھائی ہیں ان کو یہ کیا ہو گیا یہ خبر سارے شہر میں ذرا دیر میں پھیل گئی پیشکار صاحب سے بھی کسی نے جا کر کہدیا ان کو سخت غصہ آیا جب یہ اپنے نفس کی تنبیہ کر چکے راستے میں ایک فقیر ملا وہ جھولی تو اس کو دیدی اور مکان پر آ گئے۔ یہاں کا رنگ ہی دوسرا تھا بھائی صاحب نے جو کچھ نہ کہنا تھا وہ کہا احمد علی تمہیں اگر بھیک مانگنی تھی تو میرے یہاں آکر کیوں مانگی اور جہاں چاہتے منہ کالا کرتے یہ بیٹھے ہوئے چپ سنا کئے اب تو نفس کی ساری سرکشی کافور ہو گئی دوسرے دن وہاں سے چل دیئے اللہ اکبر یہ تھے خاصان خدا کے مجاہدے اسی طرح وہ لوگ نفس کی اصلاح کیا کرتے تھے دنیاوی عزت کی ان کی آنکھوں میں ذرہ برابر وقعت نہ ہوتی تھی۔ جناب والد صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میری عمر بیس سال کی ہو گئی تھی مگر حضرت صاحب قبلہ نے مجھ سے کلام نہیں کیا تھا اپنے نانا صاحب کے یہاں رہتا تھا جو کچھ کوشش میری تعلیم کی انہوں نے ہی کی۔ میں بچھرایوں ضلع مرادآباد میں مولوی ابراہیم علی صاحب مرحوم کے مکان پر رہتا تھا۔ وہاں حضرت مولانا مولوی علیم اللہ صاحب شاگرد رشید حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث کا قیام تھا۔ میں بھی حدیث پڑھتا تھا اتفاق سے جس وقت مسلم شریف پڑھ رہا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ تشریف لائے چونکہ مولانا کو بھی یہ معلوم تھا کہ حضرت صاحب مجھ سے کلام نہیں کرتے انہوں نے بھی سبق موقوف نہیں کیا پڑھاتے ہی رہے چونکہ علم حدیث کے پڑھنے میں زیادہ تر سننا سنانا ہوتا ہے جب کوئی خاص بات ہوتی ہے تو دریافت کر لی جاتی ہے۔

میں جب سبق ختم کر چکا تو مولانا سے فرمانے لگے کہ اس نے کچھ سمجھا بھی۔ مولانا نے فرمایا کہ اب تو ماشاء اللہ اس کی استعداد میرے برابر ہو گئی۔ عنقریب ان کو حدیث کی

سننے ملنے والی ہے یہ سنکر خوشی کی وجہ سے چہرہ سرخ ہوگیا اس وقت مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا. علی محمد تم ہمارے پاس آنا اور فرما کر چلدیئے میں شام کو ہاتھی کھینچوا کر شیر تو پہنچا شب کو میں نے آپ کے پاس قیام کیا دریائے گنگا وہاں سے بہت قریب تھا سانپوں کی بڑی کثرت تھی. مجھ سے یہ فرما دیا تھا کہ کسی سانپ کو مارنا نہیں ہاتھ سے ہٹا دیا.

چنانچہ صبح کو جب میں اٹھا اور استنجا کے لئے گیا تو راستے میں اسقدر سانپ ملے کہ میرے پیروں پہ آپڑتے تھے میں ان کو ہٹا دیتا تھا کسی سانپ نے مجھے کاٹا نہیں یہ بھی حضرت صاحب کا تصرف تھا. ایک دن کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اب تم جاؤ میں آداب بجالا کر واپس آگیا. حضرت مولانا شاہ بہار الدین صاحب مدظلہم فرماتے تھے کہ میں نے سورۃ اخلاص کی زکوٰۃ کی ترکیب دریافت کی فرمادیا اسکی زکوٰۃ میں صرف جو کی روٹی پکی کھائی جاتی ہے میں نے عرض کیا بہتر ہے غرض میں نے اسکی زکوٰۃ دی ایک روز امرود کھا کر لیٹ گیا. نیم خوابی کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا بلاؤ میرے سینے پر بیٹھا سوا غرّاتا ہے. میں گھبرا کر اٹھا اور حضرت صاحب کی خدمت میں گیا اور یہ قصہ کہا فرمانے لگے کہ تم نے کچھ کھا لیا ہوگا میں نے کہا صرف ایک امرود کھایا تھا فرمانے لگے کہ یہ اسی کے سبب سے ہوا آئندہ احتیاط رکھنی چاہیئے حضرت شاہ صاحب قبلہ نے فرمایا کہ جو خواص اسکے حضرت صاحب موصوف نے فرمائے تھے سب میں نے دیکھ لئے صرف عالم مثال نہ کھلا اس کی شکایت کی فرمایا کہ ہمنے جب اس کی زکوٰۃ دی تھی تو بہت جلد کشود ہوگیا تھا اب جسقدر حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات سے زمانہ بعید ہوتا جاتا ہے. ویسے ہی کمی ہوتی جاتی ہے. جو بات پہلے ایک چلہ میں حاصل ہوتی تھی. اب دو تین چلوں میں حاصل ہوتی ہے

میرے والد صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ پچھلی شب میں حضرت صاحب قبلہ جب

بارہ تسبیح کا ذکر کیا کرتے تھے عجیب لطف معلوم ہوتا تھا فرماتے تھے کہ ایک روز میں نے حضرت شاہ بہار صاحب کے ذریعہ سے یہ پیام بھیجا کہ مجھے بیعت کر لیجیئے یہ سنتے ہی فرمایا دنیا کو چھوڑ دو واللہ اکبر اسی وجہ سے کسی کو بیعت نہ کرتے تھے فرماتے تھے کہ طالب صادق نہیں ملتا جو محنتیں ہم نے کی ہیں اب ان کا عشر عشیر بھی کوئی نہیں کرتا صرف ایک شخص کو آپ نے بیعت کیا تھا ان کا انتقال آپ کے وصال سے ایک روز پہلے ہوگیا مولوی سید رمضان علی صاحب سے آپکی دوستی تھی معمول تھا کہ ایک وقت آپ ان سے ملنے جاتے تھے میرے منجھلے بھائی مولوی محمد داؤد صاحب بی اے کہتے تھے کہ میری عمر آٹھ سال کی تھی میں نے عرض کیا اباجی آپ کو کشف سے بھی کچھ معلوم ہو جاتا ہے. تو انکے سمجھانے کے لئے فرمانے لگے کہ جب ہم دیکھ لیتے ہیں کہ مولوی رمضان علی صاحب باہر مکان کے بیٹھے ہیں تو ہم مکان سے جاتے ہیں ورنہ نہیں.

میرے بڑے بھائی مولوی محمد ایوب صاحب بچپن کے زمانہ میں اکثر حضرت صاحب قبلہ کے پاس رہتے تھے اس کا یہ اثر تھا کہ ایک روز باہر سے کھیلتے ہوئے آئے اور دادی صاحبہ سے عرض کیا کہ چارپائیاں اٹھاؤ اور سب سامان اندر رکھو بڑے زور کا مینھ آرہا ہے وہ کہنے لگیں لڑکے دیوانہ ہوگیا ہے کیسی باتیں کرتا ہے. آسمان پر بادل کا پتہ بھی نہیں. یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ تھوڑی دیر میں ہوائیں چلیں اور بادل آنے شروع ہوئے اور بہت زور کا مینہ برسا حالانکہ اس سے پہلے کبھی کچھ سامان بارش کے نہ تھے آپ کی دعا میں وہ برکت تھی کہ بہت سے بے اولادوں کے اولاد ہو جاتی تھی اور جنکی اولاد زندہ نہ رہتی تھی آپکے تعویزوں سے زندہ رہتی تھی چنانچہ امروہہ میں بعض بعض آدمی ابتک موجود ہیں جو آپ کی دعا سے زندہ رہے جو صاحب اولاد ہیں آپ کے برکت

بھائی مولوی اسد علی صاحب عباسی بہت ذی وجاہت و دولتمند تھے روپیہ اسقدر
تھا کہ برسات میں دھوپ دی جاتی تھی تاکہ زنگ آلود نہ ہو جائے اور یہاں فقیر کی
دولت تھی صرف ساری عمر میں ایک اولاد ہوتی تھی یعنی اس فقیر مؤلف کے والد صاحب
اور وہاں اولاد بھی بہت تھی اور چونکہ باہر اکثر رہتے تھے تو ہر طرح کی تکلیفیں ہوتی تھیں
جس مکان میں رہتے تھے مجال نہیں تھی کہ صحن میں چارپائی ڈال سکیں مگر خدا کی شان ہے
جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ بھی اس کا ہو جاتا ہے۔ جناب والد صاحب مرحوم کے چار لڑکے اور دو
لڑکیاں تو حضرت صاحب قبلہ کے سامنے ہی ہو گئیں تھیں باقی چار لڑکے اور دو لڑکیاں بعد کو
پیدا ہوئیں اور سب کو مکان رہنے کیلئے خدا نے دیدیئے یہ سب حضرت صاحب قبلہ ہی کی
برکت تھی جناب والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے جد مولانا سعادت علی صاحب کے
ورثہ میں سے مولوی اسد علی صاحب نے مجھے کلام مجید دیا تھا جسکو میں نے نہایت ادب
اور مسرت کے ساتھ لیا تھا اور عرض کیا تھا کہ مجھے اب کسی چیز کے لینے کی خواہش نہیں ہے
حضرت صاحب قبلہ کے آب دہن میں وہ برکت تھی کہ اگر کسی کو جاڑا آتا ہوتا آپ اپنا لب
اس کی پیشانی کو لگا دیتے تھے فوراً آرام ہو جاتا تھا ایک ہندو کو دس برس سے چوتھیا
آتا تھا وہ حاضر خدمت ہوا آپنے اپنا آب دہن پانی میں ڈال کر دیدیا اول تو اسکو بہت
کراہت معلوم ہوئی مگر پی لیا۔ اس روز دورہ نہیں ہوا اب تو یہ حالت ہوئی کہ بڑے
شوق سے آتا اور آپ اسکے پانی میں آب دہن ڈال دیا کرتے تھے۔ غرض بہت تھوڑے
عرصہ میں وہ تندرست ہو کر چلا گیا اسی طرح کے بہت سے واقعات ہیں۔ آخری عمر کا حصہ امروہہ
میں ہی ختم ہو گیا نزول الماء کی شکایت ہو گئی تھی ایک ہندوستانی شخص نے آپ کی
آنکھ بنائی مگر بگڑ گئی ورم آگیا وہ پکا پھوڑا یا چھوڑے نکلتے تھے وہ شخص روزانہ آکر صاف

کیا کرتا۔ مجال کیا تھی کہ چہرے پر شکن تو پڑ جائے اسقدر خدا کی محبت میں استغراق رہتا
تھا کہ جسمانی تکالیف کا احساس ہی نہ ہوتا تھا۔ دادی صاحبہ کا جب انتقال ہو گیا تو فرمانے
لگے کہ اب ہم بھی عنقریب جائینگے چنانچہ آٹھ روز کے بعد اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال
ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وصال سے پہلے آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھکو
شاہ علاء الدین صاحب کے مزار کے پاس ہی دفن کرنا۔ چنانچہ بموجب آپ کی وصیت کے وہیں
دفن کئے گئے اور جناب والد صاحب کی قبر بھی آپ کے پاس ہی بنی اہل باطن آپکی قبر سے
فیض لیتے ہیں آپ کی اولاد میں جیسا میں پہلے لکھ آیا ہوں صرف میرے والد جناب مولوی
علی محمد صاحب عباسی تھے اگرچہ آپ نے بیس سال تک ان سے کلام نہیں کیا مگر روحانی تصرفات
ان کے ہمراہ تھے خیال کیجئے کہ جب تک کہ اولاد لکھ پڑھ کر قابل نہیں ہو جاتی تھی اسوقت
تک یہ لوگ ظاہری توجہ کرنا بھی اچھائی نہیں سمجھتے تھے جناب والد صاحب نے پوری کتابی کی
تحصیل کی اس کے بعد الہ آباد گئے وکالت کا امتحان دیا مختلف جگہ وکالت کی اس کی وجہ یہ
تھی کہ ان کے استاد مولانا علیم اللہ صاحب نے ان سے فرمایا تھا کہ پڑھانے کی نوکری نہ کرنا
اپنے معاش کے لئے کوئی پیشہ سیکھ لینا اور اگر کسی کو پڑھانا تو خدا کیواسطے پڑھانا آپکی
شادی انصاریوں میں ہوئی جناب شیخ بنیاد علی صاحب کی صاحبزادی سے جو امروہہ
میں بڑے مشہور وکیل تھے ان سے چار بیٹے مولوی محمد ایوب صاحب صابر مولوی محمد داؤد
صاحب بی اے، ڈاکٹر محمد احسن صاحب یہ فقیر مؤلف اور دو صاحبزادیاں عائشہ کلثوم میری
والدہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی قریشیوں میں ہوئی ان سے چار صاحبزادے مولوی
محمود احمد عباسی مولوی مسعود احمد عباسی سب انجینیر حکیم حافظ مولوی مقصود احمد عباسی سعید احمد
عباسی اور ایک دختر فاطمہ پیدا ہوئیں یہ سب لوگ عزت و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں

اور قومی کاموں میں نہایت دلچسپی لیتے ہیں غرض یہ جو کچھ ہے سب حضرت صاحب قبلہ کی برکت ہے۔ ضرورت ہے کہ اہل اسلام مجاہدہ و ریاضت کرکے اپنے نفوس کو خصائل رذیلہ صاف کرلیں اگر ایسا کرلیں گے تو نسبت محمدی کا لطف اٹھائیں گے اور بغیر اسکے تو اسلام کی خوبیاں ہی ظاہر نہیں ہوسکتیں۔ ظاہری وجاہت سے کام نہیں چلتا۔ اور نہ احکام شرع کی حقیقت کھلتی ہے اور جب باطن صاف ہوجاتا ہے اور قلب کے اندر خدا اور رسولؐ کی محبت بھر جاتی ہے اور اس کی اطاعت میں ہر وقت سرگرم رہنے لگتا ہے تو دنیا پر اس کی حکومت ہوجاتی ہے کہ اسکے دل میں کسی چیز کے حاصل کرنے کا خیال بھی آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوراً اس کو پورا کردیتے ہیں اور سب مخلوق اس کی فرمانبردار بن جاتی ہے پیچ ہے۔ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ :: کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ذکر حضرت مہر سپہر ولایت ماہ سیما ہدایت واقف اسرار عرفاں محبوب الرحمٰن قطب جہاں حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبد الرحمٰن صاحب نقشبندی مجددی شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰحضرت مولانا شاہ عبد الرحمٰن صاحب شاہجہانپوری کے فخر تھے اور وہاں کے مشہور خاندان افاغنہ کے ممتاز رکن تھے۔ چونکہ ان لوگوں کی حالت بالکل عرب کی سی ہوتی یہ لوگ دلیری و شجاعت و عالی ہمتی میں مشہور آفاق ہوتے ہیں یہ لوگ جس کام کی طرف اپنی ہمت مبذول کرتے ہیں اس کو پورا ہی کرکے چھوڑتے ہیں اسلامی جوش ان کے قلوب میں پورا پورا ہوتا ہے خاندان نبوت میں جس زمانہ میں خلافت عروجی شان و

پر تھی تو ان لوگوں کی نہایت عزت کی گئی تھی اور حکومتیں دی گئی تھیں اسکے بعد انمیں بڑے بڑے اور اولوالعزم بادشاہ ہوئے اسی طرح علماء و صوفیاء ہمیشہ ہوتے آئے ہیں جنہوں نے اسلام کی ایسی ایسی خدمتیں کی ہیں جنکا اسلام شکر گذار ہے۔

اعلیٰحضرت جب علوم ظاہری ختم کرچکے تو عملیات کا شوق ہوا۔ بڑی سریع التاثیر عمل آپ کے قبضہ میں آئے مگر ان باتوں سے آپکو کچھ تسکین نہ ہوتی تھی۔ اگرچہ آپ بڑے عامل ہوگئے تھے مگر یہ چاہتے تھے کہ ذات کا قرب حاصل ہو آپ کے بھائی عبد اللہ خاں صاحب اعلیٰ درجہ کے کیمیاگر تھے سونا چاندی بنانے کے علاوہ جواہرات بناتے تھے آپ سے بہتیرا کہا کہ آپ اس فن کو سیکھ لیں۔ مگر آپ نے قطعی انکار کردیا۔ آپ کے دل میں تو اور ہی باتیں تھیں ان باتوں کو آپ کا قلب کیسے قبول کرسکتا تھا۔ آپ کو تو علم باطن کے حصول کا شوق تھا۔ سچ ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند ... حب آں در قلب او انداختند

اس کے لئے آپ نے انتھک کوششوں سے کام لیا جہاں کسی بزرگ کو سنتے انکی خدمت میں جاتے اور انکی خدمت میں رہتے بہت سے بزرگوں کے پاس گئے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے مگر کشود کار نہ ہو بعض مشائخ نے آپکے لطائف جاری ہونے کی بشارتیں بھی دیں مگر چونکہ آپ خود ماں کا ادراک کرتے تھے اسوجہ سے آپکی تسکین نہ ہوتی تھی آخر مایوسانہ حالت سے آپ شاہجہانپور تشریف لائے اور اس خیال میں تھے کہ دیکھیں غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ ایک روز آپ نے ایک طالبعلم کو دیکھا، کہ کتابیں بغل میں ہیں مگر آنکھوں میں ایک سرور ہے اور جوش کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کو اس کی حالت دیکھ کر کچھ دلچسپی ہوئی اور اس کو اپنے پاس بلایا اسکی حالت

اس نے عرض کیا کہ میں دہلی میں پڑھا کرتا تھا، میرے استاد عالم متبحر تھے صبح و شام ایک بزرگ کے حلقہ میں توجہ لینے جایا کرتے تھے ایک دن مجھے یہ خیال آیا کہ دیکھیں توجہ کیسے لیتے ہیں میں بھی ان کے تشریف لیجانے کے تھوڑی دیر بعد انکے پیر کی خانقاہ میں پہنچا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک صاحب دوزانوں بیٹھے ہیں اور ان کے چاروں طرف بہت سے آدمی دوزانوں گردن جھکائے بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر میں واپس آیا اور مدرسے کے طالبعلموں کو جمع کر کے حلقہ کی نقل اتاری اور میں ان کا پیر بنا ہم سب طالب علم اسی حالت میں تھے کہ ہمارے استاد مولوی صاحب تشریف لے آئے اور ہماری یہ حالت دیکھ کر ان کو سخت جلال آیا اور ہم کو مارنا شروع کر دیا۔ چونکہ ہمارا مدرسہ خانقاہ کے قریب ہی تھا۔ یہاں کے شور و غل کی آواز وہاں بھی پہنچی اعلیحضرت شاہ غلام علی شاہ نے اپنے خدام سے دریافت فرمایا کہ یہ کیسا شور و غل مدرسہ میں ہو رہا ہے ایک شخص کو مدرسہ میں بھیجا اور مولوی صاحب کو بھی بلایا۔ مولوی صاحب یہ سنتے ہی حاضر ہوئے اور یہاں کا سب قصہ نقل اتارنے کا اور ہماری تنبیہہ کا بیان فرما دیا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس طالب علم نے ہماری نقل اتاری تھی اس کو بلاؤ مولوی صاحب مجھ کو پکڑ کر لے گئے راستہ میں میں سوچتا جاتا تھا کہ ان حضرت نے جب مجھ کو اتنا پیٹا ہے دیکھیں کہ پیر صاحب کیا حال کرتے ہیں۔ غرض جب میں حاضر ہوا تو آپنے مجھ کو اپنے سامنے بیٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ تم نے ہماری نقل کی تھی ہم نہیں چاہتے کہ تم محروم رہو اسوقت آپنے بغیر بیعت کئے ہوئے میرے قلب پر انگشت شہادت رکھی اور اللہ اللہ با آواز تین بار کہہ کر تھوڑی دیر سکوت فرمایا اور اسکے بعد ارشاد کیا کہ جاؤ جب سے میرے قلب کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ رونے کو بہت جی چاہتا ہے پڑھنے لکھنے سے طبیعت اُچٹ گئی ہے حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن

صاحب نے جو یہ قصہ سنا اسیوقت فرمایا کہ اب مجھ کو مرشد کا پتہ لگ گیا میں ایسا ہی مرشد چاہتا ہوں۔ اسکے بعد فوراً ہی آپنے دہلی شریف کا قصد کر دیا اور آپ نہایت جوش و شوق کے ساتھ منزلیں طے کرتے ہوئے دہلی پہونچے اور خانقاہ شریف کا پتہ معلوم کر کے وہاں حاضر ہوئے جسوقت آپ خانقاہ شریف میں حاضر ہوئے ہیں اور اعلیحضرت شاہ سید غلام علی صاحب کے جمال پر انوار کو دیکھا ہے اسی وقت سے آپکے قلب میں آپ کی محبت پیدا ہو گئی ادھر حضرت شاہ صاحب مولی تناول فرما رہے تھے بیچ کا حصہ باقی تھا انہوں نے سلام عرض کیا اور مصافحہ کیا۔ آپ نے مصافحہ کے ساتھ وہ بقیہ حصہ مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا مولانا لیجئے اس کو کھائیے آپنے ارشاد فرمایا کہ آپ چندے قیام کیجئے۔ اگر کچھ اوساکت ہو تو جیسی اوروں کے پاس سے کورے آئے تھے ویسے یہاں سے بھی چلا جانا ہے مگر یہ خوب سمجھ لیجئے کہ جبتک سلسلہ سے تعلق نہیں ہوتا فیض کے پہنچنے میں رکاوٹ ہوا کرتی ہے آپنے یہ سن کر کچھ تامل کیا۔ حضرت شاہ صاحب جو یہ تامل دیکھا ارشاد فرمایا اچھا آنکھیں بند کرو اور بغیر بیعت کئے ہوئے توجہ دینی شروع کر دی۔ اللہ اکبر آپ کی توجہ دینا کیا سالہا سال کی قلبی کدورتیں صاف ہو جاتی تھیں۔ ادھر تو آپ کی توجہ ادھر قدرتی قابلیت تھی بس کیا دیر تھی ایک ہی توجہ میں پانچوں لطیفے جاری ہو گئے اور آپنے سب کی کیفیت علیحدہ علیحدہ محسوس کر لی اور قلب میں محبت الٰہی کا ذوق و شوق بیحد ترقی پکڑ گیا۔ اب تو یہ حالت تھی کہ اس جوش میں یہ چاہتے تھے کہ کب توجہ ختم ہوا اور کب میں بیعت کروں کیوں کہ بیعت ہو جانے کے بعد ان کو اور زیادہ کیفیت کے حاصل ہونے کا خیال تھا۔ غرض جب حضرت شاہ صاحب توجہ سے فارغ ہوئے انہوں نے فوراً بیعت کی درخواست پیش کر دی جو منظور ہوئی اور آپ

خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت سے مشرف ہو گئے۔ چونکہ خداوند تعالیٰ نے آپ کے قلب میں پہلے سے نسبت محمدی کے حصول کی قابلیت و دیعت رکھدی تھی جس کے حصول کے لئے ہر وقت آپ بیچین رہتے تھے اور اس کے لئے جہاں کچھ امید ہوتی تھی آپ جاتے تھے اور سفر کی تکلیفیں برداشت کرتے تھے اب اس مطلب کے حصول کی پوری امید نظر آنے لگی اب تو آپ نے جان توڑ کر مجاہدہ شروع کر دیا اور ایسے شخص کی صحبت میں جو اپنے وقت کے مجدد تھے پھر تو یہ حالت تھی کہ روز بروز مقامات کھلتے جاتے تھے اور ہر ہر مقام کی کیفیت سے سرفراز ہوتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بیرنگی کے رنگ میں رنگے گئے اور مقام لاتعین جو تمام مقاموں کی اصل ہے اس سے پورا پورا حصہ مل گیا۔ اب وقت آیا کہ آپ کو [illegible] ملے چنانچہ حضرت شاہ غلام علی صاحب نے آپکو کلاہ وشال وخرقہ عطا فرما کر خاندان نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت مرحمت فرمائی اور ساتھ میں دیگر سلاسل قادریہ سہروردیہ چشتیہ مداریہ میں بھی خلافت و اجازت مرحمت فرمائی کل تین سال آپ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں رہے اسکے بعد آپکو وطن جانے کی اجازت دی گئی۔ رخصت کے وقت حضرت شاہ صاحب بنفس نفیس تھوڑی دور ہمراہ چلے چلتے وقت یہ ارشاد فرمایا مولانا میں نے آپ کے لئے دعائیں کی تھیں خدا کے فضل سے وہ دونوں مقبول ہو گئیں (۱) شاہجہانپور کے اطراف میں طریقۂ نقشبندیہ نہیں پہنچا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ میرے مولانا کے ذریعہ سے پہنچا دے گا (۲) میرے مولانا کا امتحان تھوڑا ہو۔

حضرت شاہ صاحب آپکو ابتدا ہی سے مولانا ہی کے خطاب سے یاد فرمایا کرتے تھے اسکے بعد یہ ہدایت فرمائی کہ مولانا سوائے خدائے وحدہٗ لاشریک کے کسی چیز کو نافع

اور ضار نہ سمجھنا۔ سب نفع نقصان خدا کی طرف سے سمجھنا۔ یہ نصیحت فرما کر حضرت شاہ صاحب تشریف لیگئے اور آپ شاہجہانپور کیطرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں آپ کو خطرہ آیا کہ ہم جب مکان پر پہنچیں گے تو کسی شخص سے نہیں ملینگے۔ البتہ جو طریقہ میں داخل ہونا چاہے گا اسکو داخل کرلینگے۔ باقی گھر کے خرچ کیلئے سو بیگھہ زمین ہے وہ کافی ہے۔ معاً اس خیال کے حضرت شاہ صاحب کی نصیحت کا خیال آیا کہ سوائے خدا کے کوئی نافع و ضار نہیں ہے فوراً اس تھوڑے سے سہارے کو علیحدہ کر دینے کا خیال مستحکم کر لیا تاکہ نفس کو سوائے خدا کے کسی کا سہارا نہ رہے چنانچہ جب شاہجہانپور پہنچے ہیں تو اول جو کام آپ نے کیا ہے وہ یہ تھا کہ اس زمین کو فروخت کر دیا۔ چند روز تک تو خرچ کی کچھ تکلیف نہ ہوئی جب خرچ ختم ہو گیا تو فاقہ پر نوبت پہنچی ایک دن گذرا دو دن گذرے ~~اب~~ تین دن گذرے تو یہ حالت ہو گئی کہ بچے بھوک کے مارے پریشان ہو گئے۔ جب ان کو پریشانی زیادہ ہوتی تو آپ القا نسبت کر دیتے بھوک کو معاً تسکین ہو جاتی۔ ساتھ میں آپنے بھی یہ حکم دیدیا تھا کہ دروازہ بند کر دیا جائے غرض تین روز کے بعد شب کے وقت کسی شخص نے دروازے پر دستک دی۔ خادم نے حضرت کو اطلاع دی اور اجازت مانگی کہ دروازہ کھولوں کہ نہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ دریافت کرو کون صاحب ہیں اور کس غرض سے آئے ہیں خادم نے جا کر دریافت کیا اس نے کہا کہ میں کچھ ہدیہ لایا ہوں آپ یہ سن کر خود تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے اس ہدیہ کو لیا۔ کیونکہ آپ اس خیال میں تھے کہ یہ خدا نے بھیجا ہے اسکو مجھے نہایت ادب سے لینا چاہیے وہ ہدیہ کھانا تھا جسکو آپ نے سب بچوں کو کھلایا اور خود بھی تھوڑا سا تناول فرمایا۔ بس اس کے بعد آپ کو اس قسم کی کچھ تکلیف نہ ہوئی اور حضرت شاہ صاحب نے جو دعا کی تھی اس کا ظہور ہو گیا اسکے بعد تو حضرت شاہ صاحب کی دعا کی برکت سے [illegible]

اطراف سے لوگ آنے شروع ہو گئے اور سلسلے میں داخل ہونے لگے۔ روزانہ حلقہ میں ساٹھ ستر آدمی ہوتے تھے۔ پھر تو آپ کا سلسلہ علاوہ شاہجہانپور اور اسکے اطراف کے بریلی فرخ آباد علیگڈھ بلند شہر، مراد آباد امروہہ لکھنؤ وغیرہ دور دور تک پہونچا۔ عجیب بات یہ تھی کہ جس شخص پر ایک توجہ ہو گئی اس کا قلب جاری ہو گیا اور جو لوگ آپ کی خدمت میں رہتے تھے ان کی کیفیات تو بیان میں آ ہیں آسکتیں بڑی قوی نسبتیں تھیں چونکہ آپ جامع الطرق تھے اسوجہ سے آپ کے مریدوں میں جیسی جسکی استعداد ہوتی تھی ویسے ہی نسبت کا ظہور ہونے لگتا ہے چنانچہ بعض بعض پر چشتیہ نسبت کا بھی ظہور ہوتا تھا اور بعض پر قادریہ اور بعض پر سہروردیہ۔ مدار یہ مگر چونکہ آپ پر نقشبندیہ نسبت کا غلبہ تھا۔ اکثر یہی نسبت ظاہر ہوتی تھی جسوقت آپ حلقہ فرمایا کرتے تھے سب حلقہ والوں پر انوار و برکات کا مینہہ برستا تھا۔

آپ کے خلفاء بہت ہوئے مگر آپ کی زندگی ہی میں اکثر رحلت کر گئے سب سے اول آپنے حضرت مولنا مطیع اللہ صاحب کو خلافت عطا فرمائی یہ حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ متن میاں کے نام سے مشہور تھے اور خود قادریہ سلسلہ میں بیعت لیتے تھے۔ یہ جب حضرت کی خدمت میں آئے ہیں اور سلسلہ میں بیعت کی ہے تو ان کے خاندان والوں کو سخت رنج و ملال ہوا تھا وہ کہتے تھے کہ سید ہو کر اس نے ایک پٹھان سے بیعت کر لی ہماری ساری عزت کو خاک میں ملا دیا۔ وہ لوگ اپنی سیادت کے گھمنڈ میں تھے۔ اس کی خبر نہ تھی کہ بقول شخصے

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را　　　　اوست سید جملہ موجودات را

نیز حدیث میں ہے من سلک علی طریقی فہو الی یعنی جو شخص میرے طریقہ پر

چلا وہ میری آل میں سے ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں آں حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ سلمان منا اهل البيت۔ یعنی اے اہلبیت سلمان فارسی ہم میں سے ہیں۔ اسیطرح حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب سے کسی شخص نے حضرت سلمانؓ کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا هو منا اہل بیت وہ ہم اہلبیت میں سے ہیں حضرت سلمانؓ باوجود فارسی النسل ہونے کے اہل بیت ہونے کا مرتبہ پا رہے ہیں اور ابو الهب باوجود عبد المطلب کے بیٹے ہونے کے اور ہاشمی ہونیکے اس مرتبہ سے خارج کیا جاتا ہے اس کی کیا وجہ؟ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے اتباع رسول ہے جو ایسا نہ کرے گا وہ چاہے بنی زن ہی کیوں نہ ہو اس کو خارج کر دیا جائے گا۔ لیس من اهلك انه عمل غير صالح چنانچہ حضرت نوح نے جب بارگاہ الہٰی میں اپنے بیٹے کے لیے سفارش کی ہے تو حکم ہوا تھا کہ یہ تمھارے اہل میں سے نہیں ہے اس کے کام اچھے نہیں ہیں۔ بہت سے لوگ اپنی سیادت و ہاشمیت پر نازاں نظر آتے ہیں اور اتباعِ رسول جیسا چاہیے نہیں کرتے یہ سیادت کیا ان کے کام آئے گی۔ حضو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے ارشاد فرمایا اعملی یابنت احمد اعملی یعنی اے احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی بیٹی عمل کرو۔ عمل کرو حضرت عباس سے ارشاد فرمایا تھا آپ اس خیال میں نہ رہیں کہ میرے والد کی مثل ہیں عمل کیجیۓ۔ اسی طرح حضرت عباس بن عبد المطلب نے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ کو نصیحت فرمائی تھی اے میرے پیارے بیٹے جھوٹ نہ بولنا۔ یہ فعل کسی پر امت رسول آمین سے ایسا قبیح نہیں ہے جیسا مجھ پر اور تجھ پر اور تیرے اہلبیت پر ہے۔ اے میرے بیٹے اللہ کی اطاعت اور عبادت سے بڑھ کر تمھارے حق میں کوئی چیز مجھے محبوب نہیں ہے اور مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے کہ تم اسکی معصیت

میں مبتلا ہو۔ علامہ نور الدین جواہر العقدین میں لکھتے ہیں۔ خلاف شرع امور اہلبیت
سے صادر ہونا بہت زیادہ برے ہیں اوروں کے اعتبار سے آنحضرت کی بیبیوں کیواسطے
یہ حکم ہے کہ اگر تم ایک گناہ کروگی تو دو گناہ کا عذاب ہوگا۔ اللہ اکبر بڑی ضرورت ہے
کہ اہلبیت رسول اتباع شریعت میں بہت زیادہ حصہ لیں جب تو یہ حقیقی آل رسول
میں ہوں گے۔ ورنہ نہیں غرض جو لوگ نسبت محمدی حاصل کرلیں گے وہ کسی قوم کے ہوں گے
وہ آل رسول میں شامل ہوں گے اسکے لئے خاندان کا اعتبار نہیں۔ بقول شخصے ؎

شاخ گل ہر جا کہ می روید گل است ⁂ خم مل ہر جا کہ می جوشد مل است

بقول مولانا جامی ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ⁂ کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی خدا کے نزدیک جو
زیادہ متقی ہے وہی زیادہ مقرب ہے۔ باقی اسمیں شک نہیں کہ اہلبیت رسول اگر تھوڑی سی
بھی توجہ نسبت محمدی حاصل کرنے کی طرف کریں گے تو بہت جلد ترقی کرلیں گے۔ کیونکہ
ان کو ظاہری و باطنی دونوں طرح کے تعلق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔
جیسا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَا
اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ چنانچہ مولوی سید متین میاں صاحب کو بہت جلد نسبتِ
محمدی حاصل ہوگئی اور آپ نے اپنے خاندان کے خلاف سب سے بے تعلق کر کے حضرت کی
خدمت میں رہنا شروع کیا چونکہ ان کو نسبت باطنی کا چسکا لگ گیا تھا پھر یہ کسی
کے کہنے میں تھوڑا ہی آنے والے تھے، ساری برادری نے ان کو الگ کر دیا مگر انہوں
نے کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ ان کی تعلیم اعلیٰ حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانہ میں ہی پوری ہو

گئی تھی۔ جب حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر
ہوئے ہیں تو یہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے ان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا
کہ یہ شخص قابل خلافت ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہی ان کو خلافت عطا فرمائیں
فرمایا کہ نہیں جب تم سے فیض پہنچا ہے تم ہی خلافت بھی دو بیٹے سے اتنی خوشی
نہیں جتنی پوتے سے ہوتی ہے چنانچہ آپ نے مولانا متین میاں کو خلافت
عطا فرمائی۔ نیز مولوی محمد مکرم صاحب فرخ آبادی حضرت امین الدین شاہ صاحب کو خلافت
عطا ہوئی مولانا امین الدین شاہ صاحب کی نسبت پر چشتیہ کا غلبہ تھا ان کے حلقہ میں
لوگوں کو جوش و خروش بکثرت ہوتا تھا
افسوس ان سب کا حضرت کی زندگی ہی میں وصال ہوگیا۔ حضرت ہدایت شاہ صاحب شاہجہانپوری
ہی آپ کے خلیفہ تھے انپر نسبت قادریہ کا غلبہ تھا ان کے اوپر ملک کی یہ حالت تھی کہ صلوٰۃ
تراویح میں کسی موقع پر حافظ صاحب سے فروگذاشت ہو جاتی تو نماز کے بعد یہ
فرماتے کہ فلاں رکوع میں کچھ غلطی رہ گئی ان سے دریافت کیا جاتا کہ آپ نے کیسے
سمجھا فرماتے کہ انواروں کا سلسلہ جب منقطع ہوجاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کوئی لفظ
رہ گیا نیز مولوی سید اولاد حسن صاحب موہانی خلیفہ عبد الرحمٰن صاحب خلیفہ عبد السبحان
صاحب شاہجہانپوری خلیفہ حسن علی خاں صاحب ان سب حضرات کی قومی نسبتیں
تھیں اور یہ سب صاحب تصرف تھے مولوی اولاد حسن صاحب بعد حصول طریقہ مدینہ
شریف گئے اور وہاں علم حدیث کی سند حاصل کی حضرت کے ساتھ ان کو اسقدر محبت
تھی کہ حضرت کا تصور قائم ہو گیا تھا اور کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے پرتو سے مشرف
ہوگئے تھے چنانچہ اس تصور کی حالت میں حضرت سے بات چیت کیا کرتے تھے اور جواب

صحیح پاتے تھے۔ عرب سے وطن کو واپس ہوئے ہیں اور بمبئی آکر وصال ہو گیا وہیں مزار ہے
خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب آپ کے ہم نام تھے جو ہر وقت حاضر خدمت رہا کرتے تھے
ظاہری علم نہیں رکھتے تھے صرف قرآن شریف پڑھا تھا مگر علم باطن بڑے پایہ کا حاصل
تھا بڑے بڑے تصرفات آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ ایک بار بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا بھائی عرصہ سے غائب ہے کچھ پتہ
نہیں سارا گھر پریشان ہے آپ نے خلیفہ عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ خلیفہ جی ذرا ان کے
بھائی کا حال تو دیکھنا یہ فوراً مراقب ہو گئے تھوڑی دیر میں گردن اٹھائی اور کہنے
لگے ان کے بھائی تو اچھے ہیں اور یہاں آنے کا قصد کر رہے ہیں ان کے سر پر نیلی لنگی
نہیں ہے جو دھوپ کے سبب سر پر رکھ لی ہے۔ غرض کئی دن کے بعد وہ آ گئے آپ نے
دریافت کیا کہ فلاں روز جب تم یہاں آ رہے تھے تو کس لباس میں تھے وہ کہنے لگے
کہ میں جب سفر کرتا ہوں اپنی نیلی لنگی سر پر رکھ لیا کرتا ہوں چنانچہ خلیفہ عبدالرحمٰن نے
اس شخص کے لباس تک کو دیکھ لیا تھا اپنی باطنی قوت سے حضرت مولوی متین میاں
صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب میں راستہ بھول جاتا ہوں یا شب کی تاریکی میں راستہ
نظر نہیں آتا تو فوراً حضرت کی صورت کا تصور کرتا ہوں وہ سامنے ہوتی ہے اور میں
اسکے پیچھے پیچھے ہو لیتا ہوں۔ صحیح مقام پر پہنچ جاتا ہوں یہ تو آپ کے خدام کی حالت ہے،
آپ کے تصرفات کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے آپ اپنے زمانہ کے قطب الاقطاب تھے اپنے
باطنی تصرفات سے دنیا کے مسلمانوں کو مدد دیتے تھے چنانچہ مولوی متین میاں صاحب
فرماتے تھے کہ ایک ہفتہ تک حضرت کا تصور سامنے نہیں آیا بہتیرا کوشش کرتا تھا
کسی طرح تصور قائم ہو جائے مگر نہیں قائم ہوتا تھا سخت حیران تھا آخر ایک ہفتہ کے

بعد ظاہر ہوا میں نے عرض کیا کہ حضرت کیوں آپ نے عنایت کم کر دی تھی۔ ارشاد ہوا کہ کابل
پر کافر چڑھ آئے تھے ہم ان کے دفع کرنے میں مشغول تھے خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں
کو فتح نصیب ہوئی اور اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔

آپکی خدمت میں ایک شخص آیا اس پر ایک غلط مقدمہ خون کا قائم ہو گیا تھا اس نے
تمام حال عرض کیا کہ بالکل جھوٹا مقدمہ میرے ذمہ لگ گیا ہے آپ دعا فرمایئے۔
آپ نے فرمایا جس وقت تم حاکم کے سامنے جاؤ میرا تصور کر لینا چاہیے اس نے ایسا ہی کیا
جب ہی وہ حاکم کے سامنے گیا ہے اس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ قاتل نہیں ہے اس کو لیجاؤ
پولیس والے بہتیرا زور دیتے تھے اور ثابت کرتے تھے کہ یہی قاتل ہے مگر وہ جب
سامنے جاتا حاکم اس کو بری کر دیتا۔ تین بار پیش ہوا اور تینوں بار حاکم نے رہا کر دیا۔
تیسری بار حاکم نے صاف کہہ دیا کہ جب یہ شخص ہمارے سامنے آتا ہے ایک بزرگ ننگی تلوار
لئے آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ بے قصور ہے اگر تم نے اس کی سزا کا حکم دیا تو تمہاری
خیر نہیں ہے چنانچہ وہ شخص رہا ہو گیا ایک بار اس فقیر مؤلف پر ایک مقدمہ کی ناکامیابی
کی وجہ سے خرچہ پڑ گیا مجھے کچھ پریشانی ہوئی اسی حالت میں سیدھا شاہجہانپور پہنچا
جب شاہجہانپور تین میل رہا تھا فوراً میری پریشانی اور میرے قلب پر تسکینی حالت شروع
ہو گئی غرض حضرت کے مزار پر حاضر ہوا۔ مراقبہ کیا بہت دیر تک لطف حاصل کرتا رہا۔
ساری پریشانی کافور ہو گئی اور کچھ ایسے واقعات پیش آئے میں خرچہ کے بار سے بالکل
سبکدوش ہوا اور ایک حبہ نہ دینا پڑا۔ یہ حضرت کا تصرف تھا غرض اعلیٰحضرت مولانا
عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے بزرگ تھے ہزارہا مسلمانوں کو آپ
سے فیض پہونچا اور پہنچ رہا ہے۔ اسی سال کی عمر آپ کی ہوئی۔ ۱۶ر محرم

۱۲۸۰ھ میں وصال ہوا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً آپکے وصال کے بعد چھ اصحاب آپکے خلیفہ موجود تھے جن سے آپکا فیض دور دور پہونچا (۱) حضرت شاہ عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شاہ حافظ محمد کرامت اللہ خانصاحب (۳) حضرت مولوی غلام بسم اللہ صاحب (۴) حضرت مولانا و مرشدنا شاہ سید محمد بہار الدین صاحب علوی (۵) حضرت شاہ حسن علی خاں صاحب (۶) حضرت محمد جہانگیر شاہ صاحب. ان حضرات میں سے تین بزرگوں سے سلسلہ بیعت جاری ہوا. حضرت شاہ عبدالغفور صاحب اور حافظ محمد کرامت اللہ خاں صاحب تیسرے ہمارے حضرت شاہ سید محمد بہار الدین صاحب علوی مدظلہم جن سے ابتک عرب و عجم میں سلسلہ جاری ہے اور اعلیٰ حضرت نے جو پیشنگوئی فرمائی تھی کہ میرے بہار الدین سے نقشبندی ڈنکا بج جائے گا اس کا پورا پورا ظہور ہو رہا ہے. اب میں ان تینوں بزرگوں کے حالات ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں.

ذکر حضرت قیوم ربانی مولانا و مرشدنا حضرت شاہ عبدالغفور صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ عبدالغفور صاحب اعلیحضرت مولانا شاہ عبدالرحمن صاحب کے نواسہ تھے آپنے انھیں کو اپنی فرزندی میں لیا تھا. علم ظاہری خود اعلیحضرت نے انکو پڑھایا تھا. اس زمانہ میں کچھ آپکی توجہ علم باطن کی طرف نہ تھی شکار کا بہت شوق تھا مگر اعلیٰ حضرت کی ہر وقت کی توجہ قلب کو صاف کرتی رہتی تھی. جب آپ علم ظاہری کی تحصیل کر چکے تو علم باطن کی طرف توجہ ہوئی اور آپ نے بیعت کی درخواست کی. جو منظور

ہوئی مادہ تو پہلے ہی سے تیار تھا مرید ہوتے ہی رنگ اور ہو گیا. چونکہ اعلیحضرت کو آپ سے قلبی محبت تھی روز بروز باطنی کیفیات ترقی پکڑنے لگیں اب تو اعلیحضرت کی بہت زیادہ عنایتیں ہونے لگیں غرض رفتہ رفتہ سب مقامات کی تعلیم پوری ہوگئی اور نقشبندی نسبت کا اسقدر ظہور ہوا کہ آپ مجسم نور ہو گئے. اللہ تعالیٰ نے جمال ظاہری بھی آپکو ایسا عنایت فرمایا تھا کہ ہزاروں آدمیوں میں آپ ہی پر نظر پڑتی تھی اس پر عبادت کے انوار نے اور بھی ملاحت پیدا کردی تھی خوش رو خوش صورت، خوشخط، خوش تقریر، خوش اخلاق غرض اللہ تعالیٰ نے ساری خوبیوں سے نوازا تھا. خاندان نقشبندیہ مجددیہ کے جو اذکار ہیں آپ روزانہ ان کو نہایت اہتمام سے پورا کر لیا کرتے تھے ذکر قلبی سے لیکر تا لاتعین سب مقامات کا ذکر کیا کرتے تھے.

فرمایا کرتے تھے کہ اس ذکر کی ہی بدولت ہم کو عنایت ہوا جو کچھ عنایت ہوا. پھر اسکو کیسے ترک کردیں. صبح سے شام اور رات کوئی وقت ایسا نہ ہوتا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح نہ ہوتی ہو اور ذکر نہ کرتے ہوں اس طرح نفس کو مقید رکھتے تھے سچ ہے ؎

ذکر حق پاک چوں پاکی رسید | رخت بربندد برون آمد پلید
میگریزد ضدہا از ضدہا | شب گریزد چوں برافروزد ضیا
چوں برآید نام پاک اندر دہان | نے پلیدی ماند و نے آن دہان

بڑی ضرورت ہے کہ انسان ذکر و شغل کرتا رہے. اسی ذکر کی بدولت تمام سلوک طے ہو جاتا ہے. مزاج میں آپ کے اس قدر لطافت تھی کہ میلی کچیلی اشیاء سے سخت تنفر تھا بستر یا فرش پر سلوٹ سے بے چین ہو جاتے تھے. بالکل حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا پرتو تھا. رمضان شریف میں معمول تھا کہ آخر کے دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے. یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسجد میں کوئی شہزادہ بیٹھا ہے. نہایت محبت کے آدمی

تھے جن لوگوں سے روحانی تعلق ہوگیا تھا ان پر مثل اولاد کی شفقت فرمایا کرتے تھے ادراک باطنی کی یہ حالت تھی کہ جو شخص آتا آپ اس کا حال معلوم کر لیتے تھے۔ ایام متبرک امروہہ میں حلقہ کے وقت سید مظفر حسین وکیل آ بیٹھے چونکہ یہ امامیہ مذہب کے آدمی تھے یکایک آپ نے گردن اٹھائی اور فرمایا کہ یہاں کوئی امامیہ مذہب کا آدمی معلوم ہوتا ہے وہ بھی صاف شخص تھے کہنے لگے کہ حضرت میں ہوں۔ یہ سنکر آپ مسکرائے امامیہ مذہب کے لوگ چونکہ نسبت باطنی کے قائل نہیں ہوتے مگر وہ صاحب یہ دیکھ کر معتقد ہو گئے۔ اسی مرتبہ ایک مرتبہ آپ ریل میں سفر کر رہے تھے اسی درجہ میں ایک شخص انگریزی لباس پہنے ہوئے بیٹھے تھے آپ کو ان کی ظاہری صورت سے تنفر ہوا اور آپ اپنے ذکر میں مشغول ہوگئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ان صاحب کی طرف سے نسبت محمدی کا ظہور ہو رہا ہے آپ کو تعجب ہوا اور ان کی طرف دیکھ کر نظر نیچی کر لی انہوں نے پھر زور دیا پھر انہوں نے ان کو دیکھا۔ آخر تیسری بار جب انہوں نے دیکھا ہے تو وہ صاحب مسکرا دیئے معلوم ہوا کہ وہ کوئی صاحب خدمت تھے جو چھپانے کے لیے یہ صورت بنا لی تھی نواب معشوق علی خاں رئیس رامپور کی والدہ حضرت کی خادمہ تھیں وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئیں نصف بدن میں روح نہیں تھی صرف سینہ میں رکی ہوئی تھی ضرورت تھی کہ روحانی قوت انکو پہنچائی جائے اور ان کی آخری تمنا پوری ہو اتفاق سے حضرت عبدالغفور صاحب وہاں تشریف لے گئے اور توجہ دی بس اب کیا تھا تمام بدن میں حرکت معلوم ہونے لگی اور قلب کے ساتھ زبان سے بھی ذکر کرنے لگیں چار دن کے بعد انتقال ہوگیا مرنے کے بعد بھی قلب جاری تھا قبر میں رکھتے وقت تک برابر قلب جاری رہا اگرچہ لوگوں نے ان کے زندہ ہونے کا شک کیا مگر آپ نے فرمایا نہیں ان کو دفن کر دینا چاہیے

یہ نسبت کا اثر ہے۔ میرے برادر مکرم جناب قاضی سید محمد ابن عباس عباسی تین سال حضرت کی خدمت میں رہے بالکل کایا پلٹ ہوگئی اور ایسے با خدا ہوئے کہ لوگ حیرت کرتے ہیں انہوں نے ایک باغ لگایا تھا وہ بھی اس درمیان میں خوب سرسبز ہوگیا۔ حالانکہ ان کو یہ خیال تھا کہ میں تو ہوں نہیں وہ اجڑ گیا ہوگا مگر خدا کے راستے میں جو لوگ مجاہدہ و ریاضت کرتے ہیں ان کے دنیا کے کام بھی سب درست ہو جاتے ہیں۔ بہت سا سلوک نقشبندی تو آپ کے ہی زمانہ میں طے ہوگیا تھا آپ کے وصال کے بعد مولوی عبدالاحد خاں صاحب سے تکمیل ہو کر خلافت حاصل ہوئی۔ نہایت خوبی کے آدمی ہیں ہمیشہ سرہند شریف حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں جاتے ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ کو جاری رکھتے ہیں۔ غرض آپ کے جسقدر مرید تھے ان کے قلوب پر نسبت کا اثر ضرور تھا اور ہے۔ آپ کا سلسلہ دور دور پہونچا معزز طبقے کے بہت حضرات آپ کے مرید ہوئے نواب فیض علی خاں صاحب رئیس پہاسو۔ نواب محمد مزمل اللہ خاں صاحب رئیس بھیکم پور۔ حاجی محمد صالح خاں صاحب محمد عمر خاں صاحب رؤسا بھیکم پور نیز نواب معشوق علی خاں صاحب چودھری نور اللہ خاں صاحب چودھری محمد عبدالحمید خاں صاحب رؤسا سہاور وغیرہ جو آپ کے فیضان سے ابتک متاثر ہیں نواب محمد مزمل اللہ خاں صاحب نے جب حضرت سے بیعت کی درخواست کی ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ میاں تمہاری والدہ صاحبہ نے بڑے حضرت سے بیعت کی اور تم پیٹ میں تھے تم تو بڑے حضرت کے مرید ہو مگر اچھا دست بدست بھی بیعت کئے لیتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے جناب مولوی حکیم حاجی محمد عبدالقادر صاحب عجیب صفت کے بزرگ ہیں حضرت کی زندگی ہی میں ہمہ صفت موصوف ہو گئے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ ان کو آپ اپنا جانشین بنائیے فرمایا یہ تو خدا کی طرف

سے ہے اگر ان کے لئے حکم ہوگا آپ ہو جائیں گے۔ آپ کے وصال کے بعد مولوی صاحب
سے بہتیرا کہا گیا کہ آپ سجادہ پر بیٹھے مگر آپ نے بوجہ انکساری و توجہ اسپر بیٹھنے
کو پسند نہیں فرمایا جو آپکے اتقا کے اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے حالانکہ آپ عالم ظاہر
و باطن ہیں مگر طبابت کے پیشہ کو آپ نے اختیار کر لیا چنانچہ آج کل ریاست جے پور
میں خاص طبیب ہیں۔ عرس کے ایام میں ایک مرتبہ شاہجہانپور آپ تشریف نہ لیجا
سکے تو مجھ سے بعض اہل باطن نے یہ کہا کہ ہم نے خود مولوی صاحب کو انتظام کرتے
ہوئے دیکھا تھا اور جو لوگ باہر سے آئے تھے ان کے آرام کے متعلق ہدایت فرماتے
تھے۔ اللہ تعالیٰ تا دیر سلامت رکھے۔ عجب بزرگ ہیں۔ اس فقیر مؤلف سے
بے انتہا محبت رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغفور صاحب امروہہ میں جب کبھی
تشریف لاتے تو حضرت شاہ شرف الدین صاحب شاہ ولایت کے مزار پر ضرور حاضری
دیتے تھے۔ ایک مرتبہ اتفاق سے حاضری میں دیر ہوئی تو شب میں خدا جانے
کیا بات ہوئی کہ دیکھتے کیا ہیں کہ صبح سویرے ہی حضرت شاہ ولایت صاحب کے
یہاں پا پیادہ جا رہے ہیں اور بہت عرصہ تک مزار پر مراقبہ کیا۔ سبحان اللہ
عجب مزار ہے۔ آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل
خلفا میں سے ہیں امروہہ کے اکثر سادات آپ ہی کی اولاد میں سے ہیں حضرت
مولانا شاہ عبدالغفور صاحب جامع الطرق تھے۔ تمام سلاسل میں بیعت کرتے
تھے۔ مداری سلسلہ میں بھی آپ کو خلافت تھی۔ مگر نقشبندی نسبت کا چونکہ غلبہ تھا
بیعت کسی کا سلسلے میں کرتے ذکر و شغل اسی طریقہ کا تعلیم کرتے تھے البتہ نسبت وہ ہی
پہونچا تھا جس خاندان میں بیعت کرتے تھے قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ

سب سلاسل میں بیعت کرتے تھے بچپن کے زمانہ میں میں نے بھی آپ کی زیارت کی
تھی اس کے بعد خواب میں بھی آپ کو دیکھا تھا اس صورت سے کہ آپ حلقہ فرما رہے
ہیں اور میں بھی بغرض استفادہ حلقہ میں شامل ہوں سچ ہے بھائی سے زیادہ بھتیجے
پر الفت و محبت ہوتی ہے یہ فقیر مزار پر بھی آپ کے حاضر ہوا ہے بڑے زور کی
نسبت ہے۔ قاضی مشتاق احمد صاحب مرادآبادی انگریزی خواں تھے۔ جب آخر
وقت ہوا تو زبان پر وہی الفاظ جاری تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغفور صاحب
اتفاق سے مرادآباد تشریف لے گئے ان کے اعزہ حضرت کی خدمت میں آئے اور
عرض کیا کہ ایک مسلمان کی یہ حالت ہے کہ آپ کچھ روحانی قوت سے اصلاح فرما دیجیے
آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور ان کے پاس پہنچے اور باقاعدہ توجہ دی۔ فوراً اس کا اثر
یہ ہوا کہ اللہ اللہ زبان سے جاری ہو گیا اور اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا
سبحان اللہ آپ کی توجہ سے ان کا خاتمہ بالخیر ہو گیا۔ جناب حاجی غلام احمد خاں صاحب باوجود
رئیس ہونے کے بڑے با اوقات آدمی تھے دلائل الخیرات اور قرآن شریف درود شریف
کا ہمیشہ ورد رکھتے تھے۔ اعلیٰحضرت اور حضرت شاہ عبدالغفور صاحب سے آپکو خاص انس
و محبت تھی جب ان کا آخر وقت ہوا ہے تو نماز کی حالت میں ہی ہاتھ باندھے
انتقال فرما گئے حضرت شاہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ اسوقت اس کثرت سے انوار
و برکات کا ظہور ہو رہا ہے جیسے کسی بڑے ولی اللہ کے یہاں ہوتا ہے واقعی المرء مع
من احب محبت عجیب چیز ہے۔ ایسے لوگ اگر بیعت ظاہری بھی نہ کریں ان کا حشر
بھی انھیں کے ساتھ ہوگا۔ حضرت شاہ مدار صاحب موصوف کا وصال ۷ صفر ۱۳۲۱ھ
میں ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا و مرشدنا حافظ محمد کرامت اللہ خاں صاحب علیہ الرحمۃ

اعلحضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبدالغفور صاحب اور حضرت حافظ کرامت اللہ خاں صاحب کا شجرہ نقشبندیہ مجددیہ مدار یہ حضرت پیر و مرشد مولانا شاہ سید محمد بہاء الدین صاحب کے حالات سے پہلے لکھونگا۔ کیوں کہ ان سب حضرات کا شجرہ ایک ہی ہے بوجہ طوالت ترک کیا گیا۔

حضرت حافظ محمد کرامت اللہ خاں صاحب کی ابتدائے عمر سے یہ حالت تھی کہ جب آپ لڑکوں میں کھیلنے کو جاتے تو فرمایا کرتے تھے کہ ایک ڈراونی صورت سامنے آتی تھی اور کھیلنے سے منع کرتی۔ پندرہ سال آپ اپنی دادی صاحبہ کے پاس رہے۔ قرآن شریف حفظ کیا اسکے بعد بڑے حضرت کی خدمت میں رہے آخر تمام سلوک نقشبندی طے ہو گیا اور آپ خلافت سے ممتاز ہوئے آپ کے تصرفات بے انتہا تھے۔ انسان تو انسان حیوانوں کیساتھ آپ کو بیحد ہمدردی تھی۔ بوٹیوں کا علم اللہ تعالیٰ نے آپکو ایسا دیا تھا کہ جہاں کوئی بوٹی کسی مریض کو دی فوراً آرام ہو گیا پرانے پرانے مریض اچھے ہو جاتے تھے آپ تشریف لیجا رہے تھے ایک گدھا جس کا پیٹ پھولا ہوا تھا پڑا تھا آپکو اس کی حالت پر بہت رحم آیا اور چند بوٹیاں جنگل سے توڑ کر خود لائے اور اسکو گھونٹ کر پلائیں اس کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر میں اسکو لید آئی اور وہ اچھا ہو کر کھڑا ہو گیا آپ بہت خوش ہوئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس بوٹی میں انوار و برکات مجھے محسوس ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضرور فائدہ کرے گی۔ آپ جس وقت حلقہ فرمایا کرتے تھے اس کثرت سے انوار و برکات کا ظہور ہوا کرتا تھا کہ سارا مکان بھر جاتا تھا۔ آپ آخر عمر میں جب آپ امروہہ تشریف لائے ہیں تو میرے مرشد حضرت مولانا شاہ محمد بہاء الدین

صاحب نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ تو حافظ کی خدمت میں نہیں جاتا میں نے عرض کیا کہ ابتک تو حاضر نہیں ہوا۔ ارشاد فرمایا ضرور جانا چاہیے پھر جب کبھی تشریف لاتے تو دو وقتہ حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا بہت عنایت فرماتے تھے۔ ایک روز عنصر خاک پر توجہ دینی شروع کی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ چڑیاں چوں چوں کرتی ہیں میں نہ سمجھا بعد کو معلوم ہوا کہ اوپر کے مقامات پر توجہ فرمائی گئی ایک روز جو شام کے حلقہ میں شریک ہوا تو آپ بوجہ ضعف پیری کے بیٹھ نہ سکتے تھے میں گود لیکر بیٹھ گیا اس وقت فاتحہ ہوئی شیرینی تقسیم کی گئی اور اخود اپنے دست مبارک سے تقسیم کی اس طرح کہ ہر شخص کیساتھ مجھے حصہ دیئے جاتے تھے میرے پاس بہت سی مٹھائی جمع ہو گئی اشارہ سے فرمانے لگے کہ بہت مٹھائی جمع ہو گئی ہو گی اصل میں یہ ظاہری مٹھائی کیا تھی باطنی عنایت ہو گئی ایک روز اتفاق سے مجھے بخار آگیا حلقہ میں حاضر نہ ہو سکا مکان میں چادر اوڑھے لیٹا تھا کہ یکایک ایک زور کی نسبت معلوم ہوئی مجھے حیرت ہوئی کہ خدایا اسوقت یہ نسبت کیسی ہے میں نے خیال کیا کہ بیماری میں چونکہ خدا کی رحمت زیادہ ہوتی ہے یہ اسکے باعث ہے مگر دوسرے دن شام کو جب میں حلقہ میں حاضر ہوا تو مجھے نہ پایا تھا کہ بآواز بلند فرمایا کہ کل ہم نے تمھارا خیال کر لیا تھا اسوقت ہم سمجھا کہ وہ حالت حضرت حافظ صاحب کی عنایت تھی فرمایا کرتے تھے کہ مرید اگر مشرق میں ہو اور پیر مغرب میں فیض برابر پہنچتا ہے۔ بقول مولانا روم ؒ ؎

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست دست او جز قبضۂ اللہ نیست

شیخ خورشید علی صاحب صدیقی نقشبندی آپ کے پرانے خادم ہیں ان کے یہاں یہ واقعہ ہے کہ جب ان کے گھر میں حمل ہوا تو ایک شب میں ایک سانپ سیاہ چھت کی جانب سے خاص انکے گھر کی چارپائی کے محاذی روزانہ لٹک جاتا تھا یہ حیران تھے کہ کس طرح

اسکو ماریں آخر حضرت حافظ صاحب امروہہ میں ہی تشریف رکھتے تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے تعویز لکھ کر دیا اور فرمایا کہ یہ تم اپنے گھر میں کے گلے میں ڈال دینا اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ لڑکا ہوگا۔ چنانچہ وہ تعویز ڈال دیا۔ پھر اس سانپ کا پتہ نہ لگا اور بعد نو مہینے کے مولوی حکیم مختار احمد پیدا ہوئے جو آپ کی دعا سے نیک آدمی ہیں اور حضرت حافظ صاحب سے بیعت بھی ہیں باوجود ان تصرفات کے تواضع اسقدر مزاج میں تھی کہ گرمی کے موسم میں مریدوں کے حلقے کے وقت پنکھا لیکر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پنکھے کی ہوا کے ساتھ نسبت پہنچاتے جاتے تھے۔ میرے پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب قبلہ سے بیحد محبت کرتے تھے اسوجہ سے مجھ پر بھی بیحد عنایت فرماتے تھے اب میری آنکھیں ڈھونڈتی ہیں۔ وہ صحبتیں کہاں ہیں۔ حلقہ کے بعد میاں مسیح اللہ باواز بلند شجرہ پڑھتے تھے کیا لطف آتا تھا کہ۔ بیان میں نہیں آسکتا۔ اس شجرہ کی نقل آخر میں لکھدی گئی ہے ناظرین دیکھیں اور فیض اٹھائیں آپ کے دو خلیفہ ہوئے ایک منشی عشرت علی صاحب مکبو دوسرے مرزا محمد ابراہیم صاحب یہ دونوں آپکی صحبت اور آپ کے انوار و برکات سے پورے پورے بہرہ یاب ہوئے تھے مرزا محمد ابراہیم صاحب سے تو میری صحبت رہتی تھی۔ انہوں نے کئی ہندوؤں کو مسلمان کیا تھا صاحب نسبت آدمی تھے اور اچھا اور اک تھا منشی عشرت علی صاحب نے مولانا عبد الغفور صاحب سے چشتیہ خاندان میں بھی بیعت کی تھی ایک مرتبہ حضرت حافظ صاحب حلقہ فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت مولانا شاہ عبد الغفور صاحب تشریف لے آئے حضرت حافظ صاحب فوراً حلقہ سے علیحدہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ بس آپ حلقہ فرمایئے۔ اللہ اکبر یہ تھے بزرگان دین کے باہم برتاؤ۔ یہ فقیر مزار مبارک پہ حاضر تھا عجیب کیفیت آتی ہے یاران طریقہ جمع ہو جاتے ہیں آپکا عرس ہوتا ہے

ذکر حضرت محبوب یزدانی عارف ربانی مولانا و مرشدنا شاہ سید محمد بہار الدین ثانی علوی الہاشمی نقشبندی مجددی

متعنا اللہ تعالےٰ بطول بقائہم

آپ نجباً سادات علوی سے ہیں سلسلہ نسب آپ کا ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ حضرت شاہ سید محمد بہار الدین بن حضرت سید شاہ محمد امین اللہ بن شاہ سید غلام غوث بن سید محمد امان بن سید شاہ محمد بلائی بن سید شاہ محمد عارف بن شاہ سید خداوند غازی بن شاہ سید احمد غازی بن شاہ سید محمد یوسف غازی بن شاہ سید گلاب غازی بن شاہ سید محی الدین غازی بن شاہ سید اسرار غیب غازی بن شاہ سید سالار غیب غازی بن شاہ عبد اللہ غازی بن

شاہ سید مسعود سالار غازی بن سید سالار ساہو غازی بن شاہ سید عطاء اللہ غازی بن شاہ سید محمد طاہر غازی بن شاہ سید محمد بطل غازی بن شاہ سید عبد المنان غازی بن شاہ سید محمد یوسف غازی بن امام ابو ہاشم عبد اللہ بن امام محمد بن حنیفہ بن حضرت شاہ مرداں شیر یزداں سید السادات امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب المطلبی الہاشمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سلسلہ روحانی نقشبندی مجددی

حضرت شاہ سید محمد بہار الدین علوی حضرت مولانا و مرشدنا قطب جہاں مولوی عبد الرحمن

حضرت مولانا و مرشدنا مجدد العصر شاہ سید غلام علی حضرت مرزا سید شمس الدین حبیب اللہ مظہر جان جاناں علوی حضرت سید نور محمد بدایونی حضرت شیخ حافظ محمد محسن حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم فاروقی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی مولانا شیخ احمد فاروقی سرہندی حضرت خواجہ فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت خواجہ امکنگی حضرت خواجہ درویش محمد حضرت مولانا خواجہ محمد زاہد حضرت ناصر الملۃ والدین خواجہ محمد عبید اللہ احرار فاروقی حضرت مولانا یعقوب چرخی حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار حضرت خواجہ خواجگاں پیر پیراں امام الاولیاء پیشوائے محبانِ الٰہی سید محمد بہاؤ الدین نقشبند حضرت خواجہ سید امیر کلال حضرت خواجہ محمد بابا سماسی حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی حضرت خواجہ محمود الخیری فغنوی حضرت خواجہ عارف ریوگری حضرت خواجہ جہاں عبد الخالق غجدوانی خواجہ ابو یوسف ہمدانی حضرت خواجہ ابو علی فارمدی۔ حضرت خواجہ ابو القاسم گورگانی حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی حضرت خواجہ بایزید بسطامی۔ حضرت امام الائمہ سیدنا امام جعفر صادق حضرت۔ عبد اللہ سلمان فارسی۔ صاحب رسول اللہ حضرت امیر المومنین امام المتقین خلیفہ رسول رب العالمین سیدنا عبد اللہ العتیق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت شفیع المذنبین محبوب رب العالمین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سلسلۂ مداریہ

حضرت مولانا سید محمد بہار الدین علوی۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد عبد اللہ شاہجہانپوری حضرت مولانا سید غلام علی شاہ حضرت مولانا سید شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان

جاناں علوی۔ حضرت سید نور محمد بدایونی۔ حضرت حافظ محمد محسن۔ حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم فاروقی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی حضرت مولانا شیخ عبد الاحد فاروقی۔ حضرت مولانا شیخ رکن الدین حضرت مولانا قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی حضرت مولانا شیخ درویش محمد۔ حضرت مولانا شاہ بڈھن بہرائچی۔ حضرات مولانا شاہ محمد اجمل رح حضرت قطب الاقطاب سید محمد بدیع الدین قطب مدار رح

حضرت شاہ صاحب قبلہ کا زمانہ طفولیت و تعلیم و تربیت

آپ کی ولادت غدر سے بارہ تیرہ سال پہلے کی ہے جب آپ کی عمر چار سال چھ ماہ چار دن کی ہوئی تو موافق سنت سینہ آپکی بسم اللہ ہوئی۔ چھ سال کی عمر میں آپکی تعلیم خلیفہ روشن علی صاحب علوی کے سپرد ہوئی جو اپنے زمانہ کے مشہور اساتذہ میں سے تھے آپکے والد ماجد حضرت شاہ امین اللہ صاحب چونکہ ولی کامل تھے۔ ساری عمر مجاہدہ و ریاضت ہی میں گذاری تھی۔ امروہہ میں قیام نہ رکھتے تھے حضرت شاہ صاحب کی تعلیم خلیفہ صاحب کے تعلق کر کے تشریف لے گئے آپ تعلیم پاتے رہے فارسی عربی کا بھی اس زمانہ میں پیر چا تھا آپنے فارسی میں اچھی استعداد پیدا کرلی اور ابتدائی کتابیں عربی کی پنج گنج وغیرہ تک پڑھیں حساب کتاب پیمائش سے واقفیت حاصل کرلی جب آپکی عمر دس گیارہ سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد کا وصال ہوگیا اور آپ کے سپرد کوئی سرپرست نہ رہا چونکہ آپ کے والد ماجد صاحب حضرت مولانا امام الدین صاحب کے خلیفہ تھے اور مولانا امام الدین صاحب حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ تھے۔ ابتدا ہی سے باطنی توجہ آپ کے والد

صاحب کی آپکی طرف ہوتی رہتی تھی بہاءالدین نام ہی آپ نے حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند
کے اسم گرامی پر رکھا تھا۔ آپ عجیب شان کے بزرگ تھے۔ تبرکاً میں مختصر ذکر آپ کا
بھی لکھتا ہوں۔ حضرت شاہ امین اللہ صاحب قریب شباب جب علیگڈھ بغرض تعلیم گئے
ہیں سلوک نقشبندی آپ کا طے ہو چکا تھا علم ظاہری کی تکمیل کیلئے آپ علیگڈھ گئے تھے
اور شرح ملا پڑھتے تھے مولوی عبدالجلیل صاحب سے آپ پڑھا کرتے تھے۔ مگر غلبۂ عشق
الٰہی نے علم سے معلوم کی طرف متوجہ کر دیا۔ ایک دن مولوی صاحب فقراء کا ذکر سب سے تھے
اور تنقیص کرتے جاتے تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت سب ایسے نہیں ہوتے اتنے
میں مولوی صاحب مکان میں جانے لگے اچانک ٹھوکر لگی دیکھتے کیا ہیں کہ حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں کہ جیسے امین اللہ کہے اسکو
تسلیم کرو۔ اسوقت سے مولوی صاحب آپ کے بہت معتقد ہو گئے اور ان سے استفادہ
باطنی حاصل کرنا شروع کر دیا اور بہت لوگ آپ سے بیعت ہو گئے جب مریدوں کا ہجوم زیادہ
ہونے لگا اس سے گھبرا کر بھپرالیل چلے آئے جب وہاں بھی ہجوم ہوا تو فقیر مؤلف کے جد امجد
حضرت حاجی احمد علی شاہ صاحب سے مشورہ کیا چونکہ یہ ان کے ہم مشرب تھے انہوں نے
مشورہ دیا کہ کسی گاؤں میں رہنا چاہیئے۔ میرے جد امجد موضع شیرپور میں مقیم تھے۔
اور آپ موضع شریف پور میں رہنے لگے۔ ہفتہ عشرہ کے بعد ان دونوں صاحبوں کی ملاقات
ہوا کرتی تھی اور جو بات کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی تو آپس میں ایک دوسرے سے بیان کیا
کرتے تھے اصلاح نفس کی یہ حالت تھی کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے مرید ہونے
کے لئے عرض کیا آپ نے تامل فرمایا تھوڑے دنوں میں معلوم ہوا کہ وہ کسی اور صاحب کا مرید
ہو گیا۔ حضرت شاہ امین اللہ صاحب کو جب یہ معلوم ہوا تو طبیعت پر کچھ گراں گزرا اور میرے

جد امجد سے اس کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ ابھی تک نفس کی اصلاح نہیں ہوئی۔ بھلا وہ شخص
اگر اور بزرگ سے بیعت ہو گیا تو مجھے کیوں گراں ہوا گویا میں اپنے برابر کسی کو نہیں سمجھتا
میرے ہوتے ہوئے دوسرے کے پاس جانا کون گناہ ہوا جو مجھے ناگوار گذرا۔ لہذا اس نفس
کی پوری اصلاح کرنی چاہیئے چنانچہ پھر مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہو گئے غلبۂ عشق الٰہی
کی یہ حالت تھی کہ رمضان شریف میں ان کے پیر بھائی حضرت حافظ سید مہربان علی
صاحب تراویح پڑھا رہے تھے اور آپ انکے پیچھے تھے۔ حافظ صاحب اس رکوع پر
پہنچے ہیں اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض آپ نے یہ سن کر ایک چیخ ماری اب اسکے بعد استغراق
ہو گیا حافظ صاحب نے سب تراویح پڑھ لیں اور آپ اسی حالت میں کھڑے رہے میرے نانا صاحب
جناب قبلہ بنیاد علی صاحب انصاری وکیل فرماتے تھے کہ میں اس جماعت میں شریک تھا
ہم سب صلوٰۃ تراویح پڑھ کر اپنے مکانوں کو چلے گئے مگر مجھے میاں صاحب کی حالت کے
خیال سے نیند نہیں آئی آخر تین بجے شب کے اٹھ کر مسجد میں گیا دیکھتا کیا ہوں کہ میاں صاحب
اسی حالت میں کھڑے ہوئے ہیں جب لوگوں کو خیال ہوا کہ کل یہ پھر روزہ رکھیں گے ان کو
ہوش میں لانا چاہیئے اس خیال سے حضرت حافظ مہربان صاحب نے ان کے کان میں درود
شریف پڑھا اس کے پڑھنے کے ساتھ نزولی شان ہوئی اور آپ گر پڑے قریب نہری تھی
سر میں بہت چوٹ آئی جب ہوش آیا۔ یہ تھے بزرگان دین کے ذوق و شوق اس زمانے
میں ایسے لوگ کہاں پیدا ہوتے ہیں حضرت شاہ قبلہ کے والد ماجد نے ایک باغ
لگایا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ جس طرح صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کھجوروں کے باغوں میں
جایا کرتے تھے اور باہم ایک دوسرے کو کھلایا کرتے تھے ہم بھی انشاء اللہ احباب کو
آم کھلایا کریں گے مگر پھر عشق الٰہی میں استغراق ہو گیا باغ لگا کر اس کی پرورش کا خیال

بھی نہ رہا خدا کی شان وہ باغ خوب سرسبز ہوا۔ اسی طرح حضرت شاہ صاحب قبلہ کے
جد امجد شاہ سید غلام غوث بڑے پایہ کے ولی تھے۔ آپ ابو العلائی نقشبندیہ خاندان کے
بزرگ تھے اکثر ترک و تجرید میں بسر کرتے تھے ایک مرتبہ مراقبہ کر رہے تھے اسمیں استغراق
ہوگیا اسی حالت میں پیروں پر دیمک لگ گئی مگر آپ کو بھی خبر نہ ہوئی غرض آپ کے یہاں
سلسلہ درویشی نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہے جب حضرت شاہ صاحب قبلہ کی عمر دس گیارہ سال کی تھی
جیسا میں اوپر لکھ آیا ہوں آپ کے والد ماجد کا وصال ہوگیا تھا۔ اب آپکی توجہ علم باطن کی
طرف ہوئی ایک تو قدرتی قابلیت نسبت محمدی کے حصول کی آپ کے قلب میں تھی دوسرے
آپ کے آبا و اجداد کی روحانی توجہ تھی جسکے باعث آپ خود بخود شب بیداری و تہجد گزاری
کیا کرتے تھے اور ذکر و مراقبہ بطور خود کے کیا کرتے تھے۔ میرے ماموں صاحب جناب مولوی
مظہر علی صاحب انصاری اور جناب حافظ محمد صدیق صاحب بھی آپ کے ساتھ مولوی عبد الحی
صاحب والی مسجد میں عبادت کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت شاہ صاحب قبلہ کو مرشد کی تلاش تھی
اسی اشتیاق میں آپ نے ولایت جانے کا ارادہ کیا کیوں کہ آپ نے سنا تھا کہ حضرت اخون
عبد الغفور صاحب رضا صوات نمیری بڑے بزرگ ہیں مگر حضرت حافظ سید مہربان علی صاحب نقشبندی
نے فرمایا کہ شاہجہانپور جانا چاہیے وہاں حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب جو حضرت شاہ
غلام علی صاحب کے خلیفہ ہیں تشریف رکھتے ہیں یہ سن کر شاہجہانپور جانے کا ارادہ مصمم کر لیا
حضرت حافظ مہربان علی صاحب پہلے امامیہ مذہب کے آدمی تھے مگر باطنی انوار و برکات
کو ادراک کرکے اپنے عقائد سے توبہ کی اور حضرت مولانا سید ارام الدین صاحب سے بیعت
ہوئے اور خلیفہ ہوئے بڑے بزرگ آدمی تھے اس فقیر نے بھی زیارت کی تھی۔ ہمارے یہاں
کی جامع مسجد میں آپ ہی امام تھے چوں کہ حضرت شاہ صاحب کے والد بزرگوار بھی مولوی اسلم الدین

صاحب کے خلیفہ تھے اس مناسبت سے آپ کا اشتیاق اور بھی زیادہ ہوا جب آپ نے شاہجہانپور
کا ارادہ کیا ہے اسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کی تھی یہ ۱۸۶۱ء کا واقعہ ہے جب شاہجہانپور پہنچے
ہیں تو اعلحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی آپ نے نہایت
محبت سے بیعت کیا تخمیناً تین سال اعلحضرت کی خدمت میں رہے آپکی یہ حالت تھی محبت کی
کہ جب کسی شخص کو پکارتے تو بہار الدین ہی زبان سے نکلتا تھا چونکہ خداوند تعالیٰ کی محبت
ابتدا ہی سے آپ کے قلب میں تھی پھر تو یہ حالت تھی کہ روزانہ مقامات کھلتے جاتے
تھے جسطرح اعلیٰ حضرت تین سال حضرت شاہ غلام علی صاحب کی خدمت میں صرف
ہوئے اتنے ہی زمانہ میں ہمارے حضرت کا سلوک تمام ہوگیا چونکہ آپ کو اعلحضرت سے
بیحد محبت تھی اسی وجہ سے ہر طرح کی خدمات کرنے کے لئے تیار رہتے تھے ایک مرتبہ
دروازہ میں ایک چارپائی ٹوٹی ہوئی پڑی تھی آپ نے دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت یہ تو درست
ہوسکتی ہے۔ اعلحضرت نے فرمایا ہاں ہم تو اس کو بیکار سمجھتے تھے انہوں نے فوراً
بان منگا کر اس کو سانٹ کر درست کر دیا فرماتے تھے کہ انگلیاں سرخ ہوگئیں تھیں اور
نسیں الگ گئی تھیں۔ مگر غلبۂ محبت میں کچھ پرواہ نہ تھی۔ اس روز خطرہ آیا کہ آج حضرت
مجھ سے بہت خوش ہوں گے۔ معاً اس خطرہ کے حضرت نے جو دیکھا فرمانے لگے بہار الدین
تم بہت سستی سے کام کرتے ہو فرماتے تھے کہ حضرت نے اس خطرہ کی اصلاح فرمادی
شام کو جو حلقہ ہوا ہے تو اس کثرت سے انوار و برکات کا نزول ہوا تھا کہ میرا سارا
قلب اور بدن بھر گیا تھا سچ ہے ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ہر کہ خود را دید او محروم شد

غرض سفر و حضر ہر حالت میں آپ ہمرکاب رہتے تھے جب اعلحضرت نے دہلی کی حاضری

کا قصد کیا ہے تو آپ ہمراہ تھے راستہ میں بریلی میں کچھ قیام کا قصد کیا تو اس کثرت سے جور عایت ہوئی کہ سیکڑوں آدمی داخل سلسلہ ہوئے۔ اس لئے کئی مہینے بریلی میں قیام رہا چونکہ سردی کا زمانہ آگیا تھا۔ اعلحضرت کو سردی کے زمانہ میں تکلیف زیادہ ہوتی تھی اس وجہ سے دہلی کا قصد ملتوی کر دیا اور ارادہ شاہجہانپور واپس جانے کا ہوا تو حضرت شاہ صاحب قبلہ نے امروہہ جانے کی اجازت طلب کی کیونکہ وطن گئے ہوئے عرصہ ہو گیا تھا اعلحضرت نے فرمایا اب شعبان ہے رمضان شریف قریب ہے تمکو رمضان میں ہمارے پاس رہنا چاہیئے چونکہ تمھاری تکمیل ہو گئی ہے ہم چاہتے ہیں کہ پیروں کی امانت تمھارے سپرد کر دیں یہی طریقہ تھا ہمارے حضرت شاہ صاحب قبلہ نے جو یہ سنا سناٹا ہو گیا اور نہایت شرم آئی کیونکہ آپ خلافت کے بار کو اٹھانے کو بہت مشکل سمجھتے تھے دوسرے جب امروہہ میں آتے تو زیادہ تر پیرے جد امجد اعلیٰ شاہ صاحب سے صحبت رہتی تھی اور آپ پیری مریدی سے بہت زیادہ احتیاط رکھتے تھے اور یہ خیال تھا کہ اول ہم پورا پورا قرب خداوندی حاصل کر لیں اور ہمارے نفس کی حالت نفس مطمئنہ کی سی ہو جائے اسوقت یہ کام کریں تو مناسب ہے یہی اثر ہے حضرت شاہ صاحب کے دل میں تھا۔ اسوجہ سے عذر کر کے اجازت لیکر امروہہ آئے اور چندے مقام کیا جب اعلحضرت کی محبت میں کشش زیادہ ہوئی تو آپ شاہجہانپور حاضر ہوئے محرم کا مہینہ قریب تھا اعلحضرت نے پھر ارشاد فرمایا بہاء الدین عنقریب ہم تم کو خلافت دیں گے۔

آپ نے عرض کیا کہ حضور میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا فرمایا کہ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے تم کو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا مقام حاصل ہوگا کہ تمھاری وجہ سے نقشبندی ڈنکا بج جائے گا۔ مولوی غلام بسم اللہ صاحب بھی عرصہ سے اعلحضرت کی

مرزا مظہر جان جاناں شہید [illegible] رمضان [illegible] خلافت عطا فرمائی [illegible]

خدمت میں رہتے تھے انکو بھی خلافت دینے کا ارادہ تھا۔ غرض ۲۷ ذی الحجہ کو آپ کو اور مولوی غلام بسم اللہ صاحب کو خلافت عطا فرمائی اور یاران طریقت کی مجلس میں دونوں صاحبوں کی دستار بندی ہوئی مولوی غلام بسم اللہ صاحب اعلحضرت سے پہلے سے عرض کر چکے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی پرانا تبرک استعمالی مجھے عنایت ہو۔ اس وجہ سے انکے لئے ایک پرانی ٹوپی اعلحضرت نے پہلے سے نکال رکھی تھی وہ دستار بندی سے پہلے حضرت نے ان کے سر پر رکھدی۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ نے چونکہ اسکے متعلق کچھ عرض ہی نہ کیا تھا یہ ویسے ہی شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو رہے تھے جب مولوی غلام بسم اللہ صاحب کے سر پر ٹوپی اڑھائی ہے اسوقت اعلیٰ حضرت کو خیال آیا اور ارشاد فرمایا کہ ہیں بہاؤ الدین کی ٹوپی نہ ملی اسی وقت اپنے سر سے ٹوپی اتار کر نہایت محبت و شفقت سے ان کے سر پر رکھدی اس وقت اس کثرت سے انوار و برکات کا مینہ برس رہا تھا کہ سب پر ایک حالت طاری تھی یاران طریقت نے جو یہ عنایت حضرت شاہ صاحب کے ساتھ دیکھی تو بہت ہی عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھنے لگے۔ غرض دستار بندی ہوئی اور خاندان نقشبندیہ مجددیہ میں خصوصاً اور تمام سلاسل قادریہ سہروردیہ چشتیہ مداریہ میں عموماً اجازت و خلافت عطا فرمائی گئی۔ چونکہ اعلحضرت نے فرمایا تھا کہ میرے بہاؤ الدین کے ذریعہ سے نقشبندی ڈنکا بج جائے گا اس کا اثر ابھی سے شروع ہو گیا کہ جب اعلحضرت سے رخصت ہوئے ہیں تو بریلی آئے یہاں پیر بھائیوں کا ہجوم ہوا اور اصرار ہوا کہ چندے میرے یہاں قیام کیجئے ہم لوگ چاہتے ہیں کہ آپ سے استفادہ کریں۔ آپ مجبوراً بریلی رہے دونوں وقت حلقہ ہوتا تھا بہت لوگ پرانے اور نئے شہر کے حلقہ میں شریک ہوتے تھے۔ بہت لوگ مرید ہوئے ہر قسم کے آدمی جاہل خواندہ امیر غریب حلقہ میں شامل

ہوتے تھے قریب تین سو آدمی کے سلسلہ میں داخل ہوئے سات مہینے بریلی میں قیام رہا بمشکل تمام بریلی والوں نے آپ کو چھوڑا پھر ضلع بلند شہر علیگڈھ میرٹھ بیلی بھیت اٹاوہ سہارنپور سیتاپور مظفر نگر، ریاست الور مکہ معظمہ مدینہ منورہ بمبئی وغیرہ میں لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے رہے پھر آپکو مکہ معظمہ کی حاضری کا شوق ہوا جسکے لئے آپ اکثر مولانا جامی کے اشعار پڑھا کرتے تھے ؎

کے شود یارب کہ روئے در یثرب و بطحا کنم ٭ گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

چنانچہ آپ نے نہایت محبت وجوش کے ساتھ حج کیا پھر واپس تشریف لائے اور ہندوستان کے لوگوں کو فیضیاب کرتے تھے پھر ان انوار و برکات کا جو خاص حج میں نزول ہوتا ہے ان سے اپنے قلب کو منور کرنے کا اشتیاق ہوا غرض تیس حج آپ نے کئے اور سب ارکان با پیادہ ادا کرتے تھے۔ ساتھ میں جو لوگ ضعیف ہوتے تھے ان کی خدمت کرتے جاتے تھے۔ اب باوجود اس کے کہ ضعف پیری ہے مگر ہر وقت حج کے لئے تیار رہتے ہیں بڑا اشتیاق آپ کو تھا کہ ایک مکان ہمارا مکہ میں بن جائے۔ چنانچہ آپکی ایک خادمہ نے اس کے لئے روپیہ دیا اور وہ مکان آپنے خرید لیا جس میں اور حاجی لوگ بھی آرام کرتے ہیں۔ فرمایا کرتے ہیں کہ ایک آرزو اور ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب وجوار میں ایک مکان اور بنجائے غرض آپ نے اسلامی ابرکات سے بہت سے لوگوں کو مستفید فرمایا اور برابر اسکے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے اور برابر ہوتے رہتے ہیں آپ کے مریدوں پر عجیب عجیب حالات منکشف ہوتے ہیں کسی پر سلوک کسی پر جذب غالب ہوا کسی کو کشف قبور حاصل ہوا کسی پر نقشبندیہ اور کسی پر چشتیہ اور سہروردیہ مداریہ نسبتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے جیسی جسکی مناسبت ہوتی ہے

ویسی ہی نسبت کا ظہور ہوتا ہے۔ مگر غلبہ نقشبندیہ کو ہی ہوتا ہے۔ ذکر اشغال اسی طریقہ کے تعلیم کئے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ فرمایا کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں طالب صادق کم ہیں گنڈے تعویز لینے کے لئے بہت آتے ہیں کوئی طالب ایسا نہیں ملتا جو مجاہدہ و ریاضت کرکے کچھ باطنی کمال حاصل کرے اسی وجہ سے لوگ کورے رہتے ہیں بغیر مجاہدہ کے کچھ نہیں ہوتا۔ اذا فات الشرط فات المشروط پھر قرب خداوندی کیسے حاصل ہو۔ اور کس طرح نسبت محمدی قلوب میں جلوہ افروز ہو ؎

گوئے توفیق کرامت درمیاں افگندہ اند ٭ کس بمیدان درنمی آید سواراں راچہ شد

حضرت شاہ صاحب قبلہ فرماتے تھے کہ پہلے جب ہم کہیں جاتے تھے تو ذکر وشغل مراقبہ کا چرچا ہوجاتا تھا اب جہاں کہیں جاتے ہیں دنیاوی مطلب کیلئے دعائیں کرانے کو بہت آجاتے ہیں۔ کوئی تعویز لکھواتا ہے کوئی گنڈہ کراتا ہے کوئی فراخی رزق کا عمل دریافت کرتا ہے کوئی تسخیر وحب کا طالب ہے خدا کا طالب کوئی نظر نہیں آتا۔ فرماتے تھے کہ مدرسے بہت بن گئے علم کی کثرت ہوگئی۔ فرقے بہت ہو گئے۔ کوئی اہل قرآن ہے کوئی اہل حدیث ہے خانقاہیں ویران ہوگئیں جو موجود ہیں ان میں اکثر سوائے رسم پرستی اور کچھ نہیں اصل مطلب ندارد ہے۔ افسوس ؎

صحبت نیکاں زجہاں دور شد ٭ خانۂ عسل خانۂ زنبور شد

فرماتے تھے کہ تیرے جد امجد حضرت حاجی احمد علی شاہ مرید نہیں کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ طالب صادق مفقود ہے۔ رسمی طالب کو میں مرید کرنا پسند نہیں کرتا بلکہ حضرت شاہ خاموش صاحب اور مولوی سید امانت علی صاحب پر اعتراض فرماتے تھے یہ انکی قلندریت کا باعث تھا ورنہ ان دونوں صاحبوں سے بہت لوگوں کو فیض پہنچا

اور ظاہر ہے کہ سب مرید ایک سے نہیں ہوتے بہت سے اولیاء اللہ نے اسکو پسند کیا اور بہت حضرات نے اسقدر اخفا کیا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی کہ یہ کس مرتبہ کے لوگ ہیں ہر شخص اپنے مشرب کے موافق کام کرتا ہے حضرت شاہ صاحب قبلہ فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت کے خلفاء میں سے دو بزرگ سے سلسلہ خوب جاری ہوا۔ ایک حضرت مولوی شاہ عبدالغفور صاحب سے دوسرے حضرت حافظ کرامت اللہ خاں صاحب سے باقی اس فقیر کی تو حالت یہ ہے کہ نہ مجھ میں کچھ ہے اور نہ کسی کو کچھ نسبت پہنچانے کا دعویٰ۔ پیروں کی سنت ہے کہ توجہ دینے کیواسطے بیٹھ جاتا ہوں جنھوں نے مجھ پر خلافت کا بار ڈالا ہے وہی اسکی لاج رکھنے والے ہیں۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند   آنچہ استاد ازل گفت بگو می گویم

واقعی بات یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ میں اسقدر تواضع و انکساری ہے کہ لوگ برروبرا بھلا کہتے ہیں مگر آپ کو کچھ خیال نہیں ہوتا۔ فرماتے تھے کہ کہیں جاتے ہیں تو لوگ ہماری جوتیاں سر پر رکھتے ہیں اور کہیں ایسا ہوتا ہے کہ ہم پر سختی کی جاتی ہے اسوجہ سے دنیا کے لوگوں کی باتوں کا ہمارے دل میں کچھ بھی اثر نہیں ہوتا مگر خادموں کی ذرہ برابر بھی کوئی گستاخی ہوتی ہے تو سب انجیا پونجیا کھینچ لیتے ہیں ایک مرتبہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص کے پاس یہ پیام پہنچادو میں تعمیل حکم کے لئے آگے بڑھا اور حضرت پیچھے پیچھے ارشاد فرماتے جاتے تھے کہ یہ کہنا اور فلاں بات کا تذکرہ کرنا میں نے اس کا کچھ خیال نہ کیا کہ ارشاد عالی کو پورا سن لوں اس کے بعد تعمیل کروں پس یہ حضرت پیر گراں گزرا اب جو میں دیکھتا ہوں تو سخت قبض میں مبتلا ہوں شام تک یہی کیفیت رہی سوچتا تھا کہ الٰہی کون سا ایسا گناہ سرزد ہو گیا آخر صبر نہ ہو سکا اور حضرت کی خدمت میں

عرض کیا کہ حضور کیا قصور ہوا اسقدر خفگی ہو رہی ہے۔ فرمایا نہیں کا کہنا تھا کہ دروازہ رحمت کا کھل گیا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اب لوگوں سے ادب اٹھتا جاتا ہے اسی وجہ سے محروم رہتے ہیں چونکہ اس فقیر پر حضرت شاہ صاحب قبلہ کی عنایت بیحد ہے اس وجہ سے ذرا ذرا سی بات پر گرفت ہوتی ہے۔ ایک بار بھکیم پور میں ہی میں حضرت کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ اب میرے نفس کی شرارت دیکھئے جی میں آیا کہ یہ بوٹی میں کھاؤں معاً اس خطرہ کے آتے ہی حضرت نے وہ بوٹی اٹھا کر مجھے دیدی کہ لو کھاؤ اسوقت میں کسقدر نادم ہوا کہ پسینہ آگیا۔ بڑی ضرورت ہے کہ بزرگوں کے ساتھ بیٹھنے میں تمام خواہشات نفسانیہ کو بالائے طاق رکھدے کیونکہ صوفیائے کرام فرماتے ہیں اذا جالستما اهل الصدق فاجلسوهم بالصدق فانهم جواسيس القلوب ويدخلون في قلوبكم وينظرون الی همکم۔ یعنی جب سچوں کے پاس بیٹھو تو صدق و صفا کے ساتھ بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کا بھید جاننے والے ہوتے ہیں۔ وہ تمھارے دلوں کے اندر گھسنے والے اور تمھاری ہمتوں کے دیکھنے والے ہوتے ہیں اسی طرح مرادآباد میں جبلی کی روشنی ہوئی میں دیکھنے چلا گیا بازار میں طوائفیں ناچ رہی تھیں یہ تماشہ بھی دیکھا آخر مکان پر آکر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ تشریف لائے اور فرمانے لگے فرید آج زنا کی بو آتی ہے۔ بیٹھو غرض حلقہ فرمایا ار جسقدر ظلمت قلب میں ہو گئی تھی جب وہ رفع ہو گئی فرمانے لگے اب قلب صاف ہو گیا۔ آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ واقعی حالت بدلی ہوئی ہے کچھ اور ہی سرور قلب کا مزہ آرہا ہے جب حضرت شاہ صاحب نے اس فقیر پر اجازت و خلافت کا بار ڈالا۔ میں نہایت شرمندہ تھا مگر حکم شیخ سے مجبوری تھی۔ ایک بار حضرت کی موجودگی میں اپنے ایک پیر بھائی کیساتھ حلقہ کرنے لگا۔ اسکو کہیں حضرت نے دیکھ لیا

اسیوقت کیفیت بند ہوگئی۔ میں حیران تھا کہ الٰہی کون سا قصور ہوگیا آخر شب کے وقت پیر دبانے کے لیے بیٹھا اور اپنی حالت کا اظہار کیا اسوقت ارشاد فرمایا کہ جب تک ہمارے والد صاحب زندہ تھے حافظ مہربان علی صاحب نے نہ کسی کو مرید کیا اور نہ توجہ دی پہلے لوگوں کے یہ آداب تھے اب لوگ اپنے بڑوں کے سامنے اس قسم کی باتوں سے پرہیز نہیں کرتے اسوقت میں سمجھا کہ حضرت کی موجودگی میں حلقہ کرنا سخت گستاخی کی بات تھی۔ اسی وقت میں نے معافی مانگی بس اب کیا تھا انوار و برکات کا مینہ برسنے لگا بھیکم پور بھی عجیب جگہ ہے۔ علمار صوفیار اطبا غرض ہر کمال کا آدمی اسکو دیکھ لیا گیا ہے جناب حاجی محمد داؤد خاں صاحب بڑے باخدا آدمی تھے ان کی وجہ سے پھر جناب حاجی محمد عبدالشکور خاں صاحب کی وجہ سے ہمیشہ علمار صوفیار یہاں آتے رہتے تھے اور منجھلے خاں صاحب مرحوم نہایت نیازمندی سے پیش آتے تھے۔ مگر ہمارے حضرت شاہ بہارالدین صاحب سے جیقدر انس و محبت تھی ایسی کسی سے نہ تھی میں نے دیکھا ہے کہ گھنٹوں علیحدگی میں بیٹھے تھے اور توجہ لیتے تھے حالانکہ بیعت نہیں تھے انھیں کی محبت سے حضرت شاہ صاحب بھیکم پور میں اکثر تشریف لاتے تھے اب نواب محمد مزمل خاں خاں صاحب اور مولوی حبیب الرحمٰن خاں صاحب کی محبت سے تشریف لاتے ہیں ان دونوں صاحبوں میں بھی پورا پورا اسلامی جوش ہے حق تعالیٰ ان کو خوش و خرم رکھے اور دین و دنیا میں باعزت و اقبال بلند رہیں۔ آمین

مولوی سید عبدالقیوم صاحب بیان کرتے تھے کہ میں حضرت سے بیعت ہوا ہوں تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں میرے دل میں ایک پھوڑا ابھرا جو وہ پھوٹا اور بہت پیپ اس سے نکلی۔ صبح کو جب میں حاضر ہوا ہوں تو فرمانے لگے کہ عبدالقیوم تمھارے قلب میں کیفیت پہونچ گئی۔ اس وقت میں نے خواب بیان کیا فرمایا بیشک شکر ہے۔ تم نے خود

بھی معلوم کرلیا اس فقیر پر تو حضرت شاہ صاحب کی بدولت بہت سی ایسی باتیں ظاہر ہوئی ہیں ایک بار نماز پڑھاتے میں خیال آیا کہ میرا قرآن پڑھانا لوگوں کو اچھا معلوم ہوا ہوگا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ کو پشت کئے اور نمازیوں کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہوں آنکھ کھلی تو سخت شرمندہ تھا۔ ایک بار ایک شخص نے عمل بتایا کہ سورۂ رحمٰن طلوع آفتاب کے وقت سورج کی طرف منہ کرکے پڑھی جاوے اور ہر فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر انگلی سے آفتاب کی طرف اشارہ کیا جائے۔ دو روز میں نے پڑھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سورج کی طرف کھڑا نماز پڑھتا ہوں۔ میں نے یہ خواب حضرت سے بیان کیا فرمانے لگے تم اس عمل کو مت پڑھو۔ اسیطرح حضرت کے طفیل سے بہت سے بزرگوں کو خواب میں دیکھا حضرت خواجۂ خواجگاں خواجہ عبیداللہ احرار، حضرت مولانا محمد زاہد، حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی غرض جو کچھ ہوتا ہے وہ سب حضرت شاہ صاحب قبلہ کی ہی صحبت کا اثر ہے ورنہ میری تو یہ حالت ہے کہ ذکر و شغل طریقہ کا جیسا چاہیے نہیں ہوتا مگر چونکہ حضرت شاہ صاحب کو مجھ سے بہت محبت تھی جب کبھی مراقبہ کرنے بیٹھ جاتا ہوں بہتیری عنایت ہو جاتی ہے ہاں البتہ جب کوئی گناہ ہی سرزد ہو جائے یا جماعت میں سستی ہو جائے اسوقت فوراً قبض ہو جاتا ہے حضرت شاہ صاحب قبلہ فرماتے تھے کہ میرے ایک پیر بھائی نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور میری بابت دریافت کیا فرمایا بہارالدین تو ہمارا بیٹا ہے سچ ہے جسمانی تعلق سے روحانی تعلق بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے نیز حضرت مرزا صاحب علوی ہے اور آپ بھی علوی ہیں یہ نسبی تعلق بھی آپ سے ہے حضرت شاہ صاحب قبلہ نے جب خلافت دینے کے وقت حلقہ فرمایا ہے تو جہاں نسبت ابراہیمی اور موسوی اور محمدی

اور احمدی کے انوار و برکات سے فیض فرمایا تھا نسبت عیسوی سے بھی مشرف فرمایا تھا اگرچہ نقشبندیہ کے حضرات ان چاروں انبیاء کی نسبت پہنچاتے ہیں مگر آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خاص فیض ہے جو ایسا کیا گیا اسوقت کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی حضرت شاہ صاحب جہاں اور سلاسل میں بیعت کرتے ہیں مداریہ سلسلہ میں بھی فیض پہنچاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ایک بار میں مکنپور حضرت شاہ مدار صاحب کے مزار پر حاضری ہوا مراقبہ کیا بہت عنایت فرمائی۔ پھر فرمایا مداریہ نسبت نقشبندیہ نسبت سے بہت مشابہ ہوتی ہے پھر ارشاد فرمایا کہ جس زمانہ میں امروہہ میں حضرت شاہ ابن صاحب کے عرس میں چہار اطراف سے فقراء جمع ہوتے تھے مداریہ فرقہ کے لوگ بھی بہت آتے تھے۔ چنانچہ ایک عرس میں بہت ملنگ آئے ان ملنگوں کو دیکھ کر کوئی دو سو قدم کے فاصلے پر کچھ فقیر جمع تھے ایک سے ایک صاحب نے تذکرہ کیا کہ اب یہ ملنگ رسمی رہ گئے ہیں ورنہ پہلے یہ بڑے صاحب کمال ہوتے تھے تو یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ان ملنگوں میں سے ایک ملنگ اٹھے جنکی آنکھوں سے نور محمدی ٹپک رہا تھا مستانہ چال سے اس جگہ پہنچے اور شعر پڑھا

خاکساران جہاں را بحقارت منگر توچہ دانی کہ دریں راہ سوارے باشد

اور سوارے باشد سوارے باشد کہتے ہوئے چلے گئے۔ اسوقت انکی نسبت کا لوگوں پر بہت اثر ہوا اور اپنے خیال سے توبہ کی۔ یہ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ خاندان نقشبندیہ میں یہ قاعدہ ہے کہ کسی خاندان میں بیعت کرتے ہیں مگر ذکر و شغل اسی طریقہ کا تعلیم کرتے ہیں مگر حلقہ کے وقت نسبت وہی پہنچاتے ہیں جسمیں طالب بیعت ہوتا ہے دوسری بات ہے کہ بیعت تو ہو کسی خاندان میں اور اسپر نقشبندیہ غالب ہو جائے جیسا حضرت شاہ غلام علی صاحب نے قادریہ سلسلہ میں بیعت کی تھی مگر نقشبندیہ غالب آگئی

لطیفہ

ہاپوڑ میں ایک مزار پر حضرت شاہ صاحب قبلہ مراقب تھے اسی میں استغراق ہوگیا۔ مغرب کی اذان نماز سب ہوگئی مگر حضرت کو کچھ خبر ہی نہ تھی۔ کہ ان بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نہ جانیں کسی کی اذان نماز قضا ہو جائے۔ یہ سنتے ہی آپ نے آنکھ کھولی دیکھا تو مغرب کا وقت اخیر تھا فوراً نماز پڑھی۔ اللہ اکبر ان بزرگوں کو قبر والے ہیں لیٹے ہوئے زائرین کی نماز و ل کا خیال رہتا ہے اور کیوں نہ رہے یہ لوگ نماز کی حقیقت سے واقف تھے۔ آجکل مسلمانوں کی حالت کیسی ناگفتہ بہ ہے کسقدر نماز سے بھاگتے ہیں۔

حضرت مولینا شاہ سید محمد بہاء الدین صاحب علوی نقشبندی مجددی کے خلفاء

حافظ سید نظام الدین ساکن ہاپوڑ بڑے با اوقات آدمی تھے نہایت خوبصورت شکل بہت نورانی تھی ہمارے حضرت کے پُرانے خادموں میں سے تھے تمام سلوک طے ہوگیا تھا منشی منصب علی صاحب ساکن ہاپوڑ بھی نہایت با اوقات آدمی تھے۔ میں نے ان دونوں صاحبوں کو دیکھا ہے۔ میر کفایت علی صاحب ساکن ریاست الور کی یہ تو کیفیت تھی کہ غلبۂ عشق الٰہی میں عدالت کی مثلوں پر اللہ اللہ لکھتے جاتے تھے جب ہوش آتا تھا تو چاک کر دیتے تھے نہایت با اوقات آدمی تھے اور طریقہ کے پابند تھے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے وصال ہوگیا۔ قاضی عبد الغنی صاحب خلیفہ عبد الرحمٰن صاحب یہ لوگ ہاپوڑ کے باشندے ہیں۔ بریلی میں حافظ اکرام اللہ صاحب کرامت حسین صاحب برکت اللہ صاحب عطار اللہ صاحب۔ کو خلافت عطا ہوئی یہ لوگ ذاکر شاغل اور صاحب نسبت

اور مولوی سید جعفر علی صاحب کو مدینہ طیبہ میں خلافت عطا ہوئی با وجود انگریزی تعلیم یافتہ ہونیکے نہایت ذاکر شاغل اور صاحب نسبت آدمی ہیں۔ الور میں سید غلام حسین صاحب سید غلام حسین صاحب امروہہ میں اس فقیر مؤلف کو اور محمد تجمل حسین صاحب کو اور بعد کو خلافت عطا ہوئی۔ حافظ صاحب حضرت کے ہمشیر زادے ہیں نہایت با اوقات شخص ہیں۔ حضرت کی آپ پر بہت عنایت ہے۔ یوں تو فیض حضرت شاہ صاحب قبلہ کا عرب و عجم میں بکثرت جاری ہے۔ اللھم زد فزد حال میں لاہر پور میں چار سو سے زیادہ داخل سلسلہ ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں بہت لوگوں نے بدعات سے توبہ کی اور اتباع سنت کرنے لگے اور موافق طریقۂ نقشبندیہ ذکر و شغل کرتے ہیں

التماس از مؤلف

فقیر مولف حضرات ناظرین کی خدمت میں ملتمس ہے کہ بفضلہ تعالیٰ حضرت شاہ مدار صاحب کے حالات اور نیز آپ کے خلفاء اور اُن خاص خاص حضرات کے حالات جو دیگر خاندانوں کے سر طائفہ ہیں اور ان کو حضرت شاہ مدار صاحبؒ سے بھی فیض اور نسبت حاصل ہے مفصل شائع کئے جاتے ہیں امید کہ یہ کتاب اہل اسلام کے لئے مفید ہوگی اور ارباب بصیرت اسکو دیکھ کر اس فقیر کے حق میں دعائے خیر فرمائیں گے۔ احب الصالحین ولست منہم لعل اللہ یرزقنی صلاحا۔ آخر میں تبرکاً حضرت مولانا خالد صاحب کا شجرۂ خاندان نقشبندیہ مجددیہ مع مختصر آپ کے حالات کے لکھ کر اس تالیف کو ختم کرتا ہوں۔

ذکر حضرت مولانا خالد

حضرت مولانا خالد روم کے باشندے تھے بڑے عالم تھے ہزارہا علماء آپ کے شاگرد تھے آپ کو خواب میں ایک بزرگ کی صورت دکھلائی گئی اور یہ کہا گیا کہ تم کو اپنے

ان صاحب سے فیض پہنچے گا اور وہ بزرگ ہندوستان میں ہیں اس خواب کا اثر آپکے قلب پر ہوا کہ سب درس تدریس کو چھوڑ کر آپنے ہندوستان کا سفر اختیار کیا ہندوستان میں جہاں خانقاہیں اور جہاں کسی بزرگ کا نام سنتے جاتے مگر وہ صورت جو خواب میں دیکھی تھی نظر نہیں آتی تھی آخر دہلی پہنچے اور جتنے بزرگ اس زمانہ میں تھے سب سے ملے ایک شخص نے خانقاہ شریف کا پتہ بتلایا آپ لوگوں سے دریافت کرتے ہوئے قریب خانقاہ کے پہنچ گئے وہاں ایک شخص سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی بزرگ رہتے ہیں وہ صاحب دوسرے خیال کے آدمی ہیں انہوں نے صاحب خانقاہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا یہ سنکر نہایت پریشان ہوئے مگر یہ سوچ کر دیکھنا چاہیے اس میں کیا نقصان ہے حاضر خانقاہ ہوئے جب ہی حضرت شاہ غلام علی صاحب کے چہرۂ پر انوار پر نظر پڑی ہے تو ہو بہو وہی صورت تھی جو خواب میں دیکھی تھی بس اب کیا تھا بیعت ہوئے اور اسقدر جلد ترقی کی کہ چھ مہینے میں خلافت کے مرتبہ پر پہنچ گئے۔ آپ پر موسویت کا غلبہ ہو گیا تھا۔ جیسے حضرت شاہ مدار صاحب کے چہرۂ پر انوار پر کسی کی نظر نبت تھی اور وہ مجبوراً سجدہ میں گر پڑتا تھا یہی حالت مولانا خالد کی نسبت کی تھی۔ کہ جس شخص پر آپنے توجہ کر دی وہ بیہوش ہو کر گر گیا۔

مولانا خالد نے بعد خلافت کے اپنے وطن جانے کی اجازت مانگی حضرت شاہ صاحب نے اجازت دیدی غرض آپ قسطنطنیہ پہونچے اور آپنے لوگوں کو فیض پہونچانا شروع کر دیا ہزارہا آدمی آپ سے بیعت ہونے لگے بادشاہ وقت کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اس نے آپ کو بلایا اور کہا کہ تم یہ کیا جادو ہندوستان سے سیکھ کر آئے ہو آپنے فرمایا کہ یہ جادو نہیں ہے میرے پیر کی عنایت ہے اس نے کہا کہ تم ان خیالات سے

توبہ کرے آپنے فرمایا سبحان اللہ جس چیز کے لئے میں نے اسقدر محنت کی اور اسقدر سفر کیا تکلیفیں اٹھائیں اور جس نے مجھ کو پکا مسلمان بنا دیا میں لے اس سے توبہ کرسکتا ہوں یہ سنکر بادشاہ نے آپکو قید کر دیا. آپ قید ہی میں تھے کہ بادشاہ کا ارادہ ان کے قتل کا ہوا جس روز ان کو قتل کرنا چاہتا تھا اسی شب میں اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نیزہ لئے ہوئے گھوڑے پر سوار ہیں آئے اور یہ فرمایا کہ تو نے ہمارے خالد کو بے قصور قید کیا اور ان کو قتل کرنا چاہتا ہے تیری سزا یہی ہے کہ ہم تیرا کام تمام کر دیں اور میرا نام غلام علی ہے اور یہ کہہ کر قلب پر نیزہ مارا اور چلے گئے بادشاہ یہ خواب دیکھ کر چونکا اور اسکے قلب پر نمودار ہوا. اس نے حکم دیا کہ مولانا خالد بہت بزرگ آدمی ہیں آج انکے پیر نے یہ الفاظ کہے ہیں تم لوگ قید خانہ سے نکال کر ان کو لاؤ. مارکان دولت دوڑے مگر قید خانہ دور تھا یہ آنے بھی نہ پائے تھے کہ بادشاہ کا انتقال ہو گیا اب تو مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس کثرت سے رجوعات ہوئی کہ تین لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے اور کئی ہزار عالم آپ کے خلیفہ ہوئے چنانچہ تمام روم و شام عرب میں آپ کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے نقشبندیہ خالدیہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت مولانا خالد کو بھی تمام سلاسل قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی یہ شجرہ آپ ہی کی تصنیف ہے. حضرت پیر و مرشد مولانا شاہ بہار الدین صاحب کا اسم گرامی جن اشعار میں ہے وہ میرے منجھلے بھائی مولوی محمد داؤد صاحب بی.اے مرحوم نائب تحصیلدار فتح آبادی کی تصنیف سے ہیں۔

شجرۂ خاندان نقشبندیہ مجددیہ از تصنیف مولانا خالد رومی

خداوندا بحق اسم اعظم
بنور سید اولاد آدم

بسوز سینۂ صدیق اکبرؓ
بسلمانؓ و بقاسم یار دیگر

بآں فاروق ذیشاں معظم
بآں عثمانؓ ذات بس مکرم

بشاہ صفدر کرار حیدر
کہ از تیر وش واشد باب خیبر

نشد فصلے بروز کارزارش
زعزرائیل و ضرب ذوالفقارش

بآں سرو گلستان نبوت
بآں شمع شبستان فتوت

حسن کز محض لطف خیر خواہی
فرود آمد ز تخت بادشاہی

بآں نو بادۂ باغ رسالت
بآں یکتائے میدان رسالت

حسینؑ آں سرور جمع سعیداں
سپہ سالار افواج شہیداں

بآں چشم و چراغ اہل بنشش
کہ بر روئے بد مدار آفرینش

علی بن الحسین آں زین عبادؑ
کہ بود از غیر ذات بحت آزاد

بآں کان صفاؤ منبع نور
کہ بود اندر قباب عز مستور

محمد باقر آں کوہ مفاخر
کہ از بحر بیرشیں گفتند باقر

بحق مجمع البحرین انوار
کہ شد او راز صدیق و علی یار

امام صادق مصدوق جعفر
کہ ایں دو منصب او را شد میسر

بحق جملہ اہل بیت اطہار
کلان و خورد و مرد و زن بیک بار

کہ ہر ایک کشتی بحر یقیں است
چہ کشتی لنگر روئے زمیں است

بآں سرمست صہبائے محبت ‌ ‌ کہ بُد غواص دریائے محبت
رئیس عشق بازاں قطب بسطام ‌ ‌ کہ در ایں رہ بر چوں او کسے گام
بشرب بوالحسن از جام عشقت ‌ ‌ کہ بد شائستہ اقدام عشقت
بحق بو علی آں قطب فائق ‌ ‌ بخواجہ یوسف آں غوث خلائق
بعبدالخالق آں البرز تمکیں ‌ ‌ امام پیشوایان رہِ دیں
کہ پا ننہاد آں فرخندہ اختر ‌ ‌ بجز اندر قدم گاہ پیمبر
بحق خواجۂ عارف کانِ معنی ‌ ‌ بحق خواجہ انجیر فغنی
بتمکین عزیزان پیر نساج ‌ ‌ کہ بر چرخ بریں سودا شرف تاج
بحق خواجۂ بابا سماسی ‌ ‌ بآں خورشید برج حق شناسی
امیر شہ کلاں آں پیر کامل ‌ ‌ کہ فکر غیر بگذشتے انت در دل
بحق پیر پیرانِ بخارا ‌ ‌ کز وشد سنگ خارہ ذرہ سارا
بہاء الدین والد ضیا محمد ‌ ‌ کہ ایں راہ ہدیٰ شد رو ممہد
بہ بے نقشے چو کردے سربلندش ‌ ‌ نہادہ نام شاہ نقشبندش
ز بس کز وے گرہ در کار وا شد ‌ ‌ خطابش خواجہ مشکل کشا شد
بقطب حق علاء الدین عطار ‌ ‌ کہ از عالم کشادہ قفل اسرار
بآں پیرے کہ چرخ آمد مقامش ‌ ‌ ازاں یعقوب چرخی گشت نامش
بحق آبروئے پیر احرار ‌ ‌ کز و زیب دگر بگرفت ایں کار
چہ گویم من بوصف آں گرامی ‌ ‌ کہ در وصفش چنیں گفتہ است جامی
مقام خواجہ برتر از گمان است ‌ ‌ بروں از حد تقریر و بیان است

دلش بحرے است از اسرار الٰہی ‌ ‌ کز و یک قطرہ از مہ تا بماہی
بخواجہ زاہدؒ آں پیر صفا کیش ‌ ‌ بجانبازی مولانائے درویش
بحق خواجگی کاندر ہدایت ‌ ‌ نمودے درج اسرار نہایت
بآں مہر سپہر ارجمندی ‌ ‌ ختام خواجگاں نقشبندی
کہ صہبائے محبت راست ساقی ‌ ‌ در دریائے عرفاں خواجۂ باقی
بآں سیار سیر بے نہایت ‌ ‌ بآں سرہنگ ارباب ورایت
بآں ینبوع اسرار نہانی ‌ ‌ بآں شہباز برجِ لامکانی
بنور دیدۂ فاروق احمد ‌ ‌ کز و شرع محمد شد مجدد
ز نورش شد سواد ہند روشن ‌ ‌ از و سرہند شد وادیِ ایمن
چراغ محفلِ باریک بنیان ‌ ‌ دُر دریائے فوجِ پاک دنیان
نسنجد ہر کہ داد ار تقایش ‌ ‌ نگاہِ ہیچ کس بالنقش پائش
بہر دو دیدۂ آں غوث و قیوم ‌ ‌ سعید عروۃ الوثقیٰ و معصوم
بشیخ عبدالاحد آں نجم ثاقب ‌ ‌ محمد عابد آں والا مناقب
بسیف الدین و آں نور محمد ‌ ‌ بشمس الدین حبیب اللہ ارشد
بہ پیر ما کہ ہست اندر زبانش ‌ ‌ ہدایت حضرت اندر آستانش
نشد جز بندگی آرامگاہش ‌ ‌ ازاں شد نام عبداللہ شاہش
چہ گویم از کمالاتش کہ چوں است ‌ ‌ کہ از ہر وصف اندیشیم فزوں است

(از چودھری عبدالحمید خاں صاحب رئیس سہاور ضلع ایٹہ)

بحق مولوی عبد رحمٰن ‌ ‌ عفو کیم ساز جملہ جرم و عصیاں

نشیند در حضورش ہر کہ ناگاہ — برآید از دلش اللہ اللہ

بحقِ محرمِ راز نہانی — شہِ کامل بہاؤ الدین ثانی

چمن پیرائے باغ نقشبندی — از و روشن چراغ نقشبندی

جبینش مطلع انوار عرفاں — دلش گنجینۂ اسرار عرفاں

سپہر معرفت را آفتابے — طریقت را از و صد گونہ آبے

حبیبِ بارگاہِ لایزالی — بہر صورت مثال بے مثالی

ز صد فیض ذاتِ ذی کمالش — منور می کند دل را خیالش

خلائق را از و صد استفادہ — ردائے فیض را ہر سو کشادہ

برائے دردِ دلریشاں دوائے — جہازِ طالبان را ناخدائے

چو ہر جانب شعاع نور او تافت — فرید احمد ہم از وے پرتوے یافت

بایں صورت نظر سویش نمودہ — خیال این و آں از دل ربودہ

ز چشماں نش حجابے برکشادہ — بہ بزم مقتدایان بار دادہ

غریبم بیکسم برمن ببخشائے — چو کس مشکل کشا نبود تو بکشا

درے بکشائے از خوشنودی خویش — برین سرگشتہ مہجور دل ریش

بہر کس کز کرم کردی نگاہے — در عالم راہمی سنجد بگاہے

زبحر کز فیوضت گشت ریزاں — بعینِ مکرمت پیران عزیزان

رحمت رشحہ ہم بر دلِ من — اگر ریزی شود حل مشکلِ من

ز من ہر گز نشد کارے کہ باید — گنہ زینساں کہ در گفتن نیاید

ز اعمال بد خود شرمسارم — نہ طاعت نے زبان عذر دارم

ازمولوی محمد داؤد صاحب مرحوم نائب تحصیلدار فتح آباد

چو برخود بینم از بس سرمشاری — بدوزخ خوشترم از رستگاری

بیا مز زد میر از کار خانم — برسوائی نیر زد انتقام

اگرچہ من ستم بر خویش کردم — قباحت باایں ہمہ نقض عبورت

چومی اندیشم از دریائے جودت — خوش باایں ہمہ نقض عبودت

بحض فضل تو امید وارم — تو خود فرمودہ آمرز گارم

تمام شد شجرہ مولانا محمد خالد

ذاخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خاکسار فرید احمد نقشبندی مجددی

بتاریخ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ تمام یافت

محقق اعظم قطب الاقطاب حضرت علامہ و مولانا سید امیر حسن جعفری مداری مکنپوری

علیہ الرحمۃ والرضوان کی تالیفات وتصنیفات

مختصر البیان در حالات زندہ شاہ مدار	تذکرۃ المتقین اول و دوم
سیف قاطع	سبع طرائق

وغیرھم

حسب

شیخ طریقت مصلح قوم وملت حضرت علامہ ومولانا سید محمد تشریف حسن صاحب قبلہ جعفری مداری مکنپوری

بطلا النورانی ابن فخر طریقت غوث زماں حضرت الحاج سید محمد توقیر حسن جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان

دار النور مکنپور شریف، ضلع کانپور نگر (یوپی)۔ موبائل نمبر: 9919337046